

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U24767

وَأَمَّا كَيْفَ كُنَّا فِي أَيْدِي سُلْطَانِ بْنِ لُصْطُ الدِّينِ
أَحْمَدَ بْنِ الْأَنْصَارِ حَسْبُ مَنْ خَافَ أَنْ يَكُونَ بُلُطَا أَبُو الْأَمِيرِ
٢٣٤٦٤

نَسْتَعِينُ بِغَايَةِ دَعْوَانَا أَيْدِي سُلْطَانِ بْنِ لُصْطُ الدِّينِ
سَيِّدِ جَسَّاسَاتِ مُحَمَّدِ بْنِ بَادَاوُدَ خَلِّدَ الْمُلُوكِ أَيْدِي يَوْمَ تَعْلَمُ

سَيِّدِ جَسَّاسَاتِ مُحَمَّدِ بْنِ بَادَاوُدَ خَلِّدَ الْمُلُوكِ أَيْدِي يَوْمَ تَعْلَمُ

أَوْ سَيِّدِ جَسَّاسَاتِ مُحَمَّدِ بْنِ بَادَاوُدَ خَلِّدَ الْمُلُوكِ أَيْدِي يَوْمَ تَعْلَمُ
لَنَا مَوْلَانَا أَحْمَدَ بْنِ الْأَنْصَارِ حَسْبُ مَنْ خَافَ أَنْ يَكُونَ بُلُطَا أَبُو الْأَمِيرِ
٢٣٤٦٤

لِيَصِفَ سَيِّدِ جَسَّاسَاتِ مُحَمَّدِ بْنِ بَادَاوُدَ خَلِّدَ الْمُلُوكِ أَيْدِي يَوْمَ تَعْلَمُ
سُلْطَانِ بَهْمَامِ الْخَطَّابِ مَوْلَا دُرَّحْمَانَ مُحَمَّدِ بْنِ بَادَاوُدَ خَلِّدَ الْمُلُوكِ أَيْدِي يَوْمَ تَعْلَمُ

بسم الله الرحمن الرحيم

لب پر کوئی مضمون غلو نہیں سکتا
 پہلی کو تری آگ سی جلو نہیں سکتا
 ہر چند پڑتا ہوں نکل سکتی نہیں روح
 جب کہتا ہوں کعبہ ہی تو اسکو اُٹھتی
 میں بھی میں جس طرح پڑتا ہوں بی حس
 ناصح تو ہی دیوانہ جو کرتا ہی نصیحت
 بلوایا دم مرگ جو مجکو تو یہ دھڑا
 شاعر ہی تری حمد بجا لائیں سکتا
 امی گلبدن اسو سطلی گل کہا نہیں سکتا
 لوجی میں فرشتہ بھی تری نہیں سکتا
 وہ کہتا ہی کیا کبھی میں نہ مانیں سکتا
 ایسا تو کسی شخص کو ہو تا نہیں سکتا
 میں غم دلِ نافرہم کو سمجھا نہیں سکتا
 بیہی ملک الموت ہی پر پا نہیں سکتا

عاشق ہون ہی ہی کا قرآن اٹھا لور
 مجروح ہون تیر نگہ پر دہشیں
 دیکھو اثر ہجر اگر وصل کا لون نام
 میں جشتی مخرودہ کیسوی سیہ ہوں
 لیا گرم ہوا آتش خنہ خانیے
 مڑ جائیگی گل دیکھی مڑ جائیگی لب لب
 وہ پیلر کی ہی کہ واعظ تو ہی کیا خیر
 لکھ سکتا نہیں صاف تر می لکھ کی اوصاف
 لیا منہ لب شیرین کا اگر لی کوئی بوسہ
 سونی میں ہی ہی تری ششیر نگہ کا
 جاتی ہی کبوتر بھی پٹرک جاتا ہی پیر

پر مصحف عارض کی شمع کہا نہیں سکتا
 جراح کو میں خم بھی کہلا نہیں سکتا
 ملنی کو لب اک دو سہا پس آ نہیں سکتا
 اب باغ میں بل بھی اوجہا نہیں سکتا
 چہلا دیا اوس گلنی تو گل کہا نہیں سکتا
 ای گل تجھی میں باغ میں لیجا نہیں سکتا
 رضوان ہی تری کوئی چہرہ نہیں سکتا
 طولانی ہی قصہ کوئی سکہا نہیں سکتا
 حلو ہی یہ ایسا کہ کوئی کہا نہیں سکتا
 میخ اب میں ہی پاستی آ نہیں سکتا
 نامیکا کسی طرح جواب آ نہیں سکتا

خجری تلی چین سی ہی محو نظارہ

سراپا قبول اس لی سر کا نہیں سکتا



میری دل کا کہی اریان ای ہدم نہ نکلی گا
 جو اسکو چیر کر پہلو نکال اور دیکھ اسی قاتل
 تبھی نہیں ہوتی ہن خونیز انہی کجرو
 نہ چھو ونگا ترسی اغوا کسی یار امی دعا
 لگی ہی تیغ ابرو ساری عالم میں پھرن تو
 پلا جام بلورین سا قیاد و خانیے سے
 ہو اسی اتحاد ایسا غمِ فرقت اور دل سے
 اگر در و جگر جان کا دینا ہی چاہوں گا
 نہ ہو گا عاشقِ نادان کی جھپٹا ہی عالم میں
 بہو جھپٹیں کیا ہن نہ امید و سل پر ہوں میں
 تصور آہ میں باندھا ہی مہنی زلفِ شگون کا
 آرون دو تار اگر سید ہی بل کرتی ہوں فوراً
 تماشا چھان چھپتی ہی جی ہی ابو شاہوں کے

و بیتک گہری پچی نیچہ بہم نہ نکلی گا
 مرال صبر میں اٹوب سی کچھ کم نہ نکلی گا
 ترن تلوار کا گردن مہی سی خم نہ نکلی گا
 گہر جنت سی ای شیطان آدم نہ نکلی گا
 تسبیح پاس اس خم کا مرہم نہ نکلی گا
 جو دم ٹکی گا تو ہی سیکدی سی خم نہ نکلی گا
 جو پڑی ہو گا دل تو ہی دل سی خم نہ نکلی گا
 دو کی طرح سی نیامین گردن نہ نکلی گا
 جو تہا سیلہ جو ای فت نہ عالم نہ نکلی گا
 رقیہ بکڑی کر ڈالو گی تو ہی مہم نہ نکلی گا
 علم ایشان کا اس حسن کا پرچم نہ نکلی گا
 تبھی اس لطف کا امی کل محسوس نہ نکلی گا
 قیامت میں لحد سی جام لیکر خم نہ نکلی گا

جو میں دیکھا چڑھتا ہمارے نظر سے ہر آنکھوں میں
کسی افعی میں لب یار کا سا ستم نہ کھلی گا

سحر مونی لبِ مہم کی گر بیٹھا وہ منہ کہولی

قبول اسکو جس کے بیڑا ستم نہ کھلی گا

غلط ہی یہ کہ ظلم جو یہ چرخ پیری نکلا	ستم جو کجہ کہ نکلا اوس میں سے پیری نکلا
بھر آگاہو میں صحرِ البحرِ جوشِ جوش نے	قدم لیکن نہ باہر خانہ بنجیسے نکلا
رمانی قاتل کی سی پائی لیکن اقبال	نہ مرغِ غریب دام جو ہر شیشے نکلا
مراول ٹوک مرکان نی چھیدا بیکان اتنی	طلسمِ تازہ ہی کارِ سنان اس میں نکلا
بہی چو پانہیں ہی صید کوئی دام کیسی	ہمارا طائرِ دل خوبی تقدیر سی نکلا
ذرا ہی ہوش جب آیا لگا انسان غم کھانی	کہو میں لگا جو طغسل قید شری نکلا
عبث آئینی کو بستم کرتی میں دنیا میں	واجِ حیرت افزائی تری تقدیر سی نکلا
بجھیا سباز فکوت تیری خاک در کا ہے	نہ کام او نکا کوئی امی سیم میں اکثر سی نکلا
ہم اپنی جان دی بیٹی بیوئی راہ دکھلا	پریرِ ایک تو کام اس میں تاخیر سی نکلا
رخِ زور اور داغِ دل لکھا اور دردِ دوری کا	نہ حرفِ وسوسہ کلک کا تب تقدیر سی نکلا

<p>پہنا زلفِ سلسل میں گزیرِ نخی نخلا غرض کیا خوب کام اس آہ پر تاثیر سی نخلا</p>	<p>ہو اسودہ جو کم تو کیسو بچان سی لنگا لگائی تیر پتیر آتی ہی اوست ک پر ننی</p>
<p>ہو قول افسوس ہی آفرندیکہا جلوہ جانان بڑی حسرت لینی کوئی بستے پیر سی نخلا</p>	
<p>پڑیکا ایک دن اس لہجہ بچان پوانا ہو اٹھ نہ رد او سکا ہو گیا چہرہ بجال اپنا جو رکھ دگی ہما گلی ل پر بچان گال اپنا نہ اب تیر تصویر ہی نہ مطلق ہی خیال اپنا مہ عارض فی دوہی دن میں کھلا کھال اپنا فقط عصیان کی باعث سی ہی بان اپنا قیامت ہو افسوس ناہی محال اپنا عبث بن بن کی کھلائی ہی جی بن پر ال اپنا جلال کدن گرد کھلائی ہ صبا جمال اپنا</p>	<p>پہنا یا بی گنہ مجھ کو صنم پہلا کی جال اپنا جھمی منہ ہونی کھلایا ازار گسٹخ حاس قرین ہی ہی داغ اسکا ہندین چھب گئے کا یہاں تک دیا پہوشن تیری عشق فی مجھ کو شکھا کر کیا بھی جلدی کیا مثل لال سنی جوان مجھ پر کو جو جانتا ہی طفل نادان ہی لیا ہی آنی کا اقرار اوسنی روح کیا نخلی یہ نہ نیا ہو فانی کب جو اندر اسکو چاہیں گے اُتری خورشید تابان آسمان سخی کل چل کر</p>

گل کو رکھ دیا قتل میں جا کر تیغِ قاتل پر	سبارک ہو ہوا آخر یہ قصہ نفضال اپنا
نخلِ آہی ہل کر اشک کی قطرہ میں دل	لب دندان کی الفت میں دُری دیر اپنا
مگر مگر نظر آتی تھیں اور اشکِ جاکے ہیں	ہماری آنکھ میں تھنی کمرؤ اللایہ بال اپنا
ہمارے مٹی جہان فی تکیہ صبحِ فرقت کی	عروجِ مہربان سی ہوا پہلی زوال اپنا
وہ آیا سی مگر بوسہ لبو کا پاؤں میں کیونکر	زبان گویا نہیں حیرت سے لبی بئی اپنا
لیا دلِ تری لربا پر ہم غم ہی	وہ گھٹے کو لے جھین سکونِ نچ و لال اپنا
ہو ہی میں سوئے زلفِ جان ہل سکین	یہ وہ کوچہ ہی جس سے شت ہوئی غن اپنا

ضعیفی میں قبول اپنی دُردندان گئی پہلی
سفر سی پیشتر لوٹا گیا افسوس مال اپنا

متھاری ہجر میں سینہ ہو ہی اغدا اپنا	شکستہ ہو گیا فصلِ خزان میں لالہ زار اپنا
یہ عشق ایسا نہیں جسکی حرارت دُور ہو دل	سینگ کی نزعِ جیتک ہم نہ اتریکا بخار اپنا
وفاداری میں ہم ثابت قدم ہیں بعدِ بے	بنی گا ای پر مئی و تیری کوچی میں پراپنا
غور و حسن بھی کر نظر کرتا نہیں طنالم	پریشان توں جان کی سچی ہی غن اپنا

<p> بل سب دست و پائی بوی انس سی جان وفاداری ہی کب اچھا کاسی کی لائے خزانہ دل بھی حشم کا آئینہ رکھیں کیونکہ مڑو کی تیرسی پاتینگ ابرو سی بھی مارو زیادہ جان سی تو ہی عزیز امی محض دور چھیتی ہی میں آئینہ و کیونکہ کہوں اوکو مری شگے زیر میں ہی ساتھ میرے ہی اسیر ام گیشون نہ آزرہ نہ مجھے کیجو </p>	<p> نہ گل اپنا ہو گا زار عالم میں نہ خار اپنا مری محبوب تھے آپ کہو یا عت باؤ اپنا اسی سے اجاڑی آہیگا آہنا اپنا لڑو اس عاشق جانبا ز پر کوئی تو وار اپنا تصدق ہی جگر ہی اور دل پہنچا اپنا نہ نہ کو جو بھی ناز سی آئینہ وار اپنا پہنچا اس کی طرح سی سنگ مار اپنا نہ جانی دیجو تو ماہتہ سی اپنی شکار اپنا </p>
--	---

قبول افسوس ہی سبکی نظری گئی اب ہم

حسینوں کی محبت میں گیا سارا وقار اپنا

<p> میری الفت کا حیاں کچھ کچھ انہونی لگا مری چلی ہم دیکھ کر پوچھا کہ دے یار کے نشتر کان کہاں پہنچا ہی سینہ چید کر </p>	<p> رفتہ رفتہ اوس سن سی کی دل میں گہ ہونی لگا غم کی شدت سے محرم میں سفر ہونی لگا میری آنکھوں سی وان خون جگر ہونی لگا </p>
--	---

تاج زر کا بوجہ اٹھاؤں خاک میں باز کدماغ	سایہ بال بہاسی در دوسرے ہونی لگا
لاکھ چاہتا ہوں شکر خانہ ٹوٹا ہجر میں	آستین سوکھی اگر داماں تر ہونی لگا
بلغ رضوان کی طرف کج رباتی میں ہم	تیری کوچھین رقبوں کا گزر ہونی لگا
وصف لب گہنی کا تیرے چائے میں بہن	میر غلامی سی غسل کیا فیکر ہونی لگا
صبحِ فراق کیا قریب آئی جوں میں درد	زنگِ فاق چہر کا کیوں مثلِ سحر ہونی لگا
لب تک اشکوئی عمن ای عشق تو ہو گیا	یہ چکا دل اب روانِ خون جگر ہونی لگا

ہی قبول اپنا سفر شاید سو ملک عدم

دل میں پیدا آج کل عشق کمر ہونی لگا

عشق دلا کھنڈ سی سنون لی ہوید کر دیا	بوی گل کو چار سو صر صر نی رسوا کر دیا
تجین کر دمن لی جوبیا جانڈ سی چنڈ	ماہ کو تیری رخِ انور کا ہالا کر دیا
دل گرفتہ گلشنِ عالم میں تھا تصویر دار	بلبل تصویر کو او س گل لی گویا کر دیا
سب میناں چاہن عاشق نظر آئی تری	یوسفون کو حسن لی تیری زلیخا کر دیا
چشمِ بد و اسقدر پر نور ہی دین کی اکہ	اک نظر سی رو کو عفتِ دنیا کر دیا

سیر سیسی بن ہی لیکر مہر تباہی تو را	بچ باجانان فسون لہر مری کب کرو یا
دل بہا ہی عشق کی دولت چراتی ہی ہے	حسن کی سلطان فی اپنا چور پیدا کرو یا
گلشن چہری سہی تہی دعویٰ سرخی کیا	سیلیون ہی اوسکا منہ صرصرنی نکلا کرو یا
سب طے ہو نہ لگا رو کھانا پانا نہیں	عشق ہی لب طار دل کو بہی عطا کرو یا
غیر سی پتو کو دیتی ہیں لکھنا یا حسین	ہجرین یعقوب کو یوسف نے اندھا کر دیا

مہر سی اوچی خوبی نی بھی لکھا قبول	
دور می کو جو رشید و قطری کو حیرا کرو یا	

ساتھ لائی جو قیون کو تو لانا کیا تھا	تکو ناحق کا یہ احسان جانا کیا تھا
نہ وفا ہی نہ نفرت نہ چھپت چھین	بہنسی جہہ حشی کو پیرل کا لانا کیا تھا
خود و دل سونہ ہی عشق میں ای آتش گل	آشیان بسبل شیدا کا جانا کیا تھا
نہ لہو کا لانا نہ ہٹا میں ہر گز	تیر تو تھا ہی پر ای ترک نہ لانا کیا تھا
گوری گوری اکا نکل ہی تہی خجستہ	خون بہا ہی میں تہی ہندی کی بہا کیا تھا
تیرا تہی گل شکر کوئی کیا کر سکتا	خون گر میر کیا تھا تو چھپا لکھا تھا

تو قیون سی ملا چو تاکو نہ سبجے
 صاف زلفو کو کیا دل کو مگر اہسا
 گیا ہی ترنگہ ناز پر سسینے پر
 دل کی لینی پہی تانی نہ دیا چین کہے
 تیرا احسان ہو گو ہو می محنت ہو
 صید ہو نیکو ہم اسی ترک بہت چلا
 اٹھ گیا صفت و شرم کی مری و نی پر
 لالچ مری نی سوا آتش دل بھر کاٹے
 مرض عشق ہی جاتا ہی بجز شربت و سل
 نکل مہانی میں یا انکے تے یا غم نہ بھرے
 بیوٹی سی سی کو بچ کیا دنیا سے
 لب شیریں سی بھی مٹی کہی تلخ سخن
 سدا محفل میں بھی چور بنایا سینے

بیوفا بہ تو بنا دمی مجھے جانا کیا تھا
 جہم پریشان کی دشمن تھا چہشتا کیا تھا
 جان لینا تھا صدمہ آنکھ نہ لانا کیا تھا
 بیوفا جان ہی ہم دیتی تو پانا کیا تھا
 تجھسی مہتا تھا تیری پاؤں بانا کیا تھا
 تیر تو مار تاک کو یہشتا کیا تھا
 روبرو اسکی بھی لنگ بہا کیا تھا
 میں تو جلتا تھا جھی اور جلا کیا تھا
 اسی طیبو مجھے برید لانا کیا تھا
 بانی کھار می تھا مری گہرین تو کہا کیا تھا
 بیشی بھلائی صنم در سے اٹھا کیا تھا
 شہد میں میری لی زہر ملا کیا تھا
 بیٹھ جاتا کہیں میں آنکھ پر لانا کیا تھا

تج ابروی اگر قتل ہی کرنا تھا مجھے	جنش لب سی پر حیاں جلا نا کیا تھا
اوسکو الفت ہی سی آگ تھاری بجھی	ای قیو مری جانب سی لگا نا کیا تھا
بجھہ بغیر گی پتین چین نہ تھا ایک گہری	بامی کسی ہی دھن اور دھڑانا کیا تھا
سنی ہی ہجر کی مدون سی گنی جان پل	
ایک نادان سی کیا عشق وہا نا کیا تھا	
جھہ پاس تر اچا ہنی والا نہیں رہتا	دل سینی من ہر چند سنبھا لا نہیں رہتا
سلک دوزن ان کا صفائی سنی ہی	یہہ موتیو نکا سینی پہ مالا نہیں رہتا
شاید کہ پنی طائر تیر گنہہ یار	ہی جال مری آنکھوں میں جالا نہیں رہتا
کانٹو کا پڑا دشت نور می بین ہی چاں	ٹوٹی ہی مری پاؤں میں جہا لا نہیں رہتا
تو کھینچو پاس اسکا یہ آتا ہی تری پاس	مینی دل نالان کو سنبھا لا نہیں رہتا
مین اغ دل اپنی جو دکھا دیتا ہوں اگر	نوشرم سی گلزار میں لا لا نہیں رہتا
دیور کو ہی الفت میں ہی شک ہی بجا	بجلی جو پڑی کان میں بالا نہیں رہتا
مین جوئی پاتا نہیں اسکو لب دل سی	سینی میں کوئی دم تر اہا لا نہیں رہتا

جس پناہوین اسی پلواتا ہون قاتل	تلوار کی لب پر کوئی چہالا نہیں رہتا
ہوتا ہی نظارہ قدر جانان کا میسر	اب سینی میں پیہ دل تہہ وبالا نہیں رہتا
پہلو سی تری پاس گیا دل نہ اٹھا غم	اندوہ میں آغوش کا پالا نہیں رہتا

دشمن ہوں ویدول اور کا محبت نہیں کبھو

بیدار مری باغ میں لالا نہیں رہتا

جسنی ایجان تہی ایک نظر دیکھ لیا	لکڑی شمشیر محبت سی جگر دیکھ لیا
شبِ فرقت فی کیا تنگ جہ مجنون کو	دستِ وحشت میں گریبان سحر دیکھ لیا
لہر مری آئی ہو تم وڈر کی بیابی سی	اب تو تہی مری نالون کا اثر دیکھ لیا
دوست میں بہنِ مومن نظر آئی بیکسان	فانچ کچھ نہواسے ضرور دیکھ لیا
بال بال پنا گنہگار ہی جو چاہی وہ کر	اب تو آنکھوں سی تراموی کر دیکھ لیا
ہی شبِ وصل نہ غل کیجیو مرغانِ چمن	جان میں دو نگا جو سامان سحر دیکھ لیا
روز و شب میری ہی دل میں جو کارہی	توئی اسی در فقط ایک پیہ گھر دیکھ لیا
خز گنہ الفت میں ہو کچھ حاصل	خوب اس نخل محبت کا اثر دیکھ لیا

غرق ہوتا ہی جہان مفت کرباں ہم سپر
تیرا طوفان بس اسی دین تیرا دیکھ لیا

عشق اوس چاند سی صوت کا چہی کل نہ قبول

ساری دنیا فی ترا داغ جگر دیکھ لیا

عشق میں جس جنون کی توجہ جانان سپر	پہو بچا و اماں تلک چاک گریبان سپر
دل کی الفت میں پہنسا ہوں نہیں چھٹنا اکم	دشت میں ہی می ہمراہ ہی زندان میرا
منہ نہ کہاتی ہی کبھی محو مری داغ جگر	آر دیا یار نی برباد گلستان میرا
ہڈیاں ہنسنی لگیں دل فی جو آہیں کہنچین	جل گیا شیر کی نعروں سی نستان میرا
ایک شب ساتھ نہ سویا کہ نکلی حسرت	داغ دل کہو نہ سکا وہ مہ تابان میرا
حسرتیں سیکڑوں بقتول معی ہیں دن	خوب آباد ہو گنج شہیدان میرا
غیر گل خاریاں ایک نہیں ای محزون	گیون نہ کھٹکی تیری آنکھوں میں بیان میرا
میرنی خمون نہ رکھو کہیں ہم سب سراج	سیر کر لی نہ مٹانا چستان میرا
یار آغوش میں آیا تو او نہیں شک ہوا	ساتھ اب چھوڑ گئی حسرت و حرمان میرا
بعد مردن تن محرومی یہ لقمہ گرم	دہن گور ہی ہوتا نہیں خواہان میرا

تیر بختی تو مری دیکھ کہ اسی جانِ جهان	قید خانہ ہی تری زلف پریشان میرا
کوئی سوائی زمانی میں نہیں جھپٹا	روزِ نورِ موری ہی تنگ بیابان میرا
زخمِ کاری ہی تن پر لبِ خندان ہو	ہنسلی دیکھی بھی وہ گلِ خندان میرا
قتل کرنی کا اجورہ وہ طلب کرتا ہی	حشر کو پکڑا ہی قاتلِ نیرِ گریبان میرا
ہجر کی صُدمِ خمی ہو کی یہ پہنی کو ہی	دل کوئی دم کا ہی اس سینی میں جان میرا
نہیں معلوم کہ کون سی ملت میں ہو	منہ نہیں دیکھتی ہیں گبر و مسلمان میرا
اونکلی لی مری شعرِ سحر ہی ناموں	سامنا کرنے کی مرغِ خوش الحان میرا
سبزی نی دل کو نکالا ہی فن پر اگر	خضر نی چین لیا چشمہ حیوان میرا
دقیر تن پر مری مھر ہو ہی داغون کی	ملکِ سودا میں دان کیون ہو فرمان میرا
اپنی میدانِ جن کی اسی کہلا دوسرے	وسی سکی ساتھ اگر گنبد گردان میرا

اوسنی اتنا کہا سنگِ خبرِ مرگِ بقول

اُٹھ گیا آج صدِ غمِ غزلِ خوان میرا

خضر کی طرح سی آبِ بقا پیا تو کیا

فراقِ یار میں تا حشر میں جیا تو کیا

جوا یک جام تری ما تہ سی پیا تو کیہ	لہا کا شمار مہلق ہی نہ تر ہو گا
بنانی ہمنی جو دور روز کمیسا تو کیا	یقین لکھو ہی اک روز خاک ہو گئی ہم
جوا یک بوسہ لب پار کا لیا تو کیا	نہ چھوڑیو کہ ہی تو ڈر کی اسی دلِ دان
جو تونی اکی گریبان مہر سیا تو کیا	جاکر کا چاک بدستور رکھیا ناصح
ہماری دل کو ہی ویران کر دیا تو کیا	نہارون ملک اجاڑی پن اسی فلک تونی
محدہ چاک گریبان اگر کیا تو کیا	جو دل کی چاک کو تم سیتی تو نہ مرنا میں
جو او سکی بدلی بھی داغ دل دیا تو کیا	فلک ملا کہیں اوس گل سی باغ عالم پن

قبول فکر عبت ہی زوال ہی پیش

کمال شعر کا حاصل اگر کیا تو کیا

سر اٹھایا ہی یہاں آہ رسائی اپنا	جال پہلا یا اوس لفت و توانی اپنا
قبر سی ہم ہی لٹھیں داغ دکھائی اپنا	عدل کا روز ہی خورشید قریب آیا
چشم خونیر بھی نیزہ کوئی تانی اپنا	تیغ ابرو تو کھنچی کجی پکے سی
ساتھ چھوڑا نہ کسی وقت وفائی اپنا	بیوفائی بی نہ کی ترک رفاقت اوس کے

نہ تو موت آتی ہی ایجان نہ تو آتا ہے
 دل نہیں کہنی مین قابو مین ہو لبر کو نکر
 ناز آہ ہی مین جان اپنی خدا کی سمنے
 درد دل دور ہو ہو اٹلی کہا یا تہا زہر
 رخ تری سمت اوست ک کا ایدل نقش چوک
 نہ جگر اوس سی چہا یا نہ دل اپنا مینے
 دی بھی تلخی و شام سی اوستی شفا
 باتو خون کی ہی یا اسی لیجائی وہ شوخ
 عشق سی سی ہو نور رخ اوسکا افزون
 تیغ کینچی ہو ہی سیل کی صوت ہی وان
 سجدی کر کر کی تہکا کھی مین پر وہ غلا
 بیزبان ہم مین اوسی حسن کا اپنی ہی غور

سنہ چہا یا تری صورت سے قضائی اپنا
 غیر کیا مانی کہ جیب دل ہی نہ مانی اپنا
 آتی ہو کو تم انداز دکھائی اپنا
 نہ کہا یا اثر اس اپنی دوائے اپنا
 سنہ سو تیر کر اب جلد نشانی اپنا
 دی ویا مال سب س شہ کو گدائی اپنا
 لہو دیا درد دل اس نہ حفا بی اپنا
 دل کسی شکل سی لگای تہکا بی اپنا
 دی ویا داغ بھی ماہ لقائی اپنا
 شاید آتا ہی وہ گل خون بہائی اپنا
 دیر مین جاتا ہوں اب داغ مٹائی اپنا
 ماسی کسطور سی پھر درد وہ جانی اپنا

وصل اوس بیت ہے اشکر جیالا و قبول

بعد کے کیا فصل خدائی اپنا

<p>آنکھیں جھپٹنے لائی اور نہیں ٹلتی دیکھا طفل کو شیر کی جاخون اگلتی دیکھا جسکو دیکھا کفِ افسوس ہی ٹلتی دیکھا روح کو تن سے نہ کیوں مہنی نکلتی دیکھا رات بھر ل جو مر اشع فی حلیتی دیکھا دو قدم ناز حسی جسنی تھی حلیتی دیکھا لہو ہاتھوں ہی مری رگ سی اچھلتی دیکھا شمع کی نخل کو کب پہوتی پہلتی دیکھا لہی طوطی کو نہ یوں آنکھیں بدلتی دیکھا دل کو ہی مہنی اوس طرح گھمکتی دیکھا مہنی ان آنکھوں سی طوفان اُلتی دیکھا لہی حلیتی ہوئی پایا کہی گلتی دیکھا</p>	<p>تیری کوچی مین نہ غیر و نکو سنبھالتے دیکھا سجاد ل ہی تیری آغوش کی حشر میں لہو عشق ہی ست حنائی کا تیری عالم کو سیری آغوش سی اسی جان گیا تو افسوس صبح تک جان کی مری دل سوئی مین ہو گیا نقش قدم ایک قدم چل نہ سکا قوتِ عشق یہی ہی فصد جو فساد لی مین دل خستہ وہ گل نہ ملی گا محب کو ہسی کل پل مین پہر جیتی اسی ہو شیم جس طرح شمع ہی عشق مین تیری جل کر اسی سندھ مین جون سی ڈراتا ہی کیا شعلہ روزِ خیم تیری عشق کا اچھا نہ ہوا</p>
--	---

مرضِ عشق زیادہ ہی ہواروز بروز	دلِ نادان نہ کسی طرح سنبھلتی دیکھا
وہمِ آخر ہی نہ سزا کی رکھنا زانو پر	تو فی منکامری گردن کا نہ دہتی دیکھا
کیون گرجا میں حسینو کی نظر سی ہم	حسن پر مہنی بہت دل کو پھلتی دیکھا
باغ ہی شے ہے دیا ہی یہ سپان آیا	تیری کوچی کی سواد ل نہ بہتی دیکھا

کیا کسی افغی گیسو کی محبت ہے قبول
خوب ہے آج بھی زہر اگلتی دیکھا

یہ عشقِ اخیر کو کام لگیا حسینون کا	لحد میں شمع بنا داغ مہ حسینون کا
گرین تری لبِ نگین سی سامنا کیون کہ	لہ خون خشک ہی یا قوت کی نگینون کا
ہزاروں سال تری ہجر میں گئی اسی ماہ	شمار وصال کی شے ہے عبت مہینون کا
طلب ہی اسکی تو پہلی ملون قیون سے	بجبر و دست بنون اسکی ہم نشینون کا
پرائی دل کو دکھا کر گناہ کرتی ہیں	سیاہ قلب کیون کر ہو کتہ چنیون کا
لیا بلند انہیں ایسا ہی فکری نہیں	فلک زمین ہی اشعار کی زمینون کا
وہاں دل سی لٹا تا ہون سیکہ مضمون	سخی ہون کہولا ہی منہ مینی ان خنہ یون کا

وصال بینکے سوچیا بھی وہ غیرت مھر	فراق لیکیا سب نور دور بینوں کا
خط او سکا اُپی گیا عاشقوں کی کچھہ چلی	بہت محال ہی جو خط مٹی جبینوں کا
گہی تھی دلی لپی رومی دلربا کو کہے	غرض نہ درو گیا عاشقوں کی سینوں کا
ہو امیر ایہ گھڑی بہر کی ہجرین عالم	اُس طرح کوئی بیمار ہو مہینوں کا
مری نصیب کیا دیکھتی کہ خود ہی ہنسی	نہ کیوں سی چلا زور شاہ بینوں کا
بہا یاد ست حنائی تی خون دل میرا	اگر گاسینوں کو شوق عشق استینوں کا
مٹس لوگ ہیں جو حرف حق شانی ہیں	سیاہ منہ نہ ہو کیوں ایسی نکتہ چینوں کا
گیا ہی عشق نی ایسا ہی جگہ نازک و	کہ ناز اُٹھ نہیں سکتا ہی نازینوں کا
تمی نہیں مضمون کی کس سی شک کرو	حسد بھیاں نہیں یہ کام ہی کمینوں کا

زمین شور سی کیا نخل سنبھل مضمون
قبول چھو خیال ایسی تو زمینوں کا

چمن میں جا کی تری یاد رخ سی تنگ آیا	نظر ہر اک گل اسر سیاہ رنگ آیا
جو بیٹھا سایہ گلبن میں تیرا دیوانا	اگر جو سر پہ کوئی گل تو سمجھا سنگ آیا

خدا پچای تو بیج جاؤن تیغ ابرو سے	کہ چہ سی آنکھ لڑائی وہ خانہ جنگ آیا
نظر میں سبزہ بیگانہ ہو گئی سب گل	نظر جو باغ میں مجھ کو وہ سبزہ رنگ آیا
بڑائی مینی جو قتر یاوسی کیا گویا	دہن سخن سی جو ثابت ہوا تو تنگ آیا
لشکرِ قدسی می حیرِ حسن شر مگر	چمن میں پشت پر ازہ دہری ہنس گیا
مہار می چہرہ روشن پہ جہانیاں کہیں	پڑی یہ عکس اس آئینہ تنگ آیا
ہو یہ حسن صبح شہستان کا شو	کہ آپ بھر نہ ناشائستہ رنگ آیا
مہار تیر نگہ یوں پڑا ہی سینی پر	کہ جیسی تو دی پر زور سی خدنگ آیا
فروغِ حسن نی پروں کی پر جلان	گر الگن میں اگر شمع پر پتنگ آیا
قریب چہرہ جانان جو آئینہ پہونچا	تو میں یہ سبھا مری آئینی نہ تنگ آیا
بڑا کلام جو مڑون کی زندہ کرنی میں	میری سچ سی آخر سچ تنگ آیا

بقول شعر کی نئی گو گو سن گل موسیٰ وا

ہزار شکر تجھی شاعری کا رنگ آیا

تیغ نگہ سی سخت ہمارا پلٹ گیا	جالی کی بدلی تار نظر اور کٹ گیا
------------------------------	---------------------------------

اوس گل کا رخ جو دیکھا تو گل زرد ہو گئی
 تلوار مر گئی جو لہو چاٹ کر مرا
 آنکھوں نے خون بہتا ہی اب ہجر بار میں
 چاہِ ذوقِ مہن کی طرح سی ہو ہی گئی
 گہرا جو بس پی کو تو بولا وہ ناز سے
 موتی بیانِ یارنی اندھا کیا مجھے
 دل لیکیا وہ غم ہی مرا کھالیا جگر
 اک بات مجھ سی یارنی کی اک قہقہے
 اب کیون نہ بکھو نقطہ شک کا یقین ہو
 میں لی چکا تھا یار سی عرصہ صال کا
 عید آتی جب چاہا کہ اوسکی گلی لگون
 ناصح میں اوسکی یاد نہ ہو لو نگاہِ شکر
 میں ہجر بار میں جو گیا سیرِ باغ کو

سرِ زمین ہر اک قدم زون سی گئی
 دل تیری تیغ تیزی قاتل اچھی
 ونا جو بڑھ گیا تو لہو تن سی گئی
 دل اس قدر گرمی کہ یہ آخر کو گئی
 تو کیون بلا کی طرح سی محکمو گئی
 تارِ نگاہ اوس کے کمر میں لپ گئی
 جو کچھ کہ مال پاس میں تھا وہ گئی
 دل جس طرح بڑھا تھا اوس طرح گئی
 مٹی سی اور ہی مہن میں کلا سم گئی
 اقرار مجھ سی کرتی ہی فوراً لپ گئی
 اکی جو میں بڑھا تو وہ سچھی ہو گئی
 پر تجھ کو کیا ملا جو مرا دہیان ہو گئی
 ہر نخل آہ گرم سی حل حل کی چھ گئی

وہ بولاد ورسی جوین دیکھا بقول کو
کچھ اندون بہ زلف کی الفت میں لکھا گیا

نامہ اعمال میرا تیرا گیسو ہو گیا	مُہو ہو ایسا سیہ کاری پری رُو ہو گیا
ڈاک جھک لگ گئی شیشی کو اچھو ہو گیا	تندی می سی سی میں ہضم کی طاقت نہیں
ہم جو تر پی رخت عریانی پر گڑو گیا	تیر کی چمک خوں خاشاک زینت بخش ہی
خون ل پنی کو جھپیر شیر ہو گیا	عاشق چشم منم جانا جو صحر میں بے محبہ
چھوڑ دینگی دل کو ہم دل پر جو قابو ہو گیا	جب سی ل نکھو دیا امی جان بی قابو ہو گئے
شعر کا ایک ایک کن ایک ایک پہلو ہو گیا	چاہا جب مضمون تیری پہلو میں کاکھو
نالہ مونسوں مرا سر دلب جو ہو گیا	عین وقت میں قد لچو تر آیا جو یا و
رفتہ رفتہ کر کی وحشت خواب ہو گیا	جیسی عشق اوس آنکھ کا ہی نیند آتی نہیں
ساغر گل سی یادہ جام خوشبو ہو گیا	ناز سی ہنچہ لب لایا جو اپنی لب تلک
گل ہر اک جامی سی باہر صوت ہو گیا	باغین سیار اوس گلگون قبا کو دیکھ کر
برج گو ہر میری محبوبی آئینہ ہو گیا	عشق دندان فی زلا کر اسقدر لاغر کیا

یا تو دل آتہی یاد لدا کر تابی کرم	خود بخود کہہ آج میرا گرم پہلو ہو گیا
لا کہہ دل مہنی دی تیری کلام طعن پر	ای پری ہر حرف پہلو دار پہلو ہو گیا
دل گیا آخر تیری پاس ای ہی پہور آئے	چار سو سو الی جس سی تہی وہ کیسو ہو گیا
عینِ وقت میں نظر انصاف سی و لون کے	دور تیری ندان کی آگی صاف آئسو ہو گیا
عکس وئی صاف غانہ ہی ہر اک محبوب کے	رو برو تو ہو گیا جسکی وہ خوش ہو گیا
حشر تک مذبح تیرا کیوں نہ ماری مائتہ پاؤں	فوج کرنی سی تر آشتل حیف بازو ہو گیا
عشق تھا قاتل جو تیری تیغ جو ہر کار کا	مسلم ہوتی ہی مرغِ روح جگنو ہو گیا
رات سی لطفِ تیرا میں کہہ کم نہیں	پہول جو چوٹی میں گوندا اوسنی شبو ہو گیا
سوج سی شمشیر مجھ محروم قسمت کو ہوئی	ساغر خالی لہو سی میسہ ملو ہو گیا
اوسکے بازو پر جو رکھا سر تو دردِ سر ہو گیا	مجھ کو خود تعویذ دردِ سر وہ بازو ہو گیا
سو ہوا سپر بڑ گئی تیری نظر جس پر پردہ	تیرا میں پریر و عین جادو ہو گیا

حسن کی نشہ منج و بخود ہی پوچھی یا کیا
 اسی مقول استابتا دیوانہ کیون تیج ہو گیا

مریض سچ کی تب کی دوا ہوئی تو کیا
 خزان ہمیشہ ہی جی سی گل نہ باہر ہوں
 نہ کچھ جواب ملیگا نہ تو پہری گی ادھر
 سجد میں جان سی ملنی کو حسبِ تڑپی گا
 ادا می یار نظر آئی تھایہ فرض لعین
 نہ کیا گل نی مری آنکھ اٹھا کی محفل میں
 دل بشر سی کسی طرح کم نہو گی حرص
 جو التفات ہے جھپڑ ہی رقیب ہے
 ہوا نہ سائی جس شکل میں وہ تین رو
 نیاز مند ہوں تا ہوں ناز و یکہ تو لون
 زور کو ستی دل میں میرا وہیاں نہیں
 جوں میں غبتی اون میں پڑ گئی ناسور
 جو چاہی تہ میں مل قاتل ایک ہی نگ

لہی سال نہو گا شفا ہوئی تو کیا
 اگر بھار کی دوون ہوا ہوئی تو کیا
 جو بختی نامہ بری امی منبا ہوئی تو کیا
 جو روح قید بدن سی رہا ہوئی تو کیا
 اگر نماز ہمار می قضا ہوئی تو کیا
 جو شمع جل کی سحر تک فنا ہوئی تو کیا
 اگر جہاں کی حشمت سوا ہوئی تو کیا
 پھر ایسی وسین جھڑوفا ہوئی تو کیا
 پھر آنکھ واپوئی تو کیا نہ واپوئی تو کیا
 قضا کی بعد تہار می ادا ہوئی تو کیا
 پھر ای صنم ترمی محفل میں جا ہوئی تو کیا
 محبت اوسکی جو مجھ کو سوا ہوئی تو کیا
 مرا ہو ہوا تو کیا حسا ہوئی تو کیا

<p> اباسِ لُص کی اوچھنا ہوئی تو کیا جو چہ لُص کی دشمن قضا ہوئی تو کیا ہمارے یار میں ایسی حیا ہوئی تو کیا اس آئینہ میں باری جلا ہوئی تو کیا جو دوسرے پر ہی کی بلا ہوئی تو کیا </p>	<p> پہا ل غمی ہی کہ خود وہ کہتا ہے وہی وہی تو شکوہ کسی سے بھگو کیا چہا ئی چہ وہیں سے کہا ئی غیور کو دل اس صحت کیا تو ہی منہ نہ کہلا وصال ہی نہ ہوتا ہو اج شادی مرگ </p>
<p> بقول عارضِ جانان پہ پستریں ہوا جو میری ماتہ میں لفِ رسا ہوئی تو کیا </p>	
<p> مہنی سلطان گدا دو نو کو کھیاں دیکھا غش ہو اطور کی شعلہ کو جو غریبان دیکھا اوسنی جسدِ طرف گورِ غریبان دیکھا مہنی حسرت سے جو رو کر سو دُعاں دیکھا گل کو بھی مہنی نہ گلزار میں خنداں دیکھا جسکو دیکھا اوسے انگشت بدندان دیکھا </p>	<p> چشمِ امید سی جسدِ سوزِ داناں دیکھا بی نقاب آج تہا رخ تابان دیکھا شق زمین ہو گئی مری نخل آئی جی کر جتنی تہی اشک کی قطریں وہی عکس دئی گون گریان نہیں وقتِ مین ہی امی گلرو عشقِ دندانِ مین ہی سبکو ہوئی ہی جتر </p>

گیا تارِ نظرِ بگی تری زلف کا تار	تور ہو نیکو سوزِ زلف پریشان دیکھا
جامِ ساقی نہیں دیتا یہ نیا دیکھا	بزمِ حیران ہی مطرب کو یہی نالان دیکھا
سخلِ سودا کو دیا سنگ لگا کر پائے	تیغ کی طرح سی حسنی بھی عریان دیکھا
گشتہ جو ہو کی تری گوہرِ دندان کا گرا	خاکِ چرشتہ تک پہرہ سی غلطان دیکھا
صبرِ نئی دین امید کو جب کور کیا	روزِ نِ مومین ملکِ سلیمان دیکھا
جانہ بی بی پرتری حبسی ہو اچھو جُون	نہ تو دامنِ نظر آیانہ گریبان دیکھا
یاری بگڑی جم جم جان سی ہو بیٹی ہاتھ	جنگِ قاتل سی جو کی گنجِ شہیدان دیکھا

اٹھ گیا پاس سی وہ جانِ چہان جبکہ قبول
روح کو تن میں کج نی آن کا مہان دیکھا

شمع و کی اگی پڑا نہ فقط کیا جل گیا	حُسن کی گرمی سی جو نزدیک آہل گیا
سکلی تر عاشق ہوئی آئین اگلی کیا ہوئی	پان کا کہا ناگیا سنی گئی کاہل گیا
حُسن کی سوسن اوہر سمت میری گرم	بچھین جائل جو تھا آخر وہ پڑاہل گیا
عُشخ سی حجاب جو پہچو لالہ بن گیا	افک گرمی اوسی منہ ہو تو وریاں گیا

ابتدا کا در آخر کو دکھاتا ہی فریغ
 وہ سرِ ایشعلہ ہی کس شہم کا حیران ہون
 روشنی طبع میری ہو گئی مجھ کو بلا
 شمع روشن شعلہ تصویر سی ہی متولم
 دیکھنا غواصی اس کے شعلہ خسار کی
 اگلے سوزندہ گن قِ شہم سی بنے
 بی وجہ محض جل جل گئی اندھی نور
 لب می ملتی نہیں صفا لب دلچسپین
 زخمی سو اسی تہا ہر آبلہ رشکِ چراغ
 فکرِ سعدوں سی چھوٹا آہی شکری
 سنہ کہانی لاش کو آیا جو وہ ہنڈو
 جوشِ سوانی لبو یا مرا کہو لا دیا
 مینی سگایا فنیلہ آہ کا بھر کا قریب

سحزہ ہاتھ گیا گو دستِ موسا جل گیا
 پیرین بالِ بہمنہ کا جو پہنا جل گیا
 مثلِ قنصلِ گل میں اپنی سرا پا جل گیا
 سو قلم سی صورتِ قندیلِ خا کا جل گیا
 پشتِ آئینہ کی قلعی اور پارا جل گیا
 تجھسی پل اور پو ل سی ای ق تیا جل گیا
 تیرا سایہ کیا نظر آئی کہ سا یا جل گیا
 آتشِ یا قوت سے ہر ہونٹ گویا جل گیا
 سکلا میں آتشِ قدمِ حسرت صحرا جل گیا
 آہ کی گرمی سی طالع کا ستارا جل گیا
 رومی آتشِ رنگ کی پتوسی مرد جل گیا
 شمعِ ساقی کا دکانشتر ہی سا جل گیا
 اوسن سی پیکر کی او پر تہا جو سا یا جل گیا

خاک آخر ہو گیا اپنا دل سون قبول

اگر میان الستی بنی کن کہ بجا بل گیا

بتوں کی حسن کا دور اکبھی تمام نہ ہوگا	یہ قصہ عشق کا تاخیر ختم تمام نہ ہوگا
یہ عطا و نیند فقط مومن کو چاہی و عطا	شراب رند کو دنیا کہی حرام نہ ہوگا
الہی عیب میں قاصد حسن کی کہیں آجا	زبان کو ہوگی جو لکنت و اپیام نہ ہوگا
جو بوسہ لوگھا تو پیر حل نہوگا وصل مطلب	دین ہن سی ملی گا تو کچھ کلام نہ ہوگا
لب اپنی خشک کہیگی ندام آہ شرابار	ہر ایک آنکھ کا اشکون سخالی جام نہ ہوگا
سحر کو چلنا ہی زاد سفر مگر نہیں افسوس	سرای ہرین تاخیر کچھ قیام نہ ہوگا
خیال رخ کا اب ہی زلف کا ہی نشو و نما	تر می گلی میں گرز اپنا صبح و شام نہ ہوگا
تمام ہوگی جو سب سر لکھتی لکھتی سہا رے	یقین ہی کہ خط شوق یہہ تمام نہ ہوگا
قلم نہ زلفوں کو کرواؤ تا کہ صید ہوں عاشق	سکار کہیلوگی کس طرح تم جو دام نہ ہوگا
نکوی کر لی کہ شہرہ ہی جہان میں سہو	نشان ہی اگی علی گاتو اس سی نام نہ ہوگا

کہان قبول کہان طوف کعبہ بیت سا

اپنی تو کو لسان بندی پر اتھام نہ ہوگا

اپنی گل کی لٹی گلشن میں جو نالا کہیں چا	میں سی سی سی دل بسل شیدا کہیں چا
صفحہ دل چڑاؤں ماہ کا نقشہ کہیں چا	زلف جب کہیں چچکا زلف نی نالا کہیں چا
لبہ کی شش میں نہ آیا وہ کمان ابر حریف	میں تنہائی میں گوشت کی جلا کہیں چا
بی حجاب آیامری گھر جو وہ دیک بعد	حیرت عشق نی آکر وہ میں پڑا کہیں چا
بی تکلف رخ جانان کا کیا سامنا کیوں	تو نی خمیازہ ہی کچھ ہی گل عیا کہیں چا
وای تقدیر لاشانی کا جو پہلا پہنا	ناتوانی نی مری دوش سنی شاکہ کہیں چا
رسن لاف میں باندہ ہی بھی وہ ہر جائے	پہرے ساتھ اوس بیت پر کی کہیں چا
گو کہ بیویشن تہا جنون گر اندری جد	اپنی سحر کی طرف ناتواں لیدا کہیں چا
عین وقت میں تصویر تری تصویر کا ہے	نہر سینی بھی جبر تماشا کہیں چا
چھلیان میں ہول فوٹ کی ہوئی چا	نعرہ آہ جو میں لب وریا کہیں چا
پادشاہوں فقیر میں ہی مطلب نہ رکھا	پاؤں پہلا کچھ بوس تما کہیں چا
چار ہی گہوٹوں میں ہنسی خم می خالی کیے	منت شیشہ نہ حسان ہو گا کہیں چا

دل پہ سہوا کی چپانی ہی از کھنچا	تازیانہ تری چوٹی فی جگر پر مارا
گھینچ کر شکل جو دین دست زلیخا کھنچا	کھنچ گیا امی می صیف تری امن کی طر
اپنی جانب جسی کھینچا اوسی تنہا کھنچا	دل ہی وحدت محبوبت یقی پہ پہ بہت
ایک سے مینی اگر خار کف پا کھنچا	ہر بن مونی کیا طعن سی حسب ہم فکا
تا دم مرگ نہ حسان مین کھنچا	درد دل خوب ہی منت کشی در مان

سیکدین جو قبول آج کیا مدت بعد
ختم تو ایک سمتے ناب کا دریا کھنچا

روح کم ہو گئی پرورد جگر کم نہ ہوا	مرض غمی افادہ ہے محکم نہ ہوا
ٹولنا گہر تنہا کہ جو خانہ ماتم نہ ہوا	ٹسکو آفاق میں نی کامری غم نہ ہوا
سرو آزاد کی مانند ہی جو خم نہ ہوا	بار و فضل سچ ہی ہی جھکتا ہی بشر
رہتی شرم جو اس دور میں حاتم نہ ہوا	گرتی محتاج اوسی ہی فقر کی کثرت
ٹولنا ماہ بھی ماہ محرم نہ ہوا	کس مہینی میں ہو گی گریہ وزاری موقوف
شکر ہی کوئی مری عشق سی محرم نہ ہوا	مین تنہائی میں جان ٹرپ کر اپنی

ہوں وہ محزون نہواں تہہ بجز سایہ کوئی	ہوں وہ محزون نہواں تہہ بجز سایہ کوئی
لوٹنا جام می ناب تھا جو ستم نہ ہوا	فرقت یار میں جب باد کشتی مینی کی
یار خورشید ہی افسوس میں شبنم نہ ہوا	قوتِ جاویدہ کر دیتی ہم غوشِ سجھ
جرم ثابت مگر اسی فتنہ عالم نہ ہوا	خلق پر سیرِ چہر ہی کہنختی ہی ہی
لوٹنا زخم تھا جس زخم کا مرہم نہ ہوا	تس جگر سوختہ کی جھسی نہ لکین ہو
لوٹنا سحر تھا سخانی میں جو حجم نہ ہوا	ایک اک جام میں ایک ایک نی کی سیڑ
حسنِ صبا کا مری عشق سی کہہ کہہ نہ ہوا	تم ہوئی قدر مری خلق میں ذلت کی نیچی

بسکہ طلبا مری تقدیر میں لکھا تھا بقول

کو کب بختِ حسنِ نیرِ اعظم نہ ہوا

خونِ لپٹا ہوا سخت جگر کیا نا ہوا	موت کیونکر آئی دشمن گوی کہ جانا نا ہوا
بٹلیا قے سیجا مھر پیمانہ نا ہوا	پڑ گیا تیری لبِ عارض کا جو دوزخِ عکس
لقمہ قارون مری تقدیر کا دانا ہوا	واہ کیا طالع کی پستی ہی کہ جٹ یا گیا
گنجِ جب کہو یا تو حاصل ہو کویر نا ہوا	سلطنت کو لات مار باد یہ پھا ہوا

دیکھ کر موساکف پر نور کو غش کر گئے
 آگے ل کرتی تھی کیسوی فقط محبوب کے
 لیا ملا چورنگ کرنی میں تھی ای نازنین
 نقد جان قیمت ہے بوسی کی اگر ارضی ہوئی
 وصف عارض میں مثال شمع مصبر عطا
 طائر معنی تھی ہی مصرع روشن گئی
 اب تو فرصت خواب غفلت سی کہی تھی تین
 وقتِ بزمِ دل سی ہی تھی ہی فرقت ہے
 لیا اثر ہی جکیا زلفِ سیہ میں یار نی
 شیشہ دسی انا کے کی آتی ہی صدا
 گالیان دینی لگا بوسہ ہی اب دمی گزرو
 وعظا کیون کہینچتا ہی جانبِ مسجد ہے
 دمدم گھلتا گیا جب ہو عشقِ دہن

سامری کو آنکھ دکھلائی وہ دیوانا ہوا
 سبزہ خسار بھی اب مہسی بیگانا ہوا
 بی کلی میری گئی بی کل تراشنا ہوا
 لیچلی ہول جو تم میرا یہ بیانا ہوا
 مہر فافوس فلک سے آکی پروانا ہوا
 جب جلا یا شمع کو موجود پروانا ہوا
 موعظہ گو یا بھی واعظ کا افسانا ہوا
 وصل میں نونسی پوچھو لگا کہ ہرانا ہوا
 عاج کاشانہ جو ہتا وہ شاخ کاشانا ہوا
 لیون نہ چمکی خوب ہی معمور پانا ہوا
 بی حجابی اٹھ گئی موقوف شرانا ہوا
 جہٹ گیا تکلیف سی جو شخص دیوانا ہوا
 عاقبت موسیٰ میانِ یار سی مانا ہوا

نیرِ مژگان جو بھی مارا وہ پرانا ہوا	زور کم ہوتا ہی بیشک مزم ہمار میں
چشمہ حیوان تک میرا اگر جانا ہوا	دردِ محرومی اسقدر سی میں مرجاؤنگا
ہو گیا ویرانہ شہر اور شہر ویرانا ہوا	شہر سی صحرائیں جا بیٹھا جو وہ عالمِ مرتبہ
سیریِ مرغِ دل کا جب منظو پڑے گا نا ہوا	اور کو تیر گنہ سی اوسنی سہل کر دیا
اہلِ محفل کی لپی رونا مارا گا نا ہوا	نالہ مٹون سی میری وجد میں سب آگئے

میں ہی تُو دایرِ مژگان کا بنو گا اسی قبول
جتنی عاشق اوسکی ہیں سب میں تُو پہچانا ہوا

یار کیسا کہ گلی سی مری خنجر نہ ملا	چہ تر پی سی تری امی دلِ مضطر نہ ملا
طاقت آئی مری ماتھون میں فتح پھر نہ ملا	سرسُوریدہ کی افسوسِ حسرت نہ ملے
سر ملا شکر کی جا ہی بھی اس نہ ملا	دو سن کو میری ہوا ہی ہی اک بوجہ بال
مفسدِ شکر کرو تم جو تھیں زرنہ ملا	شل گلِ خاکِ جگر کرتی زانی کی ہوا
لب ہٹا یار بس اب شیر میں شکر نہ ملا	خاک ہو مہی ضعیف و نکو ہو سس بوی کی
بوالہو ج میں بھی اون میں ستگر نہ ملا	میں تر عاشقِ صادق ہوں خدا و مت

<p>چین اس عشق کی ہاتھوں مجھی مہر نہ ملا مثل موتی کمر او سکوتن لاغور نہ ملا پہر کہاں جان جو دم بہر مجھی ساغر نہ ملا لاکہ آئینی نظر آئی سکند نہ ملا خاک پتھر کی ہوس کیا نہ ملا کرنے ملا محاسب حیف ہی قاضی کا بھی گہر نہ ملا رحم کر سکا تری تیغ کو جو ہر نہ ملا</p>	<p>خون ل گاہ بہا یا تو کہی بخت جگر ہجر میں ایسا گہلا ہون جو قصائی ڈھونڈلا واعطای خون میں اپنی نہ پہنوں گایں نہ خاک ہو جاتا ہی مالک جی رہی ملک کیا نہ ہو کسیر کا جو یا نہ طلب لال کی کر تورا نشیہ می سری اوسی کی جا کر دج ہر سبج ہو کرتی میں لاکھوں دم میں</p>
<p>جان بلب کو چہ دلدار سی آتا ہی قبول بوسہ لب یار مستد نہ ملا</p>	
<p>لب نگین نظر آئی تو میں یاد آیا اپنی یوسف کا بھی چاہ و قن یاد آیا دفن سب کر چکی جھکو تو کفن یاد آیا تیری چہر کو جو دیکھا تو چمن یاد آیا</p>	<p>بہمنی فیکھی و دندان تو عدن یاد آیا چاہ کنگا کو جو جہانکا تو بہت رویا میں ہون و حشی کہ موی پر ہی ہا میں عیان آنکھیں نگیں ہون خسار میں گل خط سزا</p>

<p>شعِ خونِ کسی کا ہی مگر نہ منظر دیکھ کر آئینہ رخ کو حطبِ بیول گیا دہنِ یار کا مضمون نہ نکالا منہ سے یاد آئی جو کمرِ بیولی دہن کا مضمون آہ کی تیر چلی تو وہ گردون کی طرف</p>	<p>وجہ کیا آج جو محفل میں لگن یاد آیا عنبرین زلف جو دیکھی نہ ختن یاد آیا شعر خوانی میں مجھی دزدِ سخن یاد آیا بیولی مضمون کمرِ جو دہن یاد آیا مجھ کو اس وقت جو وہ تیر فگن یاد آیا</p>
<p>پھر سخن کوئی زبان سہمی نکلا نہ قبول باتوں باتوں میں جو وہ غنچِ دہن یاد آیا</p>	
<p>لچہ نہ نکلا منہ سے اس کا سامنا جب ہو گیا برق تابان ہو گئیں چینِ رخ پر نور سے واہ کیا درگاہ ہی تیری کریم کار ساز شکر ہم کرنی نہ پانی ساقیِ گلغام کا سیرِ جلِ جلکے بنی سیرِ چراغانِ رشک سے شبِ تنہی میں چھو بسکی دانت دکھلائی</p>	<p>محو رخ ایسا ہوا میں فوتِ مطلب ہو گیا جو جب بھر تہا پر تو سی کو کب ہو گیا آج جسکو دور دیکھا کل مقرب ہو گیا حیف جامِ عمر ہی اپنا لبالب ہو گیا سامنا گلشن میں قد یار کا جب ہو گیا اگر یک شب تاسا ہر ایک کو کب ہو گیا</p>

زیرِ بخرمین با ایسا ہی محور رخ ترا	جسم حیران ہی کہ سر مجھی جُدا کب ہو گیا
دو جهان روشن کی ای آفتابِ حُسن	تیری آگے ماہِ کامل باہِ تخب ہو گیا
مین وہ سرگردانِ جنت ہو کہ پرنکومر	لا مکان روزِ ازل سی پیرِ منصب ہو گیا
مین معینِ عاشق میری گستاخِ غصہ کیا ضرور	انکھہ کھلائی مجھی توئی ماؤب ہو گیا
ہو گیا معراجِ اپنا بعدِ تلِ امی شہسوار	سرجو اُتر ازینتِ فراقِ مرکب ہو گیا
خطِ امی سوسِ موی کتابی کی سوارِ وقت ہو	حُسنِ وز افزون ہو اقرآنِ مُعْتَبَر ہو گیا
غم نہ کیا صبحِ فوقت کا مقامِ شکر ہی	لُوجِ دنیا سی ہمارا وصل کی شب ہو گیا
سایہ ہی آویزہ گوسنِ صنمِ بر زلف کا	یاسیہ ای ل مری طالع کا کوکب ہو گیا

جب سی جلو ل میں محبوبِ کا ہی قبول

جو صنم خانہ ہمارا تھا وہ شرب ہو گیا

ہر طرح وصفِ خطِ یارِ رسم ہو جاتا	ما تہ اس جرم پہ کشتا تو قلم ہو جاتا
ہجرین تھا ملک الموت جو آتا عیسا	خضر ہی پانی پلاتا تو وہ سم ہو جاتا
دیکھی آئینہ حُسنِ رتو بالِ آنی نظر	صاف آئینی سی کیونکر وہ صنم ہو جاتا

حلقی زنجیر کی قد مون سی جُدا ہو جاتی	نہ اگر پاؤں پہ صحرائیں رُم ہو جاتا
تیرے عارض کی چمک دیکھ لی ای کج ابرو	بدرمانند ہلال آتی ہی خُم ہو جاتا
لمتی دولت جو فصاحت کی تو پیر کیا غم تھا	فراع افلاس ہی غفلت کو رُم ہو جاتا
منقلب ہی مری تقدیر عجب کیا اسکا	لہ سُرور آتا مری دل میں تو غم ہو جاتا
گمراہ کو موم ہوم ہی ٹھہرانہ سکا	وہم ہی جاوہ صحرای عدم ہو جاتا
طوق کیا چاہی ہی تھا عشق جھکا تا ایسا	طوق کی طرح سی میں آپ ہی خُم ہو جاتا
صید فریب وہ مجھ جان کی بسل کرتا	میں تو پہولانہ سنا تا جو رُم ہو جاتا
دیگھا اوس گل نی جسی پیرہ دکھائی نیا	اگر نظر دشت پہ پڑتی تو ارم ہو جاتا
زر کوئی ہاتھ میں دیتا تو وہ بن جاتا نغا	رحم کرتا کوئی جھپٹو تسم ہو جاتا
حسبِ دل خواہ کہلاتا مجھی غم چرخِ دنی	ایک ہی بار کہیں سیرِ شکم ہو جاتا
مجھ کو وہاں ہی ہاسی کڑوں نشتر ٹوٹی	وہم نکلتا تو میرا خون ہی کم ہو جاتا
میں گنہگار ہوں اوسدہ مگر بکس ہوں	غضب اللہ کا آتا تو کرم ہو جاتا
حالِ خونِ منی کا لکھتا تو نہ جاتا مکتوب	نامہ ہی خونِ کبوتر سی قم ہو جاتا

نور کشتنی سی ادھر نار سوا ہو جاسیتے | مرغ بیان بڑھتی او دھڑ جھجکھ جاتا

نہ جگر سی بھی مطلب ہے نہ کچھ دل سی قبول

عشق کا در و مری سہنی سی کم ہو جاتا

جسمِ خام کی جب غبار کوئی جانان ہو گیا	نورہ ذرہ خاک کا مہرِ دستان ہو گیا
بامِ پر سی ہی نظر آیا نہ چاند اوس ماہ کو	دیکھ کر ابرو ہلالِ عید چھان ہو گیا
سنبھل چیاں ہوا زنجیر یا امی سروست	باغِ مین پہونچی جو ہم جھٹی تو زندان ہو گیا
نالہ بلبلسن کیا خاک ہم شوریدہ سر	نکھت گل سی داغ اپنا پریشان ہو گیا
جس پی نی اوسکو دیکھا وہ زنجار بن گئی	جس ابی مین وہ گزر امرِ عنوان ہو گیا
خاک ہی مجھ سوختہ کی تر نہ اوس سی ہو سکی	پانی پانی شرم سی آگ کی باران ہو گیا
اشک بہنی سی بہت ہسنی مین ثابت ہوا	جو بہت خندان ہوا آخر وہ گریان ہو گیا
پہنکے کپڑی بن کی پہونچی ایامِ صبا	اندون میں نخل ہی ایکے یان ہو گیا
طالبِ دین ہو جب دل تو پایا اور در	جس جھٹی چاہی تو غم سہنی مین مہمان ہو گیا
دوست ہم بھی جی اپنا وہی دشمن ہوا	دل ہی آخر سینہ سوزان کو پیکان ہو گیا

اسقدر پھر کانک اوسنی ہمارنی خم پر	بہ گیا ناسور دل خالی نکدان ہو گیا
لیون ہشکی قافلہ اگی ہون مین گم گشتہ	دم بخود نالی مری سنکر حد خمی ہو گیا
وزہ دژ و عکس وی یارسی روشن ہو	قبر پر جس رات وہ آیا چراغان ہو گیا
یاد و ندان مین بنی دژات سحر رشک	عشق لب مین سنگ لعل خشان ہو گیا
آتشون سی غسل دینا ہی دہن سی کفن	سر عجب ہو گیا تن ہستی سامان ہو گیا
سرسی جو نکا اناری اوسکا ہی احسان	سرتار اتن سی کیا قاتل کا احسان ہو گیا
امیر فصل سباری کل اثر دیکھ لے جنون	ٹکڑی ٹکڑی جو بخود میرا گریبان ہو گیا
چاندھی ہی پاپوسی جبکہ زلفین بول دین	اوسکی لفون سی بادہ مین پریشان ہو گیا

دشتِ غربت کی چل کر سیر کر لو می قول

اب بہت باغِ وطن مین دل پریشان ہو گیا

لاشی پہ صد آن کی جانانہ ہو گیا	جست مع گل ہوئی تو وہ پروانہ ہو گیا
وہ شمعین میری لری مین پاخون گلین	چھلا ہی پور پور کا پروانہ ہو گیا
بہ آہی لشک ہجر مین تو آب مل گیا	لب تک جو پہنچا سخت جگر وانہ ہو گیا

ساغر ہی ٹوٹی لکٹی ہر اک بڑبڑا
 وحشت ہی یہی بحر میں اسد جہ ای پی
 آئینہ چاک چاک ہوا تار سے
 لڑوش ہماری سستی طالع کی کبڑے
 بیہوش کر دیا مجھ ساقی فی دیکھ کر
 ہم جگمگ ہی اٹھ گئی سبھی اوسے
 زنجیروں میں کیا چھی مجھوسے
 شبنم کی ساتھ کر گئی پرواز گل تمام
 کیونکہ خون ل سئی لبریز جام حشم
 شعل اوس نم کی چار طرف جلوہ گر ہوئی
 حسرت ہے بہت لب معشوق کی رہی
 انکھوں پر نگاہ جو اوس مست کے پری
 کب بالآخرہ ابرو قائل میں ہی عیان
 برباد میری اٹھتی ہی میخانہ ہو گیا
 مجھ کو طبیب دیکھ لی دیوانہ ہو گیا
 جب اوسین عکس لطف پڑا شانہ ہو گیا
 جب اڑکی پہونچی چرخ پہ تنخانہ ہو گیا
 جام نگاہ سے پیانہ ہو گیا
 جا بڑی جس میں یہ کاشانہ ہو گیا
 آزاد قید غم سی یہ دیوانہ ہو گیا
 ہم باغ میں جو آئی تو ویرانہ ہو گیا
 وہ شیشہ بنگیا ہی یہ پیانہ ہو گیا
 آئینہ مری پہونچی ہی تنخانہ ہو گیا
 لم زور تیر جسم میں پر خانہ ہو گیا
 شیشہ شبہ کا وہین ہر آنہ ہو گیا
 اس تیغ میں غود یہ دندانہ ہو گیا

لب ہی ہما سہ آئینہ سومی صاف ہے | عکسِ شکِ گرم پڑاوانہ ہو گیا

بید روی اوسکی دیکھو کہ نیند آگئی وہیں

درو دلِ قبول اوسی افسانہ ہو گیا

آزارِ عشقِ لبِ مین گرفتار کر دیا	مجبور میِ سحرِ فی ہمایار کر دیا
ضعفِ بصرِ مایع دیدار کر دیا	آخر غمبارِ چشم کو دیوار کر دیا
اندھا تریِ جمالِ فی ای یار کر دیا	خورشیدِ فی نظرِ مین جہان تار کر دیا
ایسا رُلا رُلا کی سبب مجھے زار کر دیا	سار می بدن کو آنسو و نکھار کر دیا
داغِ فراقِ وصل سی اوسنی سٹائی	ویران ایک گلِ فی پہ گلزار کر دیا
دیکھو طلسمِ تیر نگہ ایسے کمان کشو	دل پر لگا تو صَوّتِ سو فار کر دیا
تشنہ نہ ہم مرِ رضیون کو دیکھا تو کیا ہوا	ہمیں مہار می آنکھ کو سہا کر دیا
تیزاب سی ہی اشک کی تیزی گزرتی	الِ قطر جس جگہ پہ گرا غار کر دیا
دلِ ڈوبی سی عشق کی دریا میں بچ گیا	بیڑا میری خدائی مرا پار کر دیا
تو باغِ مین جو آیا تو فیری کی واسطے	سرو و نکو عشقِ قدنی تری وار کر دیا

جسنی گکیسو و نکو تری مار کر دیا	ٹس شرگو کو سانپ کی کاشکی لھر تہے
نیزہ سینی دل سی مری پار کر دیا	ٹسکی نظر پڑی یہ بہنیں جانتا مگر
محشر کار و زرشک شب مار کر دیا	اللہ سی تیرگی جو کھلی کا گل سیاہ
اگر بھی رقیب نی بیدار کر دیا	جس شکوہ صبح خواب میں اوس سی نصیب
گل اوس کو کر دیا تو بھی خار کر دیا	دُنیا میں نخل بند حقیقی کی فصین نے
جام شراب ناب نی ہشیار کر دیا	بہولی ہوئی تہی جو وہ ہمیں یاد آگیا
آواز پای موری نے بیدار کر دیا	نیند ایسی اُگنی سی کہ سویا اگر کہے
بیری لبون کو بھی لبِ سوفار کر دیا	تیر ایسی تاریات کی فرصت نہ اوسنی دی
بتلی سی بند روزن دیوار کر دیا	جہان کی نہ تاریب اوس سی مینی اس لیے
نور اوس کو کر دیا تو بھی نار کر دیا	تقسیم نور و نار جو اوس سمت سی ہو
سینی مہار می ماہتہ کو طیار کر دیا	تیر اتنی کہانی ہیں کہ نہیں چوکتی ہو تم
قاتل فی مجکو خوب کیا کر دیا	اب سر بھی جسم کی او پر نہ سر میں درد
شیخ کو بھی اپنے زنا کر دیا	پہلی نگاہ گرم سی دانی عقیق کے

اپنی مرگ و نیست قبول او کی مانہ ہے

جانان کو مینے جان کا محنت ار کر دیا

خوشی چاہی خوشی پائی الم چاہ الم پایا

دراتپر لگا جب دم نکلنی صاف دم پایا

زبان کلاک کو تو صیف ابروین قلم پایا

ملا حبیب غ سینا کو تو سمجھی درم پایا

تری اگی نہایت حسن مین یوسف کو کلم پایا

لیا سینا جین مین تو مینی جام جم پایا

غضب ہی صیف لی تیغ صفائی کا خم پایا

چراغ دید و کیا دژہ خاک حرم پایا

ملا بوسہ دہن کا یا گل باغ ارم پایا

وفا داری مین محکوبیاری ثابت قدم پایا

شال تیغ و کیا مہنی او کو جسکو خم پایا

جو کچھ بنگارتی مٹی ہی مٹی ہی کرم پایا

لگا وٹ مین بہت سرگرم پہلی ای صنم پایا

روان فتار کی وصفون مین غلامی صنم پایا

عزیز ای یوسف ایسا ہی محبت کا ترم پایا

اگر چشم ز لاجسی ہی کیا ہی حسینون نی

زبان کی نظر آنی لگی سیر ایکس غرین

قد جانان ضعیفی مین زیادہ کیون نہ قابل ہو

بے تعلیم کافر ہی مرادول پهلان ہے

سرور ایسا ہو امجد کو نہیں پہلا سنا ہوں

قلم سر ہو گیا لیکن سر کا پاؤں اگی سی

تو اضع اہل دنیا کی بشر کو قتل کرتی ہی

دماں تنگ کالیتی ہی بوسہ ہوی آخر	اثرین نوشداروی لب جان کو ستم پایا
لہر دیکھیں تیر جی شیشی سی دم ہوا رہی	پکاری موج ہمیں جادہ ملک عدم پایا
جب اپنی لگوں کیا عشق میں مجھوں سی افزون تہا	وفا میں جب تجھی تو لایست لیلی سی کم پایا
<p>بقول اب کیون نہ کہی صفت خط و خال جان کے</p> <p>ہر اک زلف سیہ سی اوسنی لکھنی کو قلم پایا</p>	
جب کیا میں وہ مطلب مردل کا نہ ہوا	جھسی شرم کی کھا کیا نہ ہو اکیسا نہ ہوا
بوسہ لب کا تصور مجھی کیا کیا نہ ہوا	حیف بھر طلب بوسہ میں وانی نہ ہوا
واعظا اوسکی گلی خلد ہی کیا خلد سی کام	سایہ قد ہی اگر سایہ طوبانہ ہوا
شنبل میں اوپر کی نالی سب نے	مجھ کو اس گل سی ملا دیکھتی ایسا نہ ہوا
گنجی بخت سے عیسیٰ ہی اپنے قاتل	میں شہید لب جان بخش معایا نہ ہوا
اسی پیانی و سب نے ادب کی رہی	رومی یوسف کے تصویر کا گردانہ ہوا
چہا لارہ طلب کا تلوی میں جو ہی	نور میں منے اوسکے یدر بیضا نہ ہوا
بوسہ مانگنا کیا خوف سے دیکھا جو دہن	دہن تنگ کہلا قفل دہن وانی نہ ہوا

پهلوان جبے کی لیکلی نظر آئیں بھی
 حوین گہیری ہو ہی میں مجھ کو گدڑل ہوئی دوسری
 خواب عشاق کو آجاتا ہی سنتی سنتی
 خاک جل جل کی ہو اکی نہ گراف مینی
 ہو گیا مجھ کو جنون آہ ہی حشر میں
 جھپٹتے دھن باتک نہ ہو اخلق کوئی
 سنگ ن اپنی پرائی ہوئی مجھ کو جنون پر
 تجھ کو پوانی نی دیکھا تو اوسی ہوسن آتی
 رخ پر نور سی جانان نی اٹھائی نہ نقاب
 لب ہر اک نکہ تری ہجر میں قلم نہ ہو
 اسی پر یو مری نقصان سی ترانگلا کا
 جزو چہر کا ہو اب نہیں ہونیکا حب
 جیفن میں عہد جوانی سی ہو ایسا خم

کب مری رخ پہ روان اشک دریائے ہوا
 خلد میں ہنسان ہی ہی ترا کو چاہے ہوا
 لیا ہی دل چپے می عشق کا افسانہ ہوا
 شکری تر مرہ عشاق میں رسوائے ہوا
 اوس پر یکا مری سر پہی سایا نہ ہوا
 تجھ سے غنچہ دھن ای گل کوئی پیدا نہ ہوا
 تو جو اپنا نہ ہوا پھر کوئی اپنا نہ ہوا
 مجھ کو ہشیار نی دیکھا تو وہ دیوانہ ہوا
 جب تک آنسو و نکاسا مینی پروانہ ہوا
 لب ہر اک قطرہ تری یاد میں دریائے ہوا
 چاک آئینہ دل ہو کی ترانہ شانہ ہوا
 خال شمع رخ پر نور کا پروانہ ہوا
 عمر ہر بار غم عشق سی پیدا نہ ہوا

<p>سبزنی سبز گوشت لکھو نہیں تیرے گئے نہ پڑا جام یہ شاید تری لکھو کا عکس لب جگر خون ہو عشق میں ای غیرت گل باتون باتون میں بسر ہو گئی و سب کی صوفی لاکھ بند ہیں وصل کا نقشانہ ہوا شرم سی میری لٹی خلد کا دروانہ ہوا گولنا اشک مری آنکھ میں دریائے ہوا در جاناں در حینت کے طرح وانہ ہوا</p>	<p>سبزنی سبز گوشت لکھو نہیں تیرے گئے نہ پڑا جام یہ شاید تری لکھو کا عکس لب جگر خون ہو عشق میں ای غیرت گل باتون باتون میں بسر ہو گئی و سب کی صوفی لاکھ بند ہیں وصل کا نقشانہ ہوا شرم سی میری لٹی خلد کا دروانہ ہوا گولنا اشک مری آنکھ میں دریائے ہوا در جاناں در حینت کے طرح وانہ ہوا</p>
<p>نظم کے جلد چھپنے پر ایک بیت قبول خستہ خستہ نظم میں چھپا نہ ہوا</p>	<p>نظم کے جلد چھپنے پر ایک بیت قبول خستہ خستہ نظم میں چھپا نہ ہوا</p>
<p>بعد مرن بسبل جان کو چمن مجانی گا برگ گل سی موہنہ پیچی کو دہن مجانی گا خاک کوئی یار سی بجو کفن مجانی گا خاک میں سرو چین کا بائیں مجانی گا</p>	<p>لوچہ قاتل کہی ای راہزن مجانی گا گیا عجب گر باغین کیون دہان لب تری وحشی غریبان ہوں پرانی اگر موت اس جگہ کیشن کو اگر وہ ترک جانگلا کہے</p>

دشت مین ہی تری آنکھوں کا تصور ساتھ ہی	دونی وحشت ہوگی کر کوئی ہرن بلجائیگا
طی نہیں ہو سکتا جیسی وادی الفت ترا	خضر سبھو نگا اوسی گر راہ زن بلجائیگا
اکی وہ نکمیں جھونکین ہو گیا دونا مرمن	سبھی ہتی ہم بوئہ سیب فتن بلجائیگا
مکھو جان بخشی کا پروانہ ملی عاشق ہون مین	لیا جلا دینی سی شمع انجن بلجائیگا
وصل مین کتا ہی دل دل سی ملنا ہی محال	لب سی لب سینی سینی تن ہی تن بلجائیگا
نگہتی ہی بن دوں گا نہت گل کی طرح	اپنی یوسف کا جو محب کو پیر من بلجائیگا

پھر نہ اٹھو نگا دیاں سی عمر بہرین ای قبول

عشق کیسویں اگر دشت ختن بلجائیگا

چرخ قتل امی سرخرمان پھر کیا ہوتا	ہزاروں فوج ہوتی غمستان چ کیا ہوتا
جنون کی قیدی چٹنی کا سامان پھر کیا ہوتا	گندون مین اسیری لف پچان پھر کیا ہوتا
نہ ہتھکڑیوں مین موٹی ماتہ تو فصل بھاری مین	آریاں چاک مہنی تابدا مان پھر کیا ہوتا
لٹی دوی گئی لیکن با محرم مین گریا	مری جانب کو رخ احمی خمندان پھر کیا ہوتا
وہ جو شہ وحشت اکی سال ہی وحشی خدر کرتے	جو مہنی اجنوبن غم سیا بان پھر کیا ہوتا

جو ہو کرتنگ نالوئی بیہوشی نکل جاتا
 وہ پہلی کس لیخ میں تھا خفا کیوں ہو امل
 اگر جو سنِ خون صحر کی جاؤ لیجباتا
 لبِ معشوق سی انزوں تیچان میں لذت
 جو مستی داغِ فرقت نام روشن اذ بھی ہوتا
 بھی بوسہ پرئی دوسری ہی گل کا ہتی
 حسینانِ فاداب ہی بلجاتی تو اسی غلط
 جو وہ سرِ روانِ گلگیر اب نہ پہناتا
 بہکا کر ابر کو ہر دم اشارہ چشمِ تر کا ہی
 جلایِ تپتی ہی نارِ فراقِ بخاندہ دل کو
 قیبا ہی اوس کوچی میں امی لڑکی مر جاتا
 ہو اسی فیوٹی گر گلون کی بھول جاتی ہم
 ٹلنی منتی ابکی بار میں سے حلقہ لب کے

غمِ دلدار کو تو دل میں مہمان پہ کیا ہوتا
 صفائی اوس سہی جاتی وہ پائین کیا ہوتا
 تو ہمیں امی پی آپا دزدان پھر کیا ہوتا
 رخ اپنا سوئی لای تیر فرکان پھر کیا ہوتا
 منور دل مرا امی ماہ تابان پہ کیا ہوتا
 اگر تم ہی سخی احسان چہاں پہ کیا ہوتا
 دلِ صد چاک داغون سی گلستان پہ کیا ہوتا
 تجھی خاموش امی غِ خوش الحان پھر کیا ہوتا
 ہمارا سنا اسی ابر باران پہ کیا ہوتا
 علاجِ داغِ بھرا مٹی و سل جان پہ کیا ہوتا
 لڑکی نعرہ تو اسی شیر نستان پہ کیا ہوتا
 تو فصلِ گل میں غمِ بستین پہ کیا ہوتا
 جمعی سن بوسہ بکرِ غسلِ خندان پہ کیا ہوتا

مری محبوب کو نعرہ و وفا پہلی عطا کرتا	مجھی پیدا جہاں میں سیئی دیاں پھر کیا ہوتا
مری کا ندھی پے ہر کر لہتہ اٹھتا ایسی پیکر	مری ہونڈھی کو تختِ سلیمان پھر کیا ہوتا
جو بھولی تھی گئی تو خال اپنی کہا جاتا	مجھی یقین کفر امی زاسلمان پھر کیا ہوتا
بہارِ دغا ہی سینہ تنک یاد ہی محکو	مراد ای فلک شکِ گلستان پھر کیا ہوتا

بقول اس ضعف میں سیر گلِ سنبل چاہتی

خیالِ چہرہ خطِ حسینان پھر کیا ہوتا

ای ضعف دل بہہ حسرت و اریان میں گیا	دستِ جنونِ الجھی گریبان میں رگیا
رکھنا نہ ایکجا لب و دندانِ یارِ فی	میں کہہ عدن میں گاہ بخشان میں گیا
گیس لاغری میں چھوٹا کہ چھوٹا مزارِ فیت	گردن کا طوق خانہ زندان میں گیا
ٹوچی میں اسکی لاشہ ہی قاتل کی پاس	دہبا ہو کا خنجرِ بران میں گیا
سب ہیں وفا میں سب جانا کی مقرر	ذکرِ جنابی گل چمنستان میں گیا
لایا چہر کنی وہ تو پیہ بہر اسہارا زخم	آخر دمانِ زخم مکدان میں گیا
منوون ہی ایسی آہ کہ کہنچی جو باغ میں	نالہ گھوئی مرغ خوش الحان میں گیا

سُلطانِ مصرِ حسنِ خدا دوسی ہوئی	یوسف کا ذکرِ خواب سا کنگان میں گیا
دورِ نجف میں بال ہی نخلی گا کس طرح	دورِ اخلال کا تری دندان میں گیا
شکوہ بہت لکھا ہی قیونکا اسی پری	دیو و نکا تذکرہ مری دیوان میں گیا
دلِ پسلیوں میں خاک ہوا آہ گرم سی	آخر یہ شیرِ جل کی نستان میں گیا
بی نور کیون نہ دیدہ نرگس ہوا بغان	نورِ نگاہ نرگسِ جانان میں گیا
ہم کس سی ہ چھپن میں ہین پہنسا دل	اپنا خضر تو چشمہ حیوان میں گیا
اٹھائے شبِ فراق میں اکشب جو دو آہ	دہباوہ آج تک مہتابان میں گیا
نکلا ز اپنا دل فتنِ یار سی کہے	یوسف ہمارا چاہ زرخدان میں گیا
جز حرفِ عشقِ طفلِ حسین یا دیکھ نہین	مجموعہ اپنی دل کا دبستان میں گیا

سر لگیا وہ کاٹ کی خنجر سی ای مبتول
لاشہ ٹرپ کے گنجِ شہیدان میں رگیا

تقمِ جو صفِ کس سی آفتابِ وی تابانگا	تارا انگلیا ذرہ ہر اک ہتی کی افشان کا
خطرِ ریانِ جانان میں جہنِ خالِ سیہ و کیم	مرضِ عشق کو او نہ پڑا شکِ تخمِ ریان کا

جنون جب سے ہو ہی بجکوتری عازبی پر
 آرائی تانگہ نشی تی و درندان جانان نی
 رخ گلنگ پرتی ہیں ساری گل گلستان میں
 لہول میں تھا کیا عشق جانان سی خجلیت
 اچکا جان ہی آسان سینہ کا دینا ہی ممکن ہے
 پھر محمود اسخند تو بس مطلب ہے مانتہ آیا
 زمین پر پاؤں کہہ کر یوں نہیں چلتا ہی ظالم
 تری آنکھوں کی صدقی کس قدر معجزت میں
 سکھا یا عشق سنبل نی ہماری خلی فامست کو
 قضا پیرتی نہیں اور بی قضا قاتل نہیں آتا
 گرمی بجلی تمام آنسو ہی آتش کی پرکالی
 روان ہیں سیالی بہت شکل ہی ضبط نگا
 اگر کہو لی ہو گی سوہ نکلا گیر کشن کو

ز فکر نی نہ پایا تار ہی کوئی گریبان کا
 لیا منہ زرد لعل یار نی لعل بختان کا
 ہو ہی سنبل چچان کو سودا زلف پچان کا
 غذا کیسی مہن ہی تر ہو انہم سی نہ مہان کا
 لیا کیوں باغبان نی بند دوازدہ گلستان کا
 لہیا ہر پستان ہی جس آب حیوان کا
 ادب کرتا ہی بعد از قتل کیا خاک شہید کا
 ہو آئینہ ہی حیران تری چشم حیران کا
 دکھایا کا گل چچان نی نقشہ عشق پچان کا
 عبث دوازی پراسی معور کہنا ہی بان کا
 تصور آگیا و نی میں جسم لعل خندان کا
 پٹا سینہ اگر عیسی نی ہو تو نکو مری ٹانگا
 خزان ہو جائیگا فی الفور عالم سببت کا

لُئی یوسف گراہی شیفۃ ہو کر ضرور سہیں
نہ جلوہ ہی تر محی چہ قن مین چاہ کنگان کج

قبول آخر کل کر وچ پہونچی باغ جنت مین

نہ کہو لا ظلم سی ظالم نی گو در اپنی زندان کا

وہ منہ مہندی لگی ہاتھوں سی کیا لیجا ئیگا	دل چڑا کر دیکھنا دزد و حین لیجا ئیگا
آئینکا قال تو مجھہ گریان سی کیا لیجا ئیگا	آبِ اشکِ گرم مین خنجر سجھا لیجا ئیگا
سو کہہ کر تینکا ہوا اب کوئی جانان مین	یا ہوا لیجا ئیگی یا کھر یا لیجا ئیگا
لشٹی بول عشق کی دریا مین طوفانی ہو	ناخدا کیا ہی کنار ی پر خد لیجا ئیگا
عشق پر یونکا کشش اپنی دکھا دیگا اگر	دیو اکرافت مین محکوم اٹھا لیجا ئیگا
دیکھنا ہو جاتیگی طالع اگر میری سا	میری گہری آب وہ محکوم بلا لیجا ئیگا
روح پڑکی جاتی ہی ہر ہر کٹوری مکھیر	باز دل انجیا کی چڑیا کو اڑا لیجا ئیگا
جی اٹھا کر حکم خالق سی تو قتل مین مجھے	لاکھ بار اوس تیغ بُرآن کا مزا لیجا ئیگا
قبر کسی بعد دن ہی جو رونما ہی بھی	میرا لاشہ اشک کا دریا بہا لیجا ئیگا
اسی سگ جانان پہونچ ورنہ سعادت نکم	ہڈیاں میری کوئی دم مین بہا لیجا ئیگا

پہول ساری تہی تبت سی اٹھایا ایگیا	ایگیا تو گل کرے گا شمع کو وہ ماہ و
حسن تیرا طائر دل کو اڑایا ایگیا	عشق تیرا پس جسے چکے گا اسی پر
چور گہر میں ایگیا میری تو کیا ایگیا	جز در مضمون رو یا قوت پاس اپنی کہاں
در معنی گو در مضمون چرایا ایگیا	خالی ہو گیا نہیں ہر گز خزانہ طبع کا
پہرے گا گاہ گاہ وہ بی وفا ایگیا	دل کا سو اکسب اوس سی گراں یہ جنس
تبع کی نیچی بھی آہو لگا ایگیا	زیر ابر و لایکا اکدن ضرور اکھو کا عشق
آئینی کی شکل ساتھ اپنی صفا ایگیا	جیتی جی جو صاف رکھو گا دل اپنا خلق
اب کوئی بھر فلاخن سر اٹھایا ایگیا	سر کتاب کو میٹھی ہی مری سرشتنگ
دیو سی محکو پری پیکر چھڑایا ایگیا	قتل کرنی کو جو پکڑی گا قریب رو سیا
آفتاب اگر چراغ اپنا جلا ایگیا	ہنسی و غوغا تشیں اپنا کہ جس سی حشر میں
گشتک وہ اپنی کوچی سی نکالی ایگیا	عاشق جاننا زبون میں لاکہ باری بولا
طوق گردن اب وہی اگر بڑھایا ایگیا	صاف سن صاحب یہ منت ہی سکی عشق کی
گور میں بیمار درد لادو ایگیا	مرگ آہنچی مگر ممکن نہیں تیرید و مسل

مرگ کی پچی سی پہوٹا چشم جانان دیکھ کر
تب یقین تھا شیری آہو چڑا حب ایگیا

جان کی ڈری نہیں جاتا ہی قادی قبول

میرا نامہ یا رتک پیک صبا حب ایگیا

شعبان تک ٹوٹی کہین ورجام کا	شعرہ ہی آد آد ماہ صیام کا
وہ صید ناتوان یوں کہ منقار گیس گئی	پہنڈا کہلانہ ایک ہی گیسو کی دام کا
بی شک چالِ عاشقان کا عکس ہی	دہنبا کہی نہ جایگا ماہِ مستام کا
ایجان ٹھیک ٹھیک یہ چلتا ہی چلی	اندا ز کلبک نی ہی اٹایا خرام کا
خالِ سیاہ خط نی کیا خلق کو شہید	چنگیز خان سی بڑہ کی یہ حکم ہی شام کا
عاشق کی طرح سی سالی ہوا وں جگہ	زینہ برنگِ عرش نہیں اونکی بام کا
میر تقی اسیرِ ہونِ رخ سی غرض نہیں	گیا کام محکوم صبحِ قدیمی ہونِ شام کا
پیری مین وچ کیون نہ کری جسم سی	جسبِ جگہ گئی تو محل کیا مقام کا

ایجان اپنی کوچی مین تو رکھہ قبول کو

اک روز کام آئیگا عاشق ہی کام کا

کلام صدق کا مسکن کہی دہن میں نہ تھا	وفا کا حرف کھلے یار کی سخن میں نہ تھا
مال میں گن برابر ہی وسعت و تنگ	بیم میں قفس میں ہو گئی کہی چمن میں نہ تھا
کمالِ حکمی گئی مہسکرو نکیر اسی جان	بغیر آتشِ عشق اور کچھ کہن میں نہ تھا
وہ آیا فاتحہ کو پہنچا کوئی یار میں	لقن تو تھا مگر افسوس میں کفن میں نہ تھا
طریقِ عشق سی ہکا کی کعبی پہنچا یا	دلِ خضر میں جی ہی پہیرا ہرن میں نہ تھا
انکھہ سی ٹی کی زندہ نہ کرنا تھا منظور	وگر نہ اتجیات آپکی دہن میں نہ تھا
تہین ہنہ کی بہار اپنی رونکی سو کہی	وہ کون دانست تھا آئینہ جو ہن میں نہ تھا
حسین ہو چکی ہیں اکی سب تری مفتون	بہلا وہ کونسا یوسف چہ قرن میں نہ تھا
ہمیشہ چہرہ روشن کی چھپی زلف ہے	یہ چاند وہ ہی کہ ہرگز کہی گہن میں نہ تھا
مہار می انکھہ کی کیا یہی ہو گئی مفتون	کہ ایسا عالمِ حشت کسی ہرن میں نہ تھا
مہار می زلف کی بو پر آہو آئی ہیں	ٹھانکا مشک ہرن ہی کوئی ختن میں نہ تھا

نہ پوچھا حیف ہی جو ہون ہی قویٰ ناساتی

مگر قبول ہی اک تیری سخن میں نہ تھا

سحر ہی آنکھون پہ ہونا ابرو خمدار کا
 عشق ہی نادان دانا کو اوسی دلدار کا
 بٹہری لفون میں عجب جلوہ ہی چشم ناز کا
 لڑتی ہیں سر سبز چوب خشک کو جانبا عشق
 قرب بیک پاک طینت کو نہیں ہوتی گزند
 میری آنکھوں صنم طوفان دریا کا نہ جوڑ
 یارِ فنا صنم میں آتشِ غم ہی عذا
 پتلیں بحال اچھا ہو نگاہ میں مجھ کو عشق
 چال تیری سی نہیں آتی تو جلتا ہی ام
 وہی سکندر آئینہ دکھلا کی اور و نکو سیر
 وحشی عریان کو سیری اوچی خموشی کہاں
 تیری دمی سرخ پر سودا جو ہو گلزار میں
 حُسن یون سی یادہ ہی بتان ہند میں

پھول سی نرگس کی پہل پیدا ہو اتوار کا
 سلسلہ کچھ ایک ساسی سبھ و زمار کا
 سنبستان میں گم آہو ہنسنا تاتار کا
 تسقدر منصور سی مٹھرا ہوا ہی دار کا
 دامن گل نی کہی صد ندیکھا حنا کا
 پاٹ جھون کا ہی پردہ چشم دریا بار کا
 دل مرا پی رو ہو اسی مرغِ آتش خوار کا
 اسی پری مجھ پر ہوا سایہ تری یوار کا
 آگ کا کہا نا بجای مرغِ آتش خوار کا
 دیکھنی والا ہون میں آئینہ حنا کا
 تن ہی اسی سفاک طالبِ خم دامن دار کا
 پاس ہی ہیر گل بھی ہی شتر خار کا
 طائر دل صید ہو گا رشتہ زمار کا

غیشِ غم سے کہانی میں الم کیا قبول
 مثل ماہی جہت تن ہی ازل سے خار کا

شکستہ تھا مکان بس ایک چمنی نشین
 چمک کر ماہِ کال جبکہ تیری روبرو نکلا
 بہت پیوند نکلی اور اون میں ہی فو نکلا
 لہو کی بدلی می نکلی عوض دل کی سب نکلا
 عوض نالی کی سینی سی ل پر زو نکلا
 محبت سمجھی تھی جسکو ہم ہی اپنا د نکلا
 بدن سی جان نکلی پڑ اپنی گہری تو نکلا
 سحر ہوئی لگی گہبے سی خوشید نکلا
 تری کمی چھی میں جان پر زو نکلا
 مراد سینی سی نکلا مگر دل سی نہ تو نکلا
 سچ امتی قاتل بنا کتنا مرئی ل میں لہو نکلا

زرِ صدمہ ہوا تو آنکھ سے دل کا لہو نکلا
 بہت نازان تھا اپنی نور پر مہال کا او
 گریبان پہاڑ کر میرا جنون کیا تیری تہا
 ویکش ہون کیا تجب نی چاک سینی کو
 نہ اب ہی رحم تو کہانی تو یہ ورا زو نکلا
 دل کیو نہ اپنی جان کا دشمن ہوا تہ
 نکل لاشہ اوٹھانی اب تو کٹکا سنگی تہا
 گرہ زلف سیہ کی کہوتی ہی نسبت طہر
 ہزاروں صد اپنی پر نہ کہ مطلب ہو حال
 یہ معنی دل میں کیونکی میں اللہ ری چھی
 ہوا نقصان میری جان کا اور تو رہا پیا

جسی ابرق می جانا تہا وہ طرف وضو نکلا	جسی سہا تہا میخانہ نظر آئی بھی مسجد
	صفائی گوہرِ ندان کی دکھلائی شہم سی قبول اسکی نظر میں شکری با ابرو نکلا
دل پرواغ تیرو نکاشا نا ہو نہیں سکتا مقابل اکیدم بہلول انا ہو نہیں سکتا اے اسکی ساسنی موتی کا دانا ہو نہیں سکتا اے ماری بوجہ کی قاصد روانا ہو نہیں سکتا اے نازک ہاتھ میں اسی جان شانا ہو نہیں سکتا اے افسوس مٹی انا نا ہو نہیں سکتا اے مجھسی عمر بہر لڑکی پڑا نا ہو نہیں سکتا اے میر خچن کا اب کچھ بہا نا ہو نہیں سکتا تری مرگان لکش کا نشا نا ہو نہیں سکتا	تری مرگان کی خمبو کا اٹھانا ہو نہیں سکتا ترا دیوانہ ہون میں اسی کی لکیر کا قافلہ نظر فطری پہ کئی تو فی تو اسی آبرو بخشے خطِ شوقیہ لکھتی لکھتی آخر ٹہ گیا اسیا پریشان اس لیتی چہری پہ ہتی ہیں تیری بغین وفا دکھلاؤں تھو عشق صادق تیرے شہن اٹھان تک عشق کی تعلیم دے دے دے دے دے اٹھو گا حشر کو میں محض خون تھو کو ہلا کر لگین تیرو سنان لکھوں کروں اُن ہی میں
	قبول اس بستے دل میں فتنہ ہو چلا تہا گھر

اگر اب ضعف سی او میں پہ جانا نہیں سکتا

دل اتنی فراق بی حسرت بنا دیا	سینی کو دل کی واسطی محسوس بنا دیا
عارض کو بدرِ جال کو خستہ بنا دیا	اوسنی پھر حسن کو زیور بنا دیا
مہنہ اپنا آئینے کو دکھایا جو یار نے	بیری طرح سی اوسکو بھی شستہ بنا دیا
شستہ تن در اگر اشک کی لپی	ایسا فراق یار نے لا غرب بنا دیا
دہو یا جو اپنی گیسو خوشبو کو یار نے	چشمی کو رشکِ شہتہ عنبر بنا دیا
یہ اتزل اوسکے ترقی کا ہی سبب	دل کی مینی یار کو دلبر بنا دیا
اوسن کی لیکو کہتی ہیں شاعر کہ لعل ہی	مضمون نہ ماہتہ آیا تو پتھر بنا دیا
وصفِ دہن میں شعر جو لکھی ہوئی کتاب	طبع روان فی نقطی کو دستہ بنا دیا
اوشِ علم و کی وصل سی ہی زندگی مری	سوزِ جگر فی محبو سمندر بنا دیا
دو آئنی ہیں پائسی اور وہاں تھا ایک	گالوں فی محبو شکستہ بند بنا دیا
میخو اکون آتا ہی کشن میں ای نسیم	غنجو نکو توئی اکی جو ساغر بنا دیا
سلطانِ عشق ہوں کیا احتیاجِ تاج	آردون فی قناب کو فہر بنا دیا

خود ار کی پہونچا کاغذِ بادی کی رنگ سے	نامیکو شوقِ دل نی کبوتر بنا دیا
آتشِ رُخون نی سنگ کو آئینہ کر دیا	دل تھا جو آئینہ او سے پتھر بنا دیا

غواصِ حُبِ کرہوی حُبِ مِی ای بقول

مضمون جو بلا او سی گو ہر بنا دیا

سیرِ بالین جو دمِ نزع وہ قاتلِ ٹھہرا	جان سی آگنی سینی مین مراد ل ٹھہرا
قاتلِ صبر ہر اک طرح مٹی شکلِ ٹھہرا	روحِ ٹرپی وہین مر کر جو پہ بیلِ ٹھہرا
عکسِ ابرو نی فلک پر مہ نو دکھلایا	عارضِ یار کا پر تو مہِ کاملِ ٹھہرا
میری اشکو نشی کہیں فح کا طوفان نہ آئے	اپنی کشتی کو ذرا توبِ ساحلِ ٹھہرا
ساتھ نافی کی ہی نالانِ دل پر شور مینا	جرسِ قافلہ یار مراد ل ٹھہرا
خون تھکوا یا ہی عشقِ بی سنگینِ دل نی	سو وہ نزدیکِ اطباءِ مرضِ سلِ ٹھہرا
جامِ میون تھی مین نشہ مین تو بوسے دے	امی پی و کہی ایسی کوئی محفلِ ٹھہرا
خطِ سبیل کو کیا باغین زلفون نی غلط	قدرِ اس کے حق مین خطِ بیلِ ٹھہرا
دونوں نگہیں ہی آہوی ختن مین ای ترک	مشکنا فتر می انگھو کنا ہر اک تلِ ٹھہرا

سیرِ شام کی وہ گل باغ سی رہی جو ہوا	صبح تک پہنہ در اشو عنادل ٹہرا
بیوفا گل نظر آئی ہمیں بسبل نالان	سیرِ شام سی ملا سنج پہنہ حاصل ٹہرا
پڑ گئی آنکھوں میں پری مجھ دکھائی نہ دیا	عشق لی آیا اوسے عشق ہی حاصل ٹہرا
حشر کی روز ہی اوس گل کی کیسی نہ سنی	نالہ محشر یاں شو عنادل ٹہرا

دو نو کونینِ اضافے دیکھا جو قبول

رو برو یار کی ناقص میرہ کامل ٹھہرا

سرتن سخی شقون میں سبھو نکا اتر گیا	باری ہماری آئی تو غصا اتر گیا
رُک رُک کی لشک پہنی لگی تیری خوف سے	چین چین کی موج سی دریا اتر گیا
اب شکل تو دکھانہ دکھا غم نہیں ہمیں	تیرا باض چشم میں نقش اتر گیا
ہم مگر گئی نثار تری ہو کی امی پر سے	ساری بلائیں روہو میں صدا اتر گیا
بی جام می نگاہ فی سہر شار کر دیا	چہر کی سی تری نقشہ صہبا اتر گیا
پہینکا گلی کی مار کو اوس گل فی توڑ کر	تربت پہ پھول چڑھ گئی چہر اتر گیا
سب سمجھی آفتاب نکل آیا ابر سے	جب میری داغ گرم سی پہا اتر گیا

قد دیکھا باغین جو میں باغِ خصال کا
 جلتا ہیکلِ خرمِ جان اپنا ہر طرح
 ایک آہ سی رقیب کو مہنی جلا دیا
 ساقی مرا خمار نہ ٹوٹا کسی طرح
 قربان اس کھان کی اشکِ شستِ فدا
 آنسو جو کم ہی تو وہ کہتا ہی طعن سے
 گلشن میں اکی لکھنہ کہا دی ہی یار نے
 چمچہ تو کلام کر کہ دہن کا پتا ملے
 بوسہ لیتی تو ہو گئی حنا یا رخِ سرخ
 ریتا بہت نہ تیغ گلی میں اتر کے
 لب پر جو آتی ہیں دُرِ مضمون ہزار ہا
 دو کج ہجر میں یہ ہو ہی بخودی بھی
 صحیح میں ہم جو دئی تو دریا میں چرے

حورین گرین نگاہ سی طوبا اتر گیا
 بجلی پڑی جو کان سی بالا اتر گیا
 سری سری کی دیو کا سا یا اتر گیا
 خم گر گئی نگاہ سی مینا اتر گیا
 لیا صاف دل میں تیرا ہا اتر گیا
 اب تو میری نگاہ سے دیا اتر گیا
 اب نشہ تیرا نرس شہلا اتر گیا
 سیر خیال سی یہ مہمت اتر گیا
 چوسے جو ہونٹہ پان کا لاکھا اتر گیا
 میری گلی سی تیغ کا دُور اتر گیا
 لیا سینی میں عین کا جزیر اتر گیا
 تیرا ہیاب خیال سی نقش اتر گیا
 دریا پر آہ کہنچی تو دریا اتر گیا

معشوق ہو فائز تو عاشق ہیں بواکھوس
ہر اک قبول دل سی سدا پائزگیا

ہزاروں بار وعدہ و پسل کا چھوٹی ٹھٹھا
رہ تو صفت تیری اس قدر کجسپ پانی
کسی بانی قلم لیکن نہ چلنی سہی تم ٹھٹھا
بزناس شمع کوچ اپنا جہان سجھو تم ٹھٹھا
گل داغ جگر اپنا گل باغ ار م ٹھٹھا
دل بیتا بسنے میں نہ اپنی ایک دم ٹھٹھا
مستم کھانا تراحت میں سی ای جان ہم ٹھٹھا
غم جاگاہ الفت میں بہت ثابت قدم ٹھٹھا
نہر جاوے دل کہوں گا گر سینی میں م ٹھٹھا
نہر اویر کی لایق نہ مقبول حرم ٹھٹھا
وفا داری میں میں ای جان کیا اور کسی ٹھٹھا
دکھایا حسنی آئینہ تجھی ٹھٹھا وہ اسکندر

نہ سنبھل کا کہنی لفون کی آگے پیچ و ٹھم	رخ گلگوشی تری چپے گل برک کی نیچے
مراوس سمت ہر جادہ ملک ٹھم	نہیں لامکان حج نور عیاشق ہون میں اوکا
تری پھری کی آگے مھڑھی فزی سی کم ہڑا	فروغ ذرہ پیش مہر کہہ ہی ہی اپنی یونہ
مقابل پنجہ خورشید نقش قدم	زمین کا ذرہ ذرہ کر دیار قناری رو
پیاز ہر ہلال تونہ وہ ہی ایک دم	دو امد میں کیا پھری تیر جی میں ای جان
ترجم تیرا قائل می حق میں ستم	ہوئی قسطل میں ٹر باکیا شوق شہادت

مقبول اب دیکھتی آسان ہو کیونکر مری شکل

لبون پر شتیاق بوئے جانان میں دم ہڑا

دوستوں فی دید و دستہ دیوانا کیا	گوش زہر مری پر یو کا افسانہ کیا
ایک پل میں کس قدر معمور ویرانہ کیا	دل میں تو آبا عالم تمام ای ماہ رو
جس قدر اوسنی ادا و ناز سی شانہ کیا	دل میں پستیا گیا کاکل کی ایک اک تار میں
دشمن بانی ہی دل کس سی یار انہ کیا	دوست بنکر وہ عداوت کی کہ اجباتی ہی جان
خوب ای پیمان شکن معمور پانہ کیا	میکدی میں لاکھ مسجد شی دی بجو شراب

نارنگی سی نشہ او سکوا یک شیشی کا ہوا	ایک ہی نوش اسنی جب انگور کا دانایا
جب صحبت کی زادہ عشق نی بڑکائی لگ	ناصحوں نی اور مجھ جوشی کو دیوانا کیا
ایک ہے اسنی نہانی ہائے حیف	یار نی جو کچھ کھا جسے وہ مین مانا کیا

گہرین آنا ترک دستے کیا تہا ای قبول

خانہ دل مین ہی اسنی ترک اب آنا کیا

بچا کٹنی سی گراک ماتہ ہی مجھ نیم سمل کا	گریبان گیر موہنگا حشر کی دن اپنی تل کا
گزر گہرین ی اس شب ہی کس ہر شمال کا	گل خورشید سی پر نور ہی گل شمع محل کا
شرابخون لحتی ہی تیری دور مین سنا	تری محفل مین ہر سو ہو رہا ہی قص سمل کا
صبا نی ہی قات مجھ سی کی امی بد بختی	نہ بھولی سی کہی پردا اڑا یا او سکی محل کا
عجب ہے رحم مین گل متوکلین غمی باہر	بہر آتا ہی دل سنتی ہیں جب لالہ عناد کا
ملی کیونکر وہ مجھ کو گتہا اسکی طرح پہنچون	مسیحا ہی چرخ چار مین نام اسکی منزل کا
اوسے ماتہ باز ہو اپنی پر کیر موہ شہد	خدا کا ماتہ ہی امی منعمہ یہہ ماتہ سائل کا
پڑی کیا کیا نہ صد اور گری کیا کیا نہ گوہ	رُسی صوٹے ہی گز نہ ہو با آباد کا

علاقم عشق سیل کو اجارہ عشق کا دلچ	عمل بیٹیا ہمارے سر میں پر خوب عال کا
یہ شعلہ نہیں بچھڑکا محشر تک جلیں گئی ہم	چرخِ دل میں غنّ غنّ جانکی ہی تل کا
مہِ کالِ رخِ انوری شرمندہ ہو اتر	نجل دہبا ہو اسی جہاں توشی ماہِ کال کا
وہ مجنون مع کہ جسم دمِ مرا نکلی گا صحرائیں	بنی گا حلقہ ماتم ہر اک حلقہ سلاسل کا
لہو برون ہی تہو کا وہ جو آکھچہ نہتا گویا	مسیحانی مری کی آن میں کہو یا مرض سل کا
شکست اسکو نہ پہونچی کس طرح او میں کی طلب	ہمیشہ سامنا پتھر سی ہی تھیں دل کا

قبول ان وزون مجکوس لپی شغل کم ہی
بلا شک شغل ہی بی فائز محض حاصل کا

میکدی سی جو پراساتی گل نام اٹھا	شیشی خون دی گرا خاک پہ ہر جام اٹھا
باشکے کرنی نہ پایا کہ ہو جی سبج نمود	اپنی رخ سی جو نقاب سنی سر شام اٹھا
تیری پیو جی میں اٹھکی چلا گھر کی طرف	پر گیا دل سنی ہی سمت کو آرام اٹھا
نہ کہہ سید یا لیا نام لبِ نگین سی	گھد گیا تیری نگین پہ مرا نام اٹھا
لاکھ بار کی پکار نہ دیا خود ہی جواب	آپ مالک میں مجھی دیجی الزام اٹھا

نامو ہو نیکو عشق اوس سی کیا تہا مینی	پر کیا ہی مجھی ہر جانی نی بدنام اُلٹا
دل تو ہنستا ہنساتی نہیں جھ دِل سِیا	نظر آیا ہمیں صیاد تیرا دام اُلٹا
جبتک اوسکو نہیں پانیکا پھر نکالیں ہی	لب تلک بکھون پھری چرخ فیہم اُلٹا
بوسہ سیبِ قن لینی ہم آئی ہتی ستم	لیکئی پیر کی گھر کو طمع خام اُلٹا
روتی دیکھا جو اوسی نیند نہ آئی صبح	ہوا مجھ پر اثرِ رُغنِ بادام اُلٹا
عشق زلف و رخ و لہار سی جان برہو	مرئی صبح کو ہم دم جو شام اُلٹا
جان جاتی ہی جواب ایسا وہ لیکر آیا	نامہ بر مجھ سی طلب کرتا ہی انعام اُلٹا
نہ تو ہندو میں مروت نہ مسلمان میں وفا	لُفرا لُٹا نظر آیا ہمیں اسلام اُلٹا

چرخ برگشتہ مری تاک میں جسے ہی مقول

لاکھ سید ماروں ہو جاتا ہی ہر کالم اُلٹا

اوسکی قدمو نہ چوم مینی اُڑپ کر توڑا	ایسا قاتل کو ہوا رنج کہ خنجر توڑا
دل مری سینی میں سوکری ہوا لفت سے	نظر آیا جو تری سینی کی اوپر توڑا
سو گھنی زلف کی بو آئی یہیں سب آہو	مشک کا ملک ختن میں نہو کیونکر توڑا

آبرو میں سنیں ایک جوتی پیش خدا	پرسی جیل نی گوہر کو برابر توڑا
لیا ہوا بند چو دربان فی کیا تھا اسی تبت	نام حید جو لیا سہمنے ترا در توڑا
لیا غضب سے خط شوقیہ جو او سکو بھیجا	نامی کو پہاڑ اکبوتر کا ہر اک پر توڑا
لاشہ کوچی میں پڑا تھا تری اسی شاہ سوار	سُحْمِ قوس سی سر لاشہ بی سر توڑا
دو نو کو نور لا ہاتھ میں جب لے بندو	بدر بندوق کا پایا لا ہوا خستہ توڑا
بہی اپنی نہوی عشق دہن میں گردن	مُحَقِّقِ لعل لب یار نے چنبر توڑا
رحم دل ایسا ہون گل کا تو بڑا رتبہ ہی	مینی کا شاہی نہ گلزار میں جا کر توڑا
قاصد است کو کتری ہوتا جو نہ خون	ڈالتا پاؤں میں سونی کا مقرر توڑا
فردن داغ چھوٹی ہمینی تو کیا کی تقصیر	متمنی دل ساحد فہینہ کا گوہر توڑا
زور میں عہد جوانی سی سوا ہی پیری	اسی ہر ایک مری دانت کو اگر توڑا
اوسین عالم کا نظر آیا کیا عیب صواب	ایسی آئینی کو پہر کیون نہ سکند توڑا
عشق کا کوہ تو فرادسی توڑا نہ گیا	لیا ہوا کوہ کا ہر ایک جو پتھر توڑا

اپنی جینی کا جو غم ہی تو یہی غم ہی قبول

سخت جانی نی مری یار کا خجہ توڑا

یار کی چہری کا ہنسی کہی پر دانہ گیا	اولیٰ چہری سی نقاب سنی تو دیکھا نہ گیا
زونا کیا جانی مر تو ترا کو چہ ہی لب نہ	بہکروں سمت مری لشکون کا دریا نہ گیا
نگہ مست سے ساقی نی جو بہکوا گیا	ایسی بیہوش مٹوئی ہوش میں آیا نہ گیا
سوچھی ہم داغ لگی گا بھئی بدنامی کا	تیری چہلی کا گل اسو سطلی کہا یا نہ گیا
دیکھ کر مچھ کو آیا تری عارض کا دھیان	حشر کی دن ہی خیالِ سُخِ ریا نہ گیا
تیری قامت کے قدم خلد میں جب بیٹھا	یادِ قد میں طے رسایہ طوبیٰ نہ گیا
رحم شاید اوسے آتا بہ بُرا ضعف کا ہو	حیف ہے کان تلک یار کی نالانہ گیا
طرحِ دل سہی ہجر کا غم زائل ہو	جھپسی اکین بُتِ بی باک کا غم نہ گیا
یہاں جاؤ گا کھلا کی بہارا عاشق	جھپٹو فان نہ کو میں کہیں آیا نہ گیا
قبر پر اکی مری تیوری چڑھائی مٹی	ہنسکی اسی جان کوئی پہول چڑھایا نہ گیا
دوئی وحشت ہوئی گلشن میں جو بنل گیا	دل سی اسی سُخِ تری زلف کا سوا نہ گیا
یون پتی کہ وہ سفاک پہر کنی لگتا	ادبِ عشق سی پر خاک پہ ٹر پانہ گیا

خوف آیا من عشق نہ لگجائی کہیں تیری بیمار کی بالین پہ سیحانہ گیا

اُل گئی لوگ جوہن ہونی لگا قتل قبول
ظلم قاتل کا قیون سی ہی دیکھا نہ گیا

ساقی دیا نہ جام مجھی کو پھر ک گیا
موتی جو کان کا تری خسار پڑا
لپٹا جو تجھسی گردن میں نا کو توڑ کر
جب قتل کر کی گھر کو چلا وہ تو اسکی تہ
یہ قص سب لون میں کسکو کہاں نصیب
ناصح خدا کی واسطی موقوف کر یہ ہے
زلفون سہی ل نکل کی نہ آیا نہ احیف
مردم کو او سپہ شمع کی کو کا ہو ایشین
غنجی تمام یار کی آتی ہی گہل گئے
ایسا ہو حقیر کہ پہونچا اوسی ہی رنج
پیما نہ میری عمر کا آج نہ چمک گیا
پہلو میں ماہتاب کے تار اچک گیا
ساقی معاف کیجو مجھی میں بہک گیا
بی سہارا لاشہ بھت دُور تک گیا
یون تر پی ہم کہ دیکھہ کی قاتل پڑ گیا
اب کیا کر گیا تو کہ کلیجا تو یک گیا
نادان کالی رات میں رستا بہتک گیا
جو قطرہ اشک گرم کاثر کان تک گیا
جامی کی بوسی سا گلستان بہک گیا
مین خار بنکی آنکھ میں اوسکی کہتک گیا

ابای طبیب سے علاج اپنا کر کی تھک
نامح نو پاس آکی مرغی ب بک گیا

مہر جو ان کا دنی سکا ساتھ ای قبول
آخر کو چرخ پیری پھر کسے تھک گیا

عشقِ جانان میں جد سے ہی انداز اپنا	مری جائیں تو نہ افشا ہو کہی راز اپنا
زال دنیا کا خریدار نہیں تائیں	مجھ کو سوا سوا پھر کرتی ہی یہ ناز اپنا
خود بخود آتا ہی مجھ سے سنگین دل	کام ہو جاتا ہی ہر روز خدا ساز اپنا
آومی کیا کہ جسی ضبط نہو الفت میں	گہی غماز کی او پر نہ کہلا راز اپنا
غارہ آئینہ عارض پر جو مجھ سے ملو	جو ہر احسان و کھاد ہی یہ جلا ساز اپنا
بہر کی شب سے کہیں اچکی شخصت اجل	گر چکی طائرِ جان سی سی پرواز اپنا
بندگی عشق کی آخر کو حسد و ندمی ہے	ٹیون نہ بندہ کر می محمود کو آواز اپنا
ای صنم عشق جگر سوز کا کیون کر کہیں حال	اُن ہی کرنی نہیں دیتا ہمیں غماز اپنا
مگر گر جاتا ہی بخت سی مین مین فوراً	قد جود کہلاتا ہی وہ سرو سر افراز اپنا
جاڑا اسکو نظر آیا جہان طائرِ حسن	لاکھ و کاثر کا حید سی دل باز اپنا

طہر مجھ عاشق بی مثل پہ کیا کرتا ہے	مہنہ تو آئینی میں دکھی بُت طٹاڑ اپنا
حیف کے جا ہی بہاڑے جوین گلشن میں	اکلی سیادنی توڑا پر پر واپس اپنا
گر گئی تیر نگہ سی جنتین کی اب ہم	لب جان بخش دکھایا کرین عجاز اپنا
اسمِ اعظم جو کریں مٹاؤ سی دم سبھوں	ہمد کو کیا کروں محشوق ہی مبارک اپنا
ایک دم ساز کسی سی نہیں فتن میں مجھ	آہ مونس ہی فقط مالہ ہی دسلاڑ اپنا
ساہی قتل ہو ہی سب میں جت ہے	تمسی شکوہ ہی کہ تم سمجھی جانناڑ اپنا
ساز و آرتو نہو گی یہ نصیحتِ ناصح	پھر کہی آنا مزاج آج ہی ناساز اپنا
آج کل بلبل خانہ ہی رائے نکٹاں	ٹس طرح کہو لی ہن بلبل شیراز اپنا
رشید کو بھی ہن شاہی موشخ بھی ہوں	چاہوں کیوں کر نہ متحد انوں سی اعزاز اپنا

ہر برائی میں پڑی آنکھ نہ کیوں اس قیول

بندِ احمد کہ محبوب ہی ممتاز اپنا

اُہوں کیونکر کروں گے تیری تدبیر سی پیدا	ہو اکب سہو کلک تب تقدیر سی پیدا
بہلی جنگی کو قیدی کر کی مٹی کر دیا مجنون	ہو اسی نخل سودا دانہ زنجیر سی پیدا

کمان کا خم نہیں ہو سکا ہر گز تیری پیدا	کجوں کی راست بازوں سے پہلا تقلید کو نہ کر
ہوئی جی بخانی تیری مٹ شمسیر پیدا	بہت فرما دیاں ریں ہن شیشی بن تو بنی
بہی ہوا نہیں طہل پہلی شیر سی پیدا	خدا بندے سے پہلی بھیجے رزق و تینا
لیا اس سستین کو مہنی اس اکسیر سی پیدا	ہوئی جب کہ ہم کوچی مین اسکی تبت تہا
ہوئی پکان عوصن موکی تن نچھری پیدا	تیری تیر نگہ نی کیا طلسم نو دکھایا ہے
گجی اسو اسطی ہوئی ہی پشت پیری پیدا	زمین دفن کی خاطر ہونڈی ور کر لی پیدا
بہت چاہا ہوئی شیر بن جوئی شیر سی پیدا	مشقت سے ہوا فرما د کب شیر شکر اس
بدی ہی صائتری خولی تقدیر سی پیدا	فریبستی مین دشمنی کرتا ہی کیون ظالم
جو کچھ لکھی تو بلسل ہو تیری تحریر سی پیدا	تیری تقریر سی جہڑتی ہن پل ای گل گشتیا
مر اویسٹ نہو گا خواب کی تعبیر سی پیدا	لہو عالم کی لگی یا حسینوں سے کہوں جا کبر
اثر الٹا ہوا اس نالہ شبگیر سی پیدا	نہ آیا صبح کو وہ محشرن وعد تھا کو جھسی
ہوئی ہی برق میری آہ کی تنویر سی پیدا	ہوا باران نرم ترکان مہی سی خلق عالم
زیادہ حسن مصحف نے کیا تفسیر سی پیدا	خطِ رحمان نی چمکایا تیری مہی کتابی کو

<p> ہمیں اس سوکھ عشق کی جاگیر سی پیدا ہو اہی نور دنیا میں تیری تصویر سی پیدا زیادہ نور شمعوں کی کیا گلگیر سی پیدا ہو تین آنکھیں ہماری حلقہ زنجیر سی پیدا قیامت ہوگی آخر اس تیری تاخیر سی پیدا مہارت آل کی ہی آیہ تطہیر سی پیدا تیری حب سے دل طفلِ جوانِ پیر سی پیدا ہو اہی خون چشمِ جوہرِ شمشیر سی پیدا مرا خنسل کا کیونکر ہو پہلا اخیر سی پیدا </p>	<p> حلاسی ہو بزرگیِ رخِ عاشق کو ملتی ہی زمین آسمان ای یوسفِ دلِ تجسی و نشین فروغِ عاشقانِ سوختہ ہی تیغِ قاتل سی ہمیں مہشتِ جنونِ کارستہ دکھلا دیا جو آنا ہی آچھو ائی محبو خاک برسوں سے سگِ ناپاک ہیں پاکیزگی میں شک جہ کرتی ہیں عیان ہی طور تیرا آنکھ میں شیخ و برہن کی وہ بکسین ہوں کہ وقتِ فوجِ آئینو کی عوض مری ل سی سخنِ نکلا نہ کوئی تلخ جزیر </p>
--	---

قبول اب تختہ کاغذ پہ جیسی گل کہلاتا ہی
نہ ہوں گی پہول ایسی تختہ کشمیر سی پیدا

<p> یہ دم نہ دی کہ حجت کا سلسلا لایا رفیق میری پلانی کو لایا زہر کا جام </p>	<p> تیری نہ آنی کی آہیں خدایا جو مجھ سی پوچھو مرض کی مری دوا لایا </p>
---	---

ہم اوسکی راہ میں گونا گاہیں لے سکتے
 نیلے دھندلے کوئی چہرہ میں بعد مرگ ملا
 ہوا بدن میں بھی نوح فرط شادی سی
 گہاں کی شمع مری ہدیہ جلائی کو
 جہنم میں پھرین دیوانہ وار سر کی گرد
 خیال چشم میں پہونچا یا پاس مرگ کا
 دعا جو کہیں میں کی تھی سحاب ہوئے
 اک آفتاب سے عارض تو دوسرے ہوتا
 فلک کے جوہر سی کوئی تھار شہر امید
 کیا جو جہنم گلزار کو تو کیا حاصل
 جزا تو ان آنکھیں عجب تھیں کس لیے امی ترک
 بس ایک دم دل پر داغ میں جگہ دی کر
 وہ ناتوان ہوں کہ گلشن کی سیر بچا

طریق بھرنے وہ ماہر و مجاہد لایا
 بیولا خاک مری دشت میں اڑا لایا
 پیام وصل جہنم قاصد صبا لایا
 کھد پہ ساتھ قیسون کو بیوفا لایا
 ہماری جان پہ قد آپ کا بلا لایا
 ہر نہ یہ نیزی کی زد پر بھی لگا لایا
 نہ آتا تو گرامی بُت تھی حسد لایا
 تین جمال دکھا کر بڑا جلال آیا
 مہار کی زلف تلک طالع رسا لایا
 میں اپنا آتش گل سی جگر حبل لایا
 دیا ہی دل تھی یا کچھ تر احسب لایا
 میں اپنی باغ کی ہی سیروسی دکھا لایا
 نسیم صبح کا جہونکا بھی اڑا لایا

تر می گلی سی پھر الکی داغ دل ای ماہ

قبول پہول یہ گلزار عشق کا لایا

حسین تنک سی پنکھ سی لیا ندیکھا تھا

سخن بھی کوئی سن لیتی تو کچھ ہکو نہ شکرتا

نشادہ ہو گیا دل احسن حسن ہر

پس یواری ہکو کھڑا رہی نہیں دیتی

مری اشکو کو جاری کیہ کو ہنسی کہتا تھا

یہ دور می قتل کوڑھی تیغین پرگانگی

تر می انگیا کی چڑیا دیکھ کر یہ دی صد دل

یہ دل جیسا قہقروں پر تری ہو گیا منتوں

نہیں معلوم کیا دیکھا جو تھپہر گئی عاشق

سلائی ماہتہ میں بات دن ہی ور نہ اگی تو

ہیں محفل سی اٹھو اگر قیوں جگہ دی

مگر تجھسا کوئی ای بت نہ کیا تھا ندیکھا تھا

دماں تنگ دیکھا تھا مگر گویا ندیکھا تھا

چمن دیکھی تھی لیکن اب تک صحرانہ کیا تھا

مہار اس قدر گاڑا کہی پروانہ کیا تھا

بہی اس وری بہتی ہوئی ریاند کیا تھا

تر می آنکھوں میں اگی نشہ صہبہ ندیکھا تھا

نظر آج اگیا سی اب تک غفانہ کیا تھا

بہی قری ہی یوں سر پر شید اندیکھا تھا

وگر نہ مہنی اس دنیا میں اگر کیا ندیکھا تھا

لگانا کیا کہ تمہی آنکھ سی سہ ندیکھا تھا

تم لاہوں می دیکھی تھی پر ایسا ندیکھا تھا

یہ حیرت ہی قریب اکدم جدا ہو نہیں	پری پر آج تاکے کہی یا اندیکہا ہتا
دہن یکہا ہتا ریا ہمین جنت نظر آیا	ستاہا کان سی پر اکہی حاشا ندیکہا ہتا
ترے عشق یوی ہن ابتدا می حسن لاکھن	مرد تو ہی بنا جہا کوئی دیوانہ دیکہا ہتا
ترے ڈر سی کا ہی آنکھ میں طعن فان شکون کا	وگر نہ بند کوزی میں کہی دریا ندیکہا ہتا
وہ سوائی ہون جسکو دیکہا کہتی ہن عاقل	لہ ہمنی الگ ایسا کوئی وانا ندیکہا ہتا
وان یہ ہم جیس اشک کے دریا میں ہی	لہی دریا میں یں بہتی موی مرزا ندیکہا ہتا
خیال اپنا تو کیسا یاد وہ بھی اب نہیں آتا	سیکھو ایسی بیہوشی کا بھی واندیکہا ہتا
بہی گشتی سی اب ہلتا نہیں میں اچھی ان	تسلی رفت کو ہی یوں کینختی چلا ندیکہا ہتا
اوہر نکلا دہن سی او اوہر رہی وفا آیا	سیکا ہمنی پرتا نہیں نالاندیکہا ہتا
نہ اینکا کیا اوس جیلہ جوئی عذر کیا اچھا	بہک کر یہ گیا گہر کا ترے ستا ندیکہا ہتا
درخشان پاس ہی صن کی کیسا کان کا	چکتا پہلو خوشید میں تارا ندیکہا ہتا

قبول اسے تقہ روز بخانون میں جاہا

کہی یوں دختر ز پر اسی شیدا ندیکہا ہتا

اجنبی ایسی بیابان میں ہو جانا میرا	دھونڈ ہی غنقا ہی پانی نہ بہکا نامیرا
حال کچھ ہی تجھی معلوم ہی جانا میرا	تو جو ہی دوست تو دشمن ہی ناما میرا
سامنی سی تی ای ترک نہیں ٹلنی کا	تیر طیار ہی تو دل ہی نشا نامیرا
نکل حسرت مرقی تل تی پاؤں بون بون	لہو قومون کی طشت اپنی بہا نامیرا
قبر پر کی گزر جاتی ہو مانند صبا	بعد مرئی کی ہی چھوڑا نہ سنا میرا
سکتہ نقد سخن ہن بیہ مضامین ای یا	دل نہیں سینی میں ہی جمع خزان میرا
عشقِ دزدان میں لہو ہو کی بہا دل افسوس	اُٹل گیا موتی سی یاقوت کا دانا میرا
رات دن عشق کر میں جو گہلا تو کی محبی	ہو گا ممکن نہ تھیں ہی نظر آنا میرا
غیر آمون کی رضا و نیکی کیوں کر دیا	اوسنی چا نا نہ کہی اک بچھا نامیرا
سر کشی کر لی سمجھ لوں گا کسی دن احمی خ	بہو لدا خاک میں یہ تو نہ ملا نامیرا
دل صد چاک لیتی ہاتھ میں بیٹھا ہون میں	زلف سلجھاؤ تو موجود ہی تھا نامیرا
اگر آیا ہی تو چپ بیٹھو چپ اُٹھ جانا	دیکھ نہ صبح کہیں تو سر نہ پہرانا میرا
تو جی جان کا تصور ہی ہر اک مصرع پر	اسن میں میں ہی بجا خاک اُٹانا میرا

بہاگی اغیار مری جائے عریانی سی	باکینِ وحشت دل ہی تو یہ بانا میرا
ساقِ سپین بنم یاد دلاتی ہی مجھے	شعِ تربت کو ہی منظور بدلانا میرا
غمِ ادا ہی پر خوان یہ لپا ہی سچ	لہا ہی حبلِ قوت کو مہونہ یہ کہا میرا

مستون پر ہی کہی بات نہ کی مجھ سے قبول
اک سخن ہی نہ مری یار نے مانا میرا

دل جو اس مہرِ لقا کا ادھر آیا ہوتا	شبِ فرقت کے بھی منہ نہ دکھایا ہوتا
دعِ وصل سے تکیں نہ دیتا جو وہ شوخ	چیر کر چلو کو تو دل نکل آیا ہوتا
عشقِ ابرو میں خمیدہ جو نہو جاتی تھی	تیغِ قاتل کی تلی سر نہ جھکایا ہوتا
ایک تلواریں شکل مری آسان ہوتی	ماہتہ اٹھاتھنی سی ماہتہ اٹھایا ہوتا
ایسی بیکی در پر جو تری ہمت	حوون نی اکی جنازہ کو اٹھایا ہوتا
میری لاشیکو تری چوچین ملتی جگہ	ایسی قبر پر دیوار کا سایا ہوتا
ایک شب خواب ہی میں شکل دکھائی تھی	بختِ خواندہ عاشق کو جگایا ہوتا
تہا جو منظر کو کہ زندہ نکلی کر ہی مجھ سے	ریش کو اور ہی قاضی نی بڑایا ہوتا

اپنی مصلحت میں بلاتا وہ ملک جو سب مجھے	تو مرا عرش سی برتر کہیں پایا ہوتا
منخسف شرم سی ہوتا وہ فلک پر فوراً	داغِ دل ماہ کو مہنی جو دکھایا ہوتا
بوسھای لیس غری جو ترسانا تھا	ساقیا توئی مجھے سنہ نہ لگایا ہوتا
پرتوین قبر میں پہولانہ سماتا ای گل	میری تربت پہ جو اک پہول چرایا ہوتا

غمِ فرقت جو نہ کہا جاتا بھی جلد قبول
کس می سی عسیم و بچسپ کو کہا ہوتا

مرستی ہم نہ مگر کو چہ جانان چھوٹا	شمع پروانی سی بس گلستان چھوٹا
جامہ کسرتن می دانی ثابت رکھا	لب می پنجہ و شستے گریبان چھوٹا
دل شگفتہ نہوا ہم ہوئی آزاد تو کیا	باغ میں پہنچی تو یہ ہم کہ زندان چھوٹا
روح جنت سی تکی چمی ن آئی شک	درتِ راجب کو ملارِ روضہ رضوان چھوٹا
غم نہیں جھکو گریبان تو مرا ہی موجود	ماہہ سی میری اگر یار کا دامن چھوٹا

دل کو ہلانی چلو گشتن جنت میں قبول
جیتی جی مٹی اگر کو چہ جانان چھوٹا

اوس نوجوان سی جام شراب کھن ملا
 میت کا غسل خانہ یا جوحہ برین
 جس ملک سی ہم آئی تھی پہنچا دیا وہیں
 اسی ہوا تھا دل طرف چشمہ دین
 با مال ناز ہوتا ہے رفتار چمن
 گیا چرخ میری وسطی کر تا ہی نعت سلا
 تھو کا لہو تو بوسہ لب یارنی دیا
 شیریں سی سرخ رو تھی ہونا ہی عشق میں
 بوسہ ہمیں وہ دیتی تھی دشنام کی صن
 بولی چلی ہی باد صبا زلف یار کے
 عارض سی پہلی آنکھ لب یار پر پڑا
 گیا ہی مقابلی سی ہوا بغب غنبل
 جنگل میں جشیون سی ہی پہلا نہ میرا دل

صد شکر سہمی ساقی پیمان شکن ملا
 پہنا نیا لباس تو سمجھا کفن ملا
 ہم خضر سمجھی شست میں جب راہزن ملا
 رستی میں ڈوب مر نکو چاہ و قن ملا
 اب خاک میں گلون کونہ اسی گلبدن ملا
 عیش و سرور چاہا تو سنج و عمن ملا
 جب لب معوی تو مجھ کو عقیق میں ملا
 خون اپنا جوی شیر میں اسی کو کھن ملا
 ڈھونڈا بہت مگر نہ ہمیں کو وہن ملا
 افسوس آج خاک میں مشک ختن ملا
 ملک حکب کی اہ میں شہر میں ملا
 عارض سی یار کے نہ گل یا سمن ملا
 آنکھ او کے یاد آئی جو کوئی ہرن ملا

آیا جو وہ سیح مرض دور ہو گیا	قوت ملی جو بوسہ سیب ذوق ملے
پہلی ہی لگتی یہ تیرک مر ملک	بنا سن پھر کیا نہ حد میں کفن ملے
ملک عدم میں آئی ہو باغ باغ دل	مدت کے بعد پھر ہین اپنا وطن ملے
تیری جفا عیان ہوئی اوسکی وفا	تل لگیا جو خاک میں کیا ای دمن ملے

حاصل کچھ غزل کی کہی سی ہو اجتول

یہ اسے حسین سے نام حسن ملے

اکدم کو قتل گہ میں وہ بی پیر ہو گیا	زن ہر ایک کشتہ شمشیر ہو گیا
گندن سا ہو گیا ہی بن داغ مس گئے	تیرا غبار و رعب مجھے اکیر ہو گیا
تصویر اپنی یار کی کہنچو اون کس سی	بجز او آپ دیکھ کی تصویر ہو گیا
مجنون وہ ہوں کہ قفس ہی اگر ہو امرید	حلقہ بگوش حلقہ زنجیر ہو گیا
باند ہی جو شست اوسنی نشانی پناز	محو جمال دین زہ گیر ہو گیا
سہ پہلی اوسکی ظلم ہو استہ ضعیف	لذات ہا شباب کہ میں پیر ہو گیا
اوسکی نگاہ چش را ناز پر پرے	تیرنگہ کی سامنی نچسپ ہو گیا

لیا میر غلی کد و تدا پرتا ہی سیتن	مرا گلی مین یار کے اکثر ہو گیا
و کیا جو سنی طائر جان ہو گیا شکار	میرنگا ہزار مجھے تیر ہو گیا
سیری سو ایکو وہ آب دیکھتا نہیں	لیا دو و آہ سہ نہ شجر ہو گیا

جو اس کو چرخ دیتا ہی وہ سر پہ قبول
برشتہ جیسی گو فلک پہ ہو گیا

شیشن ہی مجھ کو زن و دل نہ چھوڑ گیا	اگر اس دن چھو بھی تو قابل نہ چھوڑ گیا
اگر دل لیکری پڑی پڑی کڑا لیکا تو	تیرا دیوانہ امی لدا رہر گز دل نہ چھوڑ گیا
تریا چھپی چھپی جسم بیوہ کا قاتل	نہرا چھا تری گہر تک تو یہ سہل نہ چھوڑ گیا
اگر دہن پکڑنی پڑے میری ہاتھ کاٹی گا	ہو ماہو نکامیری داسن قابل نہ چھوڑ گیا
رہا دیون ہی جو عشق خط و خال دریا مجھ کو	دل پر داغ کو دغوشی اک لہ نہ چھوڑ گیا
نہیں عشق سی وقت سواری کچھ جواب کو	ہمارا یار ہر گز پردہ محسن نہ چھوڑ گیا
بھئی بھو چھو چھو گھا آسنہ کی داغ تنے	نہ میرا دل کسی معشوق کی قابل نہ چھوڑ گیا
ہو گو آتش و رفت ویران جلکی یہہ ان	علاقہ دل سی لیکن عشق کا عال نہ چھوڑ گیا

دکھا دو گی جو اک شب دی روشن بی جواب	تو پھر ہالی کی صوت سی مہ کامل چھوڑ گیا
مگر گوخم کری عشق میان زک جاناں	مگر یہ بوجہ درد و سنج کا حامل چھوڑ گیا
دہن کو تڑ ہی لب ہن پڑا یں با قوت کی گویا	لب گو کہی وصف لب سیاحل چھوڑ گیا
فقیر بانوا ہوں رحم کر جان آئی ہی لب	سوال اپنا بجز بوسہ لی سائل چھوڑ گیا
سلطانا جاں گامیدار بخون کو سحر ہوتی	نڑ پتا محکوم صبح ہجرین قاتل چھوڑ گیا
رقیب ایسا ہوں غفلت میں ست انداز	ترا دیوانہ دم بہر ہی تھی غافل چھوڑ گیا
تری یوانی قاتل ہیں قاتل ہیں وہ دیوانہ	تھی دیوانہ چھوڑ گیا مگر قاتل چھوڑ گیا
لبھی اٹھا ہی ہو گی اس صحرانوردی کے	دل گشتہ ہرگز عشق کی منزل چھوڑ گیا
جسی دیکھا وہ پیر عشق میں بیدل نظر آیا	تو امی لبرانی میں کسی دل چھوڑ گیا
شہادت کے سعادت سے مجھی دم کٹی گیا	کہ مجھ پر ماتہ کوئی تیغ کا قاتل چھوڑ گیا

قبول اب صبر کر گو مشکون میں صبر کل ہی

علی مشکلاں تیری کوئی شکل چھوڑ گیا

تیرا در فیض جو وا ہو گیا

در کا گداعتدہ کشا ہو گیا

بستہ میں ای زلفِ رسا ہو گیا	بیچ ترا محب کو بلا ہو گیا
جہنم جو سلطانِ نبی کی نگاہ	حسن کا تیری وہ گدا ہو گیا
مہرِ نیا خسرو زینِ کلاہ	تاجِ پتیری جو فدا ہو گیا
سبزۂ رخِ یاد جو آیا ترا	دل کا ہر اک زخمِ ہر ہو گیا
جب شبِ فرقت میں اُٹھا ووداہ	بدرِ حسان تاب تو ہو گیا
جان گئی غمِ سی رہائی سے	دروہیِ آخر کو دوا ہو گیا
نالہ بلبِ لابی دکھایا اثر	باغ سے صیاد ہو ہو گیا
دل میں جو جہان وہ میچا ہوا	دروِ جگر اور سو ہو گیا
ناز جو دیکھا تو کیا جی نیاز	تنے او کی مین او ہو گیا
باغ میں آیا جو مرا حبابہ زیب	گل کا گریبان قبا ہو گیا
خط کا نہ پہنچا یا جواب تک جواب	گیا سنجے ای باد صبا ہو گیا
آنکھ تری دل کو ہوئی جامِ زہر	خالِ مگر حبِ شفا ہو گیا
پس چکی گندم صفتِ چرخ ہم	مطلبِ دلِ اب تو روا ہو گیا

تیر سی تیری پہ کیا کسٹرس	جسم آخر کو بدلا ہو گیا
تیری رضامیری قضائین جو ہے	وردِ رضینا بقضا ہو گیا
زلف سی مٹی لگی تشبیہ اویسے	سنبل چیدہ رسا ہو گیا
دشت میں اڑاڑ کی چہین کیون نہ	جذبے میں کاہرا ہو گیا
ہنسکی مری اشک کو دیکھا جو میں	ریشک و ریش ہوا ہو گیا
کیون نہ ولی عہد ہو تال مند	شیفۃ آل عبا ہو گیا

تو نی وہ کی مہر کہ تیرا قبول

تجربہ دل و جان سی مندا ہو گیا

افشان کا درہ چٹکی جوا سی مہربان گرا	محفل میں غل اٹھایا یہ ستار کہاں گرا
چاہی جو تو کہ پہر نہ اٹھائی کہی بھیجے	تو آستانِ یار پر امی آستان گرا
اشکون نی زیر بار توجہ بھیجی کیسا	آخر اینہن کی موجوں سی مہر مکان گرا
کیا رعب خوشقدی ہی جو آیا و شاہن	بالا سی خاک سروچہن کا نشان گرا
یوسف کو دیکھتی ہی مٹی ہی سب ایر عشق	نکلا جو وہ تو چاہ میں خود کاروان گرا

وہ رحمہاں میں کہ مریں دل میں فغا	ورد اٹھ کھڑا ہو جو کوئی ناتوان گرا
اللہ می چشم مست کہ دیکھا جو یار نے	بالائی خاک چھوم کی پیرمغان گرا
گالی کا ہی یقین جو بوسی کا ہو سوال	رتبی سی میسے مجبوزہ تو ای بان گرا
بھر خدایا میں کر عام سیر باغ	دیو از پیچی سی اب ای باغبان گرا
اسی ترک چشم الحذر اسی مردم الا مان	تیر مڑہ سی خاک کیک کیا جان گرا
الفت کا اعتبار نہو جان بھی جو دو	تس بدگمان پر یہہ دل بدگمان گرا
بیوہ عشق سی ہن پر اتنی حواس ہن	قدمون پہ تیری سر کی ہل ایجان گرا
رونی میں اوس سی پوچھا جو امید رحم پر	لخت جگر گراؤن تو بولا کہ مان گرا
نرگس ہو گیا یرقان دیکھ کر تجھے	کاسی میں اوسکی رنگ رخ زعفران گرا
چشم مین کا ہوا عاشق دل تو	تس ناتوان سی یہہ مرا پھلوان گرا
خسار اوسکی دیکھ لی کیوں کر رہا ثبات	پیر نہ قطب کی ہل ای منہ قدان گرا
اسی چشم تیری عشق میں بل میں سیکڑون	لیٹا تو ی زمین پر ای ناتوان گرا
اوس ماہہ جازیب پہ جسم نگاہ کے	ماہ آسمان سی ہشکی برنگ کتان گرا

جنتکے ان بونے آدمی الفت میں زندہ ہوں	محشر میں پہنچا ہوں گاتھک کہ جہان گرا
چکھائے تانی اوسکو سعادت سمجھ کی یا	مہنہ سی جو تیری سگ کی مرستہ ان گرا
لیجو خبر میری دل آگاہ کی کوئے	غل ہی فن میں آج کوئی غیب ان گرا
لوچی سی اپنی اب بھی نکلوانے تو مجھے	اٹھنا محال ہی جو ترانا تو ان گرا
میرا دل برشتہ غم بار کھا گیا	لیا ہی کباب سوختہ پر مچھن گرا
رونی پٹیلو پٹیلو یہ میرا سوال ہے	دل تو زمین پر نہیں ایسی زمان گرا
پہلو سی سی جب بُت سنگدل اٹھا	دل پر غم فراق کا کوہِ گراں گرا
حور و نی دیکھا جب خمی ش قد کو باغ	سبکے نظر سی طوبی باغِ جنان گرا
عارض سی ل نخل کی فن میں ہوا سیر	آیا تھا کس حکیم سی یہ و خستہ کہاں گرا
قامت پر اک نگاہِ موزن جو پڑ گئے	قد قام کھکی سجدی کو وقتِ اذان گرا

اوس گل سی چوٹیا بھی یاد آیا ای قبول

جس وقت شاخ سی کوئی برگِ خزان گرا

سب عضو تیری خوب مگر تو نہیں اچھا

لبِ حُسن میں تو ای بُت بد خو نہیں اچھا

میخچ بے خچ من بت محرومنین چہا
 خود چاند ہی راغ اپنا مگر کھو دیا ہے
 وہ آپ لرزتا ہی تو تہہ آتا ہی سایہ
 لوصاف سنو کہستی ہن ہم ہو کے مگر
 ہو جلد بدل خط سپید کرے
 وہ زیر نظر ہی یہ تہہ سر نہین اسی جان
 قمری فی لب نہراوسی کہا تو صدای
 دیکھا جو تہی پہ نظر آئی نہ کوئی شے
 اسی تنگ گل اوسکی رخ رنگین سی نہ ملنا
 عشق کیریا رکاجدن سی مرض ہے
 میں ناکہ کنان معن ہا وہین گانا ہی یہ گویا
 گہنی لگی ہوا کہ وہ دم نزع لگا کر
 رخ شمس می ہرگز نہین چہی سحر عید

گہتا ہی وہ بد ذات بھی تو نہین چہا
 اسو طلی کہتا ہوں وہ محرومنین چہا
 قامت سے تری سرو لب جو نہین چہا
 آئینی سے آئینہ زانو نہین چہا
 کالا ہی شب ہجر کا گیسو نہین چہا
 رخ خوب سے تیرا میں انا تو نہین چہا
 اب سرو چین کا قد دل جو نہین چہا
 اسی چشم نمون ساز یہ دو نہین چہا
 اوس نچ کا کہی سنا اسی بوہین چہا
 درود دل مضطر کسی پہلو نہین چہا
 گہنی ہن برا حلق ہی تالو نہین چہا
 آواز بری آتی ہی گہنکر وہین چہا
 گیسو سی شب عید کا گیسو نہین چہا

خدا و ملک کو ہر شیریں کو چڑھا دے	اولٹا ترابہنا کہی ای جو نہیں چہا
برباو کی جانہ مری روح بدن سے	ای بخت گیسوی سن یو نہیں چہا
وہ اوٹھ کی چلا تو نہ اوسی وک سکی ہم	اتنا ہی نہو ل پہ جو قابو نہیں چہا
گروں میں بیچ یا انہیں اکدن دکھا نکھہ	وحشت جسی ایسی ہو وہ آہو نہیں چہا
زندوں پہی ای شیخ سمجھنے اوسی کا	جسکی ہی صفت رحم وہ کیسو نہیں چہا
تم آئینہ دیکھو بھی وئی ہو زیارت	یہہ جلو وئی کا کہی کیسو نہیں چہا

خالی تو نہ کہہ جام قبول اب کہ ہوں گریان

ہر ساغر چشم اشک سے مملو نہیں چہا

مشہور و امق الفت عذرا سی ہو گیا	مجنون کا شجرہ خلق میں لیلی سی ہو گیا
تیرا کیا تو غرق رہا عاشق امی سنم	ڈوبا تو پار عشق کی دریا سی ہو گیا
شبم کو گل پر آئینہ پاکیا خیال	میرا گدڑ جو باغ میں صحر اسی ہو گیا
برحق ہو ہی ہی خلقت الفت لشکر کی ساتھ	آدم کو عشق حضرت حوا سی ہو گیا
وحشی تر جو چاک لگا کرنی ضعف میں	دامن دراز دامن صحر اسی ہو گیا

مچکونہ آج وعدہ فردا سی سچ دی	غافل کر تو صد نہ فردا سی ہو گیا
اوس کی بہنہ چڑھا تو گراسر کی پہل قیب	تحت السراوہ آپ نر یا سی ہو گیا
سُرخ جام می سی اور ہو اسرُخ یار کا	مینای سُرُخ سونی پہ صہبا ہو گیا
لایا جو یار طوق تو خوش ہو کی مین مین	ایسا جھکا کہ طوق سر پاسبی ہو گیا
اوستاد کو دیا کیا وہ عشق کا سبق	بالا وہ درس دینی مین تلا ہو گیا
جہیز نہ کام و سل کا سر کاٹ کر کھا	لی کام آب تیغ سی امی سپاہی ہو گیا
فریاد روز واد ہی سستا نہیں مر	نازک ہی کروہ شکر غوغا سی ہو گیا
پوچھا ترا دین ہی تو آئی صد الا	اثبات ایجابات مین اس لاسی ہو گیا

عزالت گزین بقول می بزم قص سی

سازاب صد شہر غفاسی ہو گیا

جی اٹھا مین تری در پر جو بن از آیا	اپنی گھر آیا تو پیر مردی کا مرو آیا
سوہ یوسف اگر بعد زلجن آیا	عشق لی پہلی پڑھا رکھا تھا آیا
مچھلی تن بلا جانا اوسی وحشت مین	جس جگہ باد یہ عشق مین سایا آیا

واپس ہوتا ہی خلاق کہلا یہ عفتہ
 دل صا اپنا پہنسا انکی مکڑ میں جسم
 ابتدا عشق کی ہی چھوٹ نہ جانا اسی
 وصل کی شب میں جلا رہیں کہکڑو جھی
 اپنی چو نرلی سی آپ جو نیچے آئے
 رزمیخانی میں بی سی جوڑی میں تیں
 سٹل ہوا ڈھونڈتی ہی ڈھونڈتی اسی ہر جا
 یار کہتا ہی کچھ شر کی دن بچ کیا
 ابتو ہنسی کی بھی قابل نہیں وحشیہ
 نشہ دولت ہی کھاتا ہی دولت غافل
 گل ملی پاؤں ملی ذبح کیا بلسل کو
 لہجہ کچھ کہتا ہی اعظ کہی کچھ کہتا
 میری نالوت ہوئی اپنی پر اسی نالان

جب تصور میری آنکھوں میں مکر کا آیا
 بولی حیرت کے کہ کوبال میں شیشا آیا
 انتھا جکٹے پاؤں گناہ صحر آیا
 آرمیاں کیوں نہ کروں سم سہرا آیا
 ہم مرلیوں نی صدا دی وہ سچا آیا
 ساقی عربدہ جو کچھ انہیں بہکا آیا
 پاؤں توڑی جو میری ماتہ تری کیا آیا
 تیری لب پر جو کہی خون کا دعو آیا
 اپنی اوپر جو ہنسائیں بھی رونا آیا
 ہی وہ مسک جی ملت کا نہ نشا آیا
 لیسے سفاک پہ تو ای دل شیدا آیا
 وہ سنم کبھی میں جا کر اوسی بہکا آیا
 ہنسی آیا تہا ریت اوسکو ہی رونا آیا

آج محفل میں می کر نہ وہ گرم ہوا
 لیا ساقی بھٹی بھٹی ندنی مال ہو کر
 عشق کو داغِ غنٹ لگتا ہی بدای کا
 ابرو کیسے خط دیکھہ لون امی صحفِ رُ
 جل گئی بہ گئی گل ہو گئی امی تشو
 یادِ انجامِ شب وصل جو آیا او سکو
 چاک ہو کر شبِ قَت میں نہیں بخلا دل
 غیرِ مگان کہی ابرو کا نہ زخمی ہوا دل
 امی صنم تو بہنی غماز کی سُن حق میں ی
 دیکھا دریا کو جو قَت میں تو قطرہ نکلا
 صفِ تر گانگی پہ پہوسی ہی چشمکِ تری
 خوفِ بنچو کو کہاں لپٹو نگاہیں اوس کو
 وصلِ ہر عقیقِ شک میں عینِ عیا

آگ کیسی کوئی خود یار کو بھر کا آیا
 تہ پیسنا ی ل اگر دل مینا آیا
 دل ہی خود آگ بولا جد ہر آیا آیا
 حفظ ہو جای مسلمان کو آیا آیا
 نورِ کال سی تری شمع کو ٹوٹا آیا
 میری مہنی پہ مری موت کو ونا آیا
 لہ بہ زلفِ شب و سحر کا شانا آیا
 تیری تیغ کی زد پر نہ شانا آیا
 اپنی ناصح کو یہ دیوانہ تو سمجھا آیا
 پہر ہی قطرہ نظر صوتِ وریا آیا
 ہبیری کی تو اہی تیر کا وستا آیا
 میری صحت کی لپی موسمِ سوا آیا
 تپ مری اتری رقیبو نکلو پسنا آیا

حسن جیسا ہو ہی ہی تہی منزل ای دل	عشق صحرای می سی پہ پہا آیا
دیکھنا زخم جگر کی مری دامن داری	دامن خشر کا ہی تھیک نہ پہا آیا
چاہو کبغان سی ہو جبکہ عروجِ مصر	عشق چلا یا زین کو وہ آیا آیا
صفرِ سیمین پڑ سیمین یوسف میں جو اکہ	یا دوا سوقت دُرِ لیک لیا آیا
سینی حمام میں یان جو اوہین دیکھ لیا	گرم لسی ہو می مہیپ کمر پنا آیا

ہو ادویان ہی شعراشی کہی تو فی قبول
 سچ جو کہو اتو کہوں شعر نہ کہنا آیا

تیا کہوں کیا کیا بچا چکل میں لیا جل گیا	آہ سوزان سی می صحر کا صحر اجل گیا
شام سی روشن ہوا تہا سیرین داغ ہجر یار	صبح تک میں شمع کی صوت سرا اجل گیا
دشت پمائی میں گہ می کھل گئی ابریکے	کانٹا چھالی سی طلائ کا نٹی سی چھا لاجل گیا
آرمیاں دیکھیں تھنڈا ہو کلیجا اسی سہم	سر مہری سی تہی اب دل ہمار اجل گیا
پرتو فلک عکس انجی رشتہ پتیرا ہوا	شیل نیشہ آتش شیشہ سرا اجل گیا
ساقیا ہین ونب کے کظرون مانند قریب	شیشی کو جب تھنہ لگایا جام صہا جل گیا

سیر حلی پر کہیں دو ستون فی کوثر	سیر سب ویکہا کیتی اور حلی والی اہل گیا
کان آتش کان میں تیری گرا سی شمع	کوسی بالی جل گئی بالی سی بند اہل گیا
ہجر کی آہوں میں جو لقمہ مری منہ میں پڑا	منہ نوالی سی جلا منہ سی نوالہ اہل گیا
تہو واجب غول اوں میں دین فی صلی	بیمنی پھینکتی کہی او سپر کر تار اہل گیا
ہجر میں چکاران میں اشک کی قطری نہیں	جل کی پروا آنکھ کا دہن قبا کا جل گیا
آپ جل جا پر گزند ہی نہیں ہسانی کو	درمیان اتنی نہ کر اول کھجبا جل گیا
دولت سی تہا تیرا فیض تشن	سر پہ اکرامی پری سایا ہما کا جل گیا
نور افشان کا تو رتبہ ہی بلند ای ہر د	شب کو جب پاؤں چکی ہرستا جل گیا
سو کہا کتب دل سخت پنا فکر شرع میں	ارمی مضمون سی پتہ کا شہرا جل گیا
زندہ رکھتا حق فی تاد و بحر کی کیا ہون	پہ عصا لایہ آیا پہلی ست سیا جل گیا
داع سود اس قدر چمکا سر پر شور میں	آتش خجالت سی طالع کا ستار جل گیا
بادہ تشن ساقیا اور اک تیرا دست	سرخ بینی کی طرح سی جام وینا جل گیا
دو آہوں میں اثر تہا اک کا اسی شمع	جل گیا جب سے پڑا الفت سی پالا جل گیا

<p>میت ہندو کی صوت ہو کی ٹہنڈا جل گیا صوت سرچرخا نخل طوبا جل گیا ہی تعجب گہرچا اسب با گھر کا جل گیا</p>	<p>زندگی میں مل بیتا مر کی وقت میں جیا تیری عشق قدین جبٹن نی کہنچی کو کر کم دل میں بہر کا شعلہ عشق اوجلی صبر قرار</p>
<p>سخت بد شئی ہی حسد حاید نہ ہونا امی مقول فائدہ جسکا سنا ناحق دل او کا جل گیا</p>	
<p>اپنی کوچی میں بھی یارنی گاڑا ہوتا اوسنی یوسف کے گریبان کو پھاڑا ہوتا ایک نقشہ تو کسی روز بگاڑا ہوتا الف زکو اگر دل میں نہ گاڑا ہوتا دل نہ کس حسنی یون کا اکھاڑا ہوتا اسی جوان نیزی کو تو نی بین گارا ہوتا تیری سیکل کا مری پاس ج ناڑا ہوتا ای پی یو کو میدان میں پھپھٹا ہوتا</p>	<p>جیتی جی مجھسی اگر دل نہ اکھاڑا ہوتا شکل عاشق اوسی کر ناتھار لینا چو کے صوتیچن کی سب کھین پر امی چرخ بخیل سرہ چڑھتا نہ خزانہ تری پہری فارو حسن کی پیچ بھی عشق نی تعلیم کیے دل سامید کہاں بانگنی ترکان دراز پہانسی دیا کہ گلگیر ہی رشتہ عشق حسن کم زور نہوتا تو قوی ہوتا عشق</p>

<p> داغ دل صاف نہ ہوتی تو نہ ہوتی ای یار آہ نائیر کہانی تو جلاتا میں دشت اقلش بھر میں جل جل کی کھا کر تا ہوں گالیان ہی کی مری دل کی کدور کیے قرصِ نور تو ہی مہر مگر بہا ہی کو عید کو تیری کمری جو لپٹی وہ ضعیف گر دیکھا خاک ہی لاکھوں دل عاشق جھڑتے صدقی کر کر کی اڑا دیتا تیری اوپر سے سیکڑوں غمضیا میں کیابی پر وبال دل سبب عشق کا ہو جا کی ٹہرنا خفیف اب تم اپنا ہی تصویر نہیں بسنی دیتے وصل پر اوسم تن شعلہ کی جرات کرتا میرا قد و دم طاکوس سی جھاڑا ہوتا ٹیسی لستی کسی جنگل کو اُجھاڑا ہوتا اک کا وصل تھا قسمت میں تو جاڑا ہوتا طہر صفا ہوتا جو متنی بھی جھاڑا ہوتا دامنِ سج قیامت کے کو چھاڑا ہوتا بال کی طرح رقیبون کو اکھاڑا ہوتا ناز سی امن اگر یار نی جھاڑا ہوتا لاکھ پر یون کامری گرد جو ہاڑا ہوتا چھوڑ کر حرفوں کو خط آپ نی پہاڑا ہوتا بیت ابرو کی جو میزان میں تاڑا ہوتا یون تو معمورہ دل کو نہ اُجاڑا ہوتا ہوتا میں خاکِ سیہ جل کی جو جاڑا ہوتا </p>	<p> داغ دل صاف نہ ہوتی تو نہ ہوتی ای یار آہ نائیر کہانی تو جلاتا میں دشت اقلش بھر میں جل جل کی کھا کر تا ہوں گالیان ہی کی مری دل کی کدور کیے قرصِ نور تو ہی مہر مگر بہا ہی کو عید کو تیری کمری جو لپٹی وہ ضعیف گر دیکھا خاک ہی لاکھوں دل عاشق جھڑتے صدقی کر کر کی اڑا دیتا تیری اوپر سے سیکڑوں غمضیا میں کیابی پر وبال دل سبب عشق کا ہو جا کی ٹہرنا خفیف اب تم اپنا ہی تصویر نہیں بسنی دیتے وصل پر اوسم تن شعلہ کی جرات کرتا </p>
---	--

ای قبول آج اگر ہوئی طبعیت حاضر

	گوہ تیری تہی زمین اور لستا رہوتا	
<p>دوستی تہی جو وہ دشمن بھی ہمارا ہوتا عرش پر گر مری طالع کا ستارا ہوتا سجد میں تو نی جو مجنون کو پکارا ہوتا زلف مشکین سی بھی باندہ کی مارا ہوتا جان ہم دیتی مگر دل کونہ مارا ہوتا تیری آنکھوں کی طرف سبکا اشارا ہوتا شمع خورشید سی کا جل کہی پارا ہوتا آئی سو ایک جو دشمن کو پکارا ہوتا</p>		<p>غم سی چھٹ جاتی جو سرتن سی اتارا ہوتا چرخِ اول سی یادہ کہیں گردش تہی آئی لبتیک کی آواز ضرور اسی عاشقِ رخ کی لپی تم بہہ چاتی اندھیر ضعفِ دل سی کہی نہ ہوئی گرمی عشق آہو و لہنی جو کوئی پوچھا کس ہی عشق آنکھ میں دیتی وہ عیسیٰ بی، تہیلی میں اگر دی صدا لاکھ کو کھلانے لگا ایک ہی دو</p>
	<p>اس طرح آتشِ فرقت میں مڑتا نہ مڑتا دل کی بدلی جو مری سینی میں پارا ہوتا</p>	
<p>ٹھو یا تھا ہکو حسنی اوسی سہنی کہو دیا جسپر کھدا تھا نام وہ خاتمِ نی کہو دیا</p>		<p>غم کا مکان سنیہ غم نی کہو دیا لی حلقہ دہن نی نہ قدرِ نگینِ دل</p>

اللہ ہی نخل نام سب ہو گا مٹا دیا
 دل دسی کی ہم اوس آفت جان ہوئی تھی شاہ
 نوہ جوش ہجرین نہ رہا مجھ ضعیف کا
 نشتر کی آب بھج گئی ہی خون گرم سے
 نالی کی ہی ہزار مال بھاری
 پیری میں خاکساروں کا تہہ ہو اید
 پہاڑ اتر گیا لکھنے داغ دل سی آج
 ہم ہو گئی گناہ سی جنت کی سختی
 ہر سبج جستجو میں جوڑتی ہی باغ سی
 پیچیدگیوں سی مشابہہ جو تھا تری
 اسی بُت جو اس باجہ سارا جہاں
 دل شیر سی ساتی گل نام کو دیا
 احباب کی فراق میں سینہ کٹا کیا

عالم کو نیض جو دین جان تم نے کہو دیا
 غم کا مکان کم ہی اب اس غمی کہو دیا
 سارا بخار عشق تپ غم نے کہو دیا
 ہیبت اوسکی دم کو مری م نے کہو دیا
 بلبل کا عیش گریہ شبنم نے کہو دیا
 اوس کشتی کی عیب کو اس خم نے کہو دیا
 غم ہی کہ در در زخم کو مرہم نے کہو دیا
 تڑپنی کو نار حبس نم نے کہو دیا
 جس شک آفتاب کو شبنم نے کہو دیا
 لیا گیسو دراز کو پرچم نے کہو دیا
 عالم کو تیری حسن کی عالم نے کہو دیا
 جامِ جانِ ناکو یہاں جہم نے کہو دیا
 ہیبت کیا کیوں نہ ماہتہ کو ماتم نے کہو دیا

یسا مثبت اذکار ہی مار نہا	سیم دہن کمر کا الف ہمہنی کہو دیا
ابلیس کی فریب میں آئی ہزار حیف	اکدم میں بلغ خلد کو آدم نی کہو دیا
دل بیوفا صنم کو دیارِ وحِ پاک نے	یا ماہتہ سییح کو مریم نی کہو دیا
ہنگیا کو دیکھ کر ہو ہی جنونِ رقیب	ماحرمون کو یار کی محرم نی کہو دیا
کہتا ہی شکوہ تلفِ دل میں وہ صنم	تو کیا کر گیا دل کو تری ہمہنی کہو دیا
جلتا رہا رقیبوں سی میں کو می یار میں	لطفِ بہشت ماہِ جہنم نی کہو دیا
وکیا اوستی پیر نہ لطفِ شتیق	جو زخم میں مزا تھا وہ مرسم نی کہو دیا
دل تہا کجی پہی گیا پاس یار کے	گیا غم ہی قلب کے اگر سمنے کہو دیا
عالم کو دیکھا خالق عالم کو بھول کر	جامِ خدا نما کو کھانِ جم نی کہو دیا
سرکش چہان کی ہوئی سب کے سرنگون	عالم سی فتنہ فتنہ عالم نی کہو دیا

دل کہول کر امام کو ہم وئی ای قبول

غم سال بہر کا ماہِ محترم نی کہو دیا

تیر سینی پہ لگانی جو وہ قاتل آیا	دل در توڑ کی سینی کو قاتل آیا
----------------------------------	-------------------------------

سہمی کہنچکی تلوار جو تامل آیا	سہمی جانا کہیں اب جان کنی دل آیا
سب جگر ہو کی ہوا شکون کی شال آیا	بی کلیجی ہو بھی سہم جب کسی کہیں دل آیا
گوں کوں کی تری نور کا سال آیا	مصر ہی جام بھنا ہی منہ کا دل آیا
اکی رو یا میں دولا یا بھی بوسہ نہ دیا	خواب غفلت میں ہی آیا تو نہ غافل آیا
تیری کوچی میں تھی دیکھی سمجھا ہی تین	آج جنت میں نظر حور شمسال آیا
نخت خوابیدہ مری جاگ اٹھی سو گئی	اپنی یوسف کے بھی چاہ تھی سول آیا
پاس پہنچا تو کیا حسرت و صلت نے ہلاک	غرق میں ہو گیا جسد ملبس حل آیا
سہمی دل کو تپِ فرقت میں کیا تھی پہنچ	ای طیب اکو تو سمجھا مرضِ دل آیا
تیری آنی کی خبر باغ میں ای گل جو اڑی	دل بھی اڑتا ہو اہم سرہ عناد آیا
عشق پیکل کا تری عاشق کیسو کو ہوا	طوق پہنا یہہ گرفتار سلاسل آیا
محنتِ باد صبا ہو گئی برباد افسوس	اڑ کی چہری پہ تری پردہ محمل آیا
قاتلا تلو و نسی تل انکھیں کہ حسرت نکلی	تیری قدموں پہ طپان ہو کی بسمل آیا
دیکھلی توی کتابی میں جو سطر ابرو	عالموں نی ہی کہا مطلبِ کل آیا

تیری جانی کا غم آنی کی خوشی سی ہی سوا	دم مر کی سینی میں آیا تو بہ مشکل آیا
ایک صوت پہ فلک کی پہن پہن پاشند	ماہ ناقص نظر آیا کہی کامل آیا
بیشی ہی بھر شفاعت اوسے آتی دیکھا	اٹھی کہتی ہوئی عیسے کو قائل آیا
تو تہوں کی جو پرش میں مشغول اولیٰ	ہین معبود حقیقی کا ہے قائل آیا
دور سی تجھ کو آتی ہوئی دیکھا اسی جان	روح مجھ کو صدادی وہ ترادل آیا
شکر حسن کی ادا سی ای مایہ ناز	گشودل پشہ عشق جبریٰ پل آیا
مشل عشق ہی ہر ہفتہ ہستی میں	میں ازل ہی سی تر جمی سن پائل آیا
میں ہنجو ہون کہ بجبے میں بوہا ہی گذر	خود پکارا اٹھتا ہی مجھ کو کہ وہ جاہل آیا
طبع ناساز ہی سبکی تو مطرب نالان	تو جو محفل میں نہ ای رونق محفل آیا
آفتابِ زحل اکجا پہن پہ سبھا میں	تیری حسرت کی اوپر جو نظر مل آیا
تجھ کو منظور تھا چہرہ گلگون دیکھے	منہ سے ہوئی خود آئینہ مقابل آیا
قوسِ ابر کی زیارت کا رہنما شتاف	ماہِ نو قوس میں طلی کر کی سنازل آیا
زاد عشق میں ہی طمع جان نون پر	نظر آیا نہیں تجھ کو چہ بازل آیا

مصحف کی زیارت کو جہان اُٹھا ہے	ہو نظر کا تری گردن میں حائل آیا
خال کی عشق میں کیا شعلہ حسار کا ڈر	سنہ جلا دینی کو کافی نہیں منسل آیا

گنتی ناسخ تو عدم میں شعر ابولی قبول
ہم میں سرفستہ را بابِ فضائل آیا

د رازی او سمیناں ہی ہر حائل پڑتا	جو کہتا زلف کو سنبل تو اور بل پڑتا
نہ کہا ہاتھ جگر پر تو تہنی خوب کیا	دھڑک جو مٹتی کلجی کی دل او چہل پڑتا
جو امی سحر سواری تری او دہر جاتے	تو دیکھنی کو فرنگے محل نکل پڑتا
جو سنگدل کی محبت ہوتی امی فرما	تو تیری جان کی چھی نہ یوں چل پڑتا
شبِ فراق میں آتی مری خبر کو اگر	تو ہاتھ جوڑ کی میں پاؤں امی اہل پڑتا
نہینچ زلف سی سنبل میں ہیں نہی ہر دراز	جو کہتا زلف اوسی دو طرح کا بل پڑتا
خللِ دماغ میں آتا تو ہوتی نعرہ ہو	اُسی طرح نہ مری بات میں خلل پڑتا
ضعیف جان کا حق بھی نہ فرج کیا	وہ قص تجکو دکھاتا کہ تو چہل پڑتا
وہ تیرہ بخت ہوں کہ تابو غم ہی تو پس فرج	سیاہ سُر می سہی ہر اک اس شک پڑتا

<p> رقیب پڑتا اگر زیر سایہ دیوار سفر کو وہ جو چلی دل بھی گیا ہوا تری ہی سہی سہی ممکن نہ تہا رہا ہونا وہ کہتا ہی یٰ سن شکی نہ اس کا بلند چمن ہی جوش گل میں جگمگی شکر کیا کند آئینہ رخ جو دیکھنی آتا جو سیر کو چہ لب و لہجہ دکھانی لیجاتا تماشا دیکھتا گریہ اشک کا طفل دکھاتا شکل تو باسکتا پر کیا نہ حسین </p>	<p> اٹھاتا میں اسی جانان وہ بی محل پڑتا جو کتنی اسی ہم تو خبر گل پڑتا جو ہاتھ بڑی کی یہ پاؤں ای محل پڑتا گل آلی تجھ کو جو ماند اتو آج گل پڑتا جو رہتی چین نہ نالوں سی آج گل پڑتا نگہ کا پاؤں نہ جستا کہی ہل پڑتا یقین ہی دل نالان وہین محل پڑتا نہ ٹیلیون کو مری چین ایک پل پڑتا یہ دیدہ ہی چہ سیماں ابل پڑتا </p>
---	--

بقول اسکی جو چھی نہ ہوتا سرگردن

تو ہر مرگ تری پیچھے ای ابل پڑتا

<p> صاف کر رنگ دوی سی آئینہ ادراک کا ہنی ہوان گردن گردان آہ آتشاک کا </p>	<p> ہی اگر نہ نظر نثارہ حسن پاک کا جو ستارہ ہی شہر ہی شعلہ ادراک کا </p>
--	---

صوتِ غم پارسے دیکھی نہ کیوں کر ہر شہر
 مست ہونِ خیالِ سیکے یا دینِ آہون
 پاکِ زہِ بیاکِ رہِ امی ل فانی اللہ ہو
 تو جوشی سی دین کی دیکھا پانی جسی ستم
 اس سی چھا لاکر مین اور س سی دلِ نیم
 صوتِ قابلِ نظر آتی ہر اک تلوار مین
 احتیاجِ بادۂ انگور اوسی کیا ساقا
 رشک سے سب چہر ہی پی لگی اسی شہسوار
 دامنِ محشر ہی تسکین بخش ہون ممکن نہیں
 دشتِ مین ہی ل نہ پہلا ہونئی خوش
 نعمتیں لاکھوں طرح کی کہانیں پریری کہان
 بالِ ہم درخفت کا سمجھی اسی تہنہ و
 اپنی کیا دامن کی محبت ہی جان اڑو گیا

دیکھنی والا ہی وہ تہنہ افلاک کا
 نقشہ کم ہوتا نہیں دم بہر بھی اس تریاک کا
 پاکباز و نکی لپی ہی عشقِ حسنِ پاک کا
 دائۂ دُربار لائی گا شجرِ مسواک کا
 کان کی موتی سی ہی بالائی سیکاناک کا
 تیغِ جسکا نام ہی جو ہر اوس سفاک کا
 مست کر دیتا ہو جس نازک کو سایہ تاک کا
 ہی ہر اک مذبح تیری بشتِ فراق کا
 ایک چھا لاکھو گا اس مٹی لِ صیحاک کا
 اک مجھو لگے کھنکھل جو پہلا ڈھاک کا
 سب حیلوں کا دین گو یاد مین خیال کا
 دانت مین تیری جو ریشہ رگیا مسواک کا
 دشت کیون شتاق ہی تیری گیارہ چاک کا

جامِ پی کو چڑھی مٹی جو چھہ گشتہ کی	ای پری رو پہ گیا سر پہ پی پرتی چاک کا
اس طرح ای گل تری چمی بن پرین عشق ^{شعب}	جیسی ہوا بار گلشن میں خس و خاشاک کا
سپل جسم باری کی می سونگھنی کو وہ اگر	شک ترسی کیسہ میں بہرون ابھی لاک کا
کاسہ حرب بسم تو سن سی ٹوٹا می سوا	رتبہ معراج یاد آیا بھی فستہ اک کا
غول مار خمی فکے جیسا قدم کہتا بن	سہنی والا ہون میں اوس صحرا می خشت کا
ٹیا مقام باک عاشق کو جو پوشیدہ کرو	و اعطا ہی عشق مجھ کو اک بت بی باک کا

تیرتی دیکھا جو بحرِ غم میں مجھ کو ای قتل

ہنسکی وہ بولا کہ دل دریا ہی اس تیراک کا

سوال بوسہ لب مہنی جب ہن سی نکالا	تو اوسنی ہو کی خفا ہو کونجمن سی نکالا
گوئین میں دُوب کی جانِ عزیز دنگی ہم ہی	جو تو نی یوسفِ دل کو چہر قن سی نکالا
گلگون کی زد می سُخ دیکھا ہوانہ گورا	خران کی پہلی ہوانی ہمیں چمن سی نکالا
حلب سی آئینہ حیرن ہو کی چہری سی نکالا	ہرن کو زلف نی خوشی کیا خشن سی نکالا
بہلا یا یار نی مجھ کو میں اوسکی یاد نہ بھولا	رہا وہ دل میں بھی گو کہ انجمن سی نکالا

<p>سمٹ کی بے ہی میری مثال نقطہ موم جو وقت خندہ نی اوسنی اپنی وانت نکالا بزنک غنچہ جوس گل کی عشق میں ہوئی دل تنگ لحد پڑتہ جو ہن اوسنی بہر فاختہ رکھا شرپ کی مین اوسنی چلا یا جب ان مو اثرک ستارہ شب تار یک نور عشق سی پہ کنارہ کش وہ قینو کی حلقی سی ہوا از خود اگرچہ جامی سی باہر سی ہی آپ زنجیا</p>	<p>دلیان تنگ کلاچہ صف جہن نکالا تو آب و تاب کو فوراً اور عدن سی نکالا ہو امی شست جنون نی ہین چین سی نکالا لحدین ہمینی دین ماہتہ کو کفن سی نکالا پر ایک تیرہ اوسنی مری بن سی نکالا ہماری گل کو عبث زلف شکن سی نکالا ہماری چاند کو اندنی گہن سی نکالا نشانی عشق کی یوسف کو بھی طعن نکالا</p>
--	--

سخن دہن سی نکلنی مین سقم ہوتی ہی صلت

قبول ہو کی خموش اب ہن سخن سی نکالا

<p>غم کی بدلی صبح ہوئی زہر کھانا خوب تھا رویا کرتی اور ہی محبوب کا ہم لکھی نام تیرم زگان ہی ڈالتی ہو سی سنی کو کیا</p>	<p>جان کا ایجان صلت ہی مین جانا خوب تھا شاید آتی تم سزا دینی بہا نا خوب تھا پاس اگر ہوتا مری دل نشا نا خوب تھا</p>
--	--

تیغ ابروسی ہمیں مارا یہ کیا اندھیری
 جانہ صد چاک اوتر وا کر فن محک دیا
 ختم اوس محبوب پر سری ہو اُحسین
 عقل کو کہو ہی ہر دان کی اگی جنوں
 رشتہ الفت میں اپنی کیون کہیں چاد ل
 عشق میں صبح بھر پر کی کیا پل ل گیا
 عہد بقی میں در انداز کی تم ستمی نہ ہی
 و امی نامی کہ بعد عاشقی ثابت ہوا
 اب کہاں پاؤ گی میری طائر دل شکا
 دانت برق اودی ہری بر این زم ہی
 ہتی کش مشوق عیشاق کی کوشش کی
 ٹوڑا لا قدر کچھ مٹی نہ کی ای ہمار
 زور کو باز و نگہ کو آنکھ بھر عشق د

زلف کی مجھوس کھپانسی چڑیا ناخوب تھا
 لیون بدلوایا وہی عشق کا ناخوب تھا
 لاکھ یوسف سے دو چندان دیکھا ناخوب تھا
 پر ہمار قول ہی بھلول و ناخوب تھا
 سخت نادانی ہوئی مٹی یہ ناخوب تھا
 اوسکی در پر بیٹھ کر صد می اٹھا ناخوب تھا
 ہتی بری اہل زمانہ پر زما ناخوب تھا
 دل لگانا حد بُرا تھا اور سنا ناخوب تھا
 تیر مرگان سی چہا اڑ کر نسا ناخوب تھا
 اسی صنم مٹی لگا کر بان کہا ناخوب تھا
 عشق بازو کی لی اگلا زما ناخوب تھا
 ورنہ زلفون کا دل صید کسا ناخوب تھا
 جسکو جو بختا وہی اوسکا ہٹکا ناخوب تھا

تم جو دم ہر شہید کر اٹھی جاتی ہر دم	سیری گہرین ایسی آنی سی نہ آنا خوب تھا
جسم یریاں دیکھ کر بی روح عالم ہو گیا	غسل لاکھوں کو لا اوٹکا نہا نا خوب تھا
پوچھتا خوش ہوئی کو ظالم ہر حال تباہ	بہیں میں قاصد کی خط خطی کی جا نا خوب تھا
بعد نسخ ہاتھ ملکر کہتی تھی سب نیک	اٹھ گیا دنیا سی وہ شاعر پر نا خوب تھا
بہ کی لب خم جگر کو تباہی دل کی تشنگی	تیغ تیز یار کا پانی چہرہ نا خوب تھا
پہرہ فحش کی صدی ہیں ہی ہوس گل کا	ای طیبہ ہوش میں میرا نہ لا نا خوب تھا
اوسکی آتی ہی مجھ فحش کا دھڑکا لگ گیا	غم امید وصل پر فحش میں کہا نا خوب تھا
ناتوانوں کی طرح صلت میں دل کا بپا کیا	بوجہ فحش کا اٹھانی کو تو نا خوب تھا

سینی میں دل میں راز الفت پر نشین

ای قبول افتا سی تیرا دل چہا نا خوب تھا

تیغ میں تیری نقشا ابرو بی پیر کا	سوم اوسکی تیغ سی فولا وہی شیر کا
اسیلی چلنی ہی دل سکر جو ان پیر کا	دم بہر ہی آہ فی سیری مہاری تیر کا
دم نہ ہوتا بند جا نا قید می دلگیر کا	طوق بنتا گر تری دوازی کی بنجر کا

<p> مین فقیرنی نوا مہمان ہوں سپرخ پر کا خواب وصلت کی مجھی گولتی ہی تعبیر کا تجملہ لاتدری بائی ارض سی غفلت کیا آبداری چو گئی ہو جائی تل قوسیل عشق لاملف میں بیکنا ازل ستار قم ہین نگہ کی صید بی تائید نمرگان سیکڑوں تیغ ابرو کاٹ دکھلائی ہی جیجاقت قتل مین ہن حسرت میں نگہ کا غیر موتا ہی شکا مین خنچال پائی سہ اوٹھاؤن کس طرح لاکھ نگون سہی تصویرانی کھیلے چھلپی چھلپی میں ہوا اسی ترک پہلی مرتبہ </p>	<p> جام شربت دکن ہی شکو پیا لاشیر کا خواب کے میں جانتا ہوں دین تعبیر کا قصہ کراہی جو اپنی قبہ کے تمہیر کا پہوڑی گر نوک مرہ چہا لاری شمشیر کا قدم اتھا دائرہ حریف خط تقدیر کا ورنہ پیکان ہی ازل سی جھوٹا عظم تر کا رتبہ پاتی ہی سر ہنی کاٹھ کے شمشیر کا راست چلنا اس جگہ کج ہی مہاری تیر کا دائرہ بیہ ہی مری حریف خط تقدیر کا زنگ لائی گا کہان سی قدرتی تصویر کا تیر ہر ریشہ ہوا گو یا بدن کو تیر کا </p>
--	--

شوق کرتی کیمیا سازی کا ہم بھی امی مقول
ہوتا گر سونی کا مروت صاحب اکسیر کا

ہوش کھو کر کارِ عیش اسی سیرِ مینی کیا
 دُور میری طرح رہتا ہی لِ محبوب کے
 رنگ لایگا کھوشرِ مین اسی قائلِ خسرو
 وصل کی شب آنکھ جو اوہی حسین پاکر
 عشق کی شعلوں میں نون پانی ہو کر بہ گئے
 تیغ جب کینچی ہی تیوری چرمائی آئی تم
 او نگلیان اوہنی لگین تیری طرف لال
 ہتی جہان ساری حسینان جہان اک تو بہتی
 غیر کی گھر چلی دنیا سی مینی راہ لے
 خود ہوا معدوم میں عشق دہن میں اسی پر
 شکل انبانی مان سی تانہو وحشت سوا
 وعدہ آئی کا کیا تھا اور تم آئی نہ تھے
 نالِ غل کرتا تھا خلِ مینی کیا مطلب ترا

جنگوں میں پہر کی تیری ل میں گہ مینی کیا
 اپنی نالی کی اثر میں ہی اثر مینی کیا
 تجکو تر دامن کیا دامن جو تر مینی کیا
 اتنی میں نطفار و نخم سحر مینی کیا
 گو کہ دل لوی کا پتھر کا جگر مینی کیا
 ساسنی دل کر دیا کیسا جگر مینی کیا
 عشق تجھ ہی جب اسی نازک کر مینی کیا
 مُبتدِ اسب میں تجھی ای بی خبر مینی کیا
 پاتراب اوں کا ہوا تھا اور سفر مینی کیا
 ایک رت سی دلِ غیا میں گہ مینی کیا
 لُرفر میں ل گئی بستی حد مینی کیا
 آہ میری سنہ پہ کہتی تھی اثر مینی کیا
 لُرتی تھی ہر پل اشارہ چشم تر مینی کیا

جذبِ دل کہتا ہوا کہینچا ہی اوسی مینی اوپر
 اور کلمی کی پھر کہتی ہتی جو حق ہی وہ سن
 کہتی ہتی مینی کی اگل اوست کا دل کر کی م
 الغرض شرمندہ حسان یہ کہے تی رہے
 تم نہ آئی رات بہر کیا زور تھا مگر
 جانہیں پاتا دمان ہم بوسہ ہی کہے
 بس ہی طوف خانہ حق عمر بہرین کیا
 میں جو کہتا ہوں نگہ ہی تم جدا کیل نہیں
 لڑیا عاشق تہین ہی عشق کی تاثیر سی
 جتنا میں کہا کیا او تناسک تہ وہ
 رست روانسان کو کوئی راہ کیا دکھلا
 لطف اب ہی ہی حتم او کہ اب تک خوف
 یار بہر جانی کی سچی دل میں دل میں ان

عشق کہتا ہوا یہ کار سخت تر مینی کیا
 لڑو یا بیتاب اور راہی او بہر مینی کیا
 مہربان مدت میں تیری حال پر مینی کیا
 انتظار آمد آمد تا سحر مینی کیا
 شرمساران سب کو امی شک مینی کیا
 مختصر وصف دمان مختصر مینی کیا
 تیری گہر کا طوف امی بت عمر بہر مینی کیا
 ہنسکی کہتی ہن تری انگہوں میں مینی کیا
 دل میں دل ڈالا تہا رہی گہر مینی کیا
 مراقبت یار کار و رو کی تر مینی کیا
 بھول کر رستہ خیر کو را بہر مینی کیا
 آہ بی تاثیر نالہ بے اثر مینی کیا
 زیر چرخ اس طرح چکر عمر بہر مینی کیا

راہ کچھ نکلی تو پسید ا خوب در سنی کیا	کچھ تو وزن کو بڑا یا کچھ گھٹا میں عشق سی
نوش اپنا آپے خون جگر سنی کیا	نیش غم لی کیا کیا جو کچھ گھٹا پہر ل گیا
بی ہنر اچھی عبت کسب ہنر سنی کیا	کامل ناقص کا لاحق مورد الزام ہوں
میں ہوں شہر علم اور حیدر کو دینی کیا	غیر کا در کیا ہی جب خود مجھ صادق کہیں

خیر ہر شہر ہو کیا میری اپنی جب کے قبول
وَرَدِ نَامِ حُضرتِ خیر اللہ شہر سنی کیا

ہم بھی پیچ سی کچھ ہمسی نہ اچھا تھا	جال تم دو لون کا انی لف دو تا اچھا تھا
ہاں کل تک یہ گرفتار بلا اچھا تھا	آج سر کھول کی کہتی ہیں وہ لاشی پری
عشق میں کون تھا جو ہمسی بہلا اچھا تھا	قیس فدا ہو و امق ہو یا نل ای جان
آج کہتے ہیں افسوس وہ کیا اچھا تھا	نیک و بد سب مجھی کہتی ہتی بُرا جیتی جی
جانا سوئی چمن ای باد صبا اچھا تھا	غنجی دیدہ تنگ میں ہتی رات تنگ
جان کی خیر ہی یہ صدقا اچھا تھا	ماش کی پتلی میں کیا تھا جو اوار نہ مجھی
سنی ہی دیکھ لیا چپکلی مرا اچھا تھا	نرم می میں ہوئی گولا کہہ سنا ہی سکے

تمنی جو شربت دیدار پلا یا محکو	یا تو مرناتہا بُری حال سی یا اچھا تھا
صدقی ہتی تعلق مینا و گلو مہی سینا	جب کم سن ہتی بہر شکل گلا اچھا تھا
ہتی نہرون مہی کوچی سی نکالا سینے	مین ہی عشاق مین جو کچھ تہا بُرا اچھا تھا
لاکھ لقمہاں بہم ہون مہی صحیحے	ابھی ل کی جو میسر ہو دوا اچھا تھا
روز دوڑا کی توقع پہ کیا ہاتھ دراز	پاؤن بوالی کسی شب تو صلا اچھا تھا
دل پہنی کوئی بیٹھا ہون ایک اور حسین	آنکھتا جو وہ بد خو تو مزا اچھا تھا
ذکر اوستا کا آجاتا ہی محسن مل مین	چار جانب سی پہ آتی ہی صدا اچھا تھا

ای قبول اس لہی کی ترک ملاقات اوس

دوستی کا تو بُرا دشمنے کا اچھا تھا

تو وعدہ وصال جو فرما کی چھ گیا	سکون تر ازبان پر آ کی چھ گیا
جو روجھا مین حیف ایسی تک کی نہیں	محر و وفا کی محبی قسم کہا کی چھ گیا
شکل اپنی سنہی پکھی وہ آیا تو کیا حصول	آئینہ دُور سی مہی دکھلا کی چھ گیا
نامح فی ترک عشق مین کہیں جنتیں کمال	میرا ہی منہ خوب وہ پہر و کی چھ گیا

وعدہ ابھی تو بوسہ لب کا کیا اگر	جب مہنی مہنہ بڑھایا تو شرما کی پہر گیا
نالون سی نیزی جان دریا پر گئے	پڑہ یہہ جانتا ہی کہ چلا کی پہر گیا
تیری گلی سی نن اوٹھون میں محال ہے	عاشق وہ کون تھا جو بیان کی پہر گیا
مجمع سنار قبو کا جب گہر میں یار کے	سنٹی ہی میں تیری سی چھچھلا کی پہر گیا
اوس بی وفا کا دل نہ پہر تیری قتل سے	خجر کا منہ ہی مجھ پر تسک کہا کی پہر گیا
سائل ہوا تھا بوسہ رخ کا ترافقہ	تجھسی جواب صاف مگر پا کی پہر گیا
آیا تھا حب وعدہ و صلت وہ میری گہر	عتیار چھکوا بائون میں بہلا کی پہر گیا
اللہ سی بانگین کہ جوین اٹکا میرا دل	ایک ایک تار زلف کا بل کہا کی پہر گیا

کیا اعتبار بات کا تیری ہا قبول
 فتنہ اووہر خجانی کی تو کہا کی پہر گیا

ہنری جیتی جی کیا کام نکلا	نشان اپنا میرا ثبات نام نکلا
بہر و بسا کیا میری زلف و رخ کا	سحر یا نکلا دم یا شام نکلا
سخن سی تیری مہنی جان پائے	گراست معجزہ اٹھام نکلا

پیونگا خون دل بھر بھر کی ستے

مقید سیر کا ہی بلبل دل

بہت تہا تشنہ کامِ آبِ شیر

اذیت اس قدر نالوں سی پائے

لبِ مینوش جانان تک نہ پہونچا

ہی بد نامی بُرا ایسے کو کہنا

جو دیکھی فال بھر قتلِ عشاق

رہی محروم می دوری میں بھی

نہ دی گالی ہی کیسا بوسے لب

نہراون بلبلین تہین سایہ ننگن

مئی گلگون سمجھ کر پیلیا خون

لبس عاشق ہوں اوس مطربِ سر کا

فقط اوس آنکھ سی نسبت کا غرہ

مری حسی کا خالی جامِ نکلا

چمن ای باغبان گلدامِ نکلا

ہوا نام اوس کامیرا کامِ نکلا

اگہ دل سی ہو کی تنگ آرامِ نکلا

آبِ دل ہمارا حنا نامِ نکلا

جو ہو استاد کوئی نامِ نکلا

تو پہلی سے میرا نامِ نکلا

تہی پہلو اوہر سے جامِ نکلا

تری دل سی نہ کچھ افامِ نکلا

جو دن کو گھر سے وہ گلغامِ نکلا

ہمارا دل تہارا جامِ نکلا

مرا ناہ ہر اک گلجامِ نکلا

برا بیخبر ای بادامِ نکلا

ہمیشہ عشق کی شعلوں میں بچکا	مگر پرکشتہ دل خام نکلا
جنون اسکار ماوہ مول لی دل	مگر سودا ہمارا خام نکلا

بقول اپنی دہن سی وقت حشر
بنی کا کلمہ حق کا نام نکلا

ضعف میں مجنون سی شکو تیرا لاغرم نہ تھا	خجہ کی جگل سی حشت میں مجھی گہر کم نہ تھا
چشم تیر کی ہاک سی و سنی چرائی اپنی آنکھ	ورنہ سیری تیر سی سمندر کم نہ تھا
نامی کا لیکر جواب آیا تو آنکھ ایسی پہرے	باز سی کج شک دل کو کچھ کہو ترکم نہ تھا
جسم کا اگر عکس اوس میں تھا تو اوس کا جسم میں	اوس سی پی کی حُسن سی کچھ حسنِ یور کم نہ تھا
تیغ ابرو کو عبث تکلیف دی ہی بہر فرج	لچہ نگاہ تیر کا ہی مجھ کو خجہ کم نہ تھا
عشق کی دریا میں سی بند گئی کچھ تہہ پا	دو بنا تقدیر میں تھا میں شناور کم نہ تھا
خط کہاں کیسا کہو ترکا پہرانا اس طرح	لہر سی اوس صیاد کی پہر تا تو اک پر کم نہ تھا
داو کی دن بڑھ کی سوا لیکیا برسوں کی راہ	ورنہ وحشت کو مری صحرایِ حشر کم نہ تھا
حُسنِ زیبا میں تو ہی کچھ اور شی ای نازنین	پرہیز عاشق ہی مگر سی تیری لاغرم نہ تھا

حُسنِ دُرازون سی عشقِ سنا دُرون ہی
 یا یہ وحشی سخت جان ہی نہیں لٹو^{نوں}
 جب شیارِ آگنی فروس سی دوزخ میں
 تیرا سوا لی کہاں جاتا جو دِلین بیٹیا
 پانچوہویں دیکھو قاتل کو پھر مارا گیا
 پہونک دیا عشقِ گرم ایتک می کو مگر
 تمنی نظر دینی اگر ایسا سر چڑھی اب کیون غیر
 عشقِ کارستہ دکھا جس نی کرنی کو قتل
 جب غلام اگر ہو حیدر کا شاہی چہو کر
 سیکڑوں دیوان میں مصفِ دِلانِ تنگین
 باعین ہو کا تری قد کا بھی بیجا نہ تھا
 نکلی کیون پیکر شرابِ افسوس چڑھا ہو
 صاف کہتا ہوں کہ تیری چہرہ شفاف

حُسنِ سبھی کم اسی سمجھا کیا پر کم نہ تھا
 ورنہ جہہ لاغر ستری کو ایک تہر کم نہ تھا
 بچپنی میں خلہ سی دِلانِ مادر کم نہ تھا
 لچہ نری زنجیر دُر کا جب کو لنگر کم نہ تھا
 بہا ک بچنی کو مری میدانِ محشر کم نہ تھا
 اس صحن سی آگ ہوئی میں چہر کم نہ تھا
 ورنہ اوکی دوسری ایتک یہ کہتر کم نہ تھا
 ہا می اب سمجھی کہ رہن سی یہ رہبر کم نہ تھا
 پادشاہِ ہفت کشور سی ہی قنبر کم نہ تھا
 لاکھ قمر سی یہ اک نقطہ مست کم نہ تھا
 سر و موزون تھا تری قد کی برابر کم نہ تھا
 خاک پر ہیوش سی گوہین گہر کم نہ تھا
 داغِ مٹ جاتا تو پیرا دِ منور کم نہ تھا

اوس سی بچ بچ بھی گئی مٹی ہو اہل جہان	جو شیر شیر سی کچھ تم میں جو ہر کم نہ تھا
چشم دل صبا صبا آتی نظر عالم کی سیر	میرا دل آتینی سی کچھ ایسی سکند کم نہ تھا
کیون سر مار مری میرا دل سخت ایسی صنم	سنگ سعی دانی کو تیری یہ ہر کم نہ تھا
جب ملا وہ پادشاہ حسن داغ دل مٹی	اہل زری ہجرین ہی میں تو انگر کم نہ تھا

شکر ہی غالب مائری فقیر و ن پر مقول
سب سے محبت عشق میں تیرا قلندر کم نہ تھا

ور و زبان وصف دہن ہو گیا	گل سی بھی رنگین سخن ہو گیا
دشت جنون میں نہیں ملتی سرا	اگر پڑی جس جا وہ وطن ہو گیا
فصل بھاری میں مری سیر کر	داغ بڑی جسم چمن ہو گیا
زلف ہستی چہرہ مجھ سے	چاندنی پہر چہرے گہن ہو گیا
مشق ستم کی نہیں قوت او نہیں	اب وہ گئی دن وہ چلن ہو گیا
سینی جو وصف و دندان کیا	میرا دہن رشکِ عدن ہو گیا
شرم و حیا دور جو کی یار نے	اور بھی بی ساختہ پن ہو گیا

لعل مضایں ہیں ای وصف لب	میرا دہن کان میں ہو گیا
زلف ہی گہہ دل میں گہی یاد لب	گاہ ختن گاہ میں ہو گیا
پہوڑ کی سرگر پڑی ہم غار میں	گوہ کا دامن کفن ہو گیا
لی جو نہ آتش جسم آپ سینے	اور ہی بی ساختہ پن ہو گیا
پہنستی ہی گیسو میں سیلے آبرو	دل ہوا دلو اور وہ رسن ہو گیا
لاکھوں ہی عشاق کٹی مری میں	گوچر جو تھا خلد وہ رسن ہو گیا
اتنی دنوں شت میں گردش می	ہمکو فراموش وطن ہو گیا

دہری ناسخ جو اوٹھا ای قبول
خاتمہ حسن سخن ہو گیا

جو سنہہ دکھانا ہمیں ہنکار کیا ہوتا	ہمارے نفع میں نقصان پار کیا ہوتا
اگر کو ملنی لگی میری جسم سی تشبیہ	مہاری عشق میں اب اور زار کیا ہوتا
جو ہو کی تہ بتہ افلاک کی نہ کام آتا	تو ہقدر مری دل کا جنا کیا ہوتا
جو میری قتل کا وعدہ وفا نہ تم کرتے	مہاری بات کا پھر عتاب کیا ہوتا

جگر کو چہاں کیا ترک یا رکیا ہوتا	لجی ہی دل میں دُگوئیں شل تیر سید ہوتا
ضعیفی میں یہ بہلا یا دگار کیا ہوتا	اوٹھانی عشق سی صدی شباب میں لگھوتا
وگر نہ عشق میں میرا دق کیا ہوتا	برہنگی کی سکر او سپہ کردیا ثابت
ہو اسی او چاہا رعبا رکیا ہوتا	بہشتی او ہی ہتی ہم جیتی جی وہی سستی
ہماری لاسن پہ پر استگیا کیا ہوتا	ہزاروں مرگنی عاشق وہ گل ہنسایا کیا
مری طرف سے بہلا اور پیا کیا ہوتا	وہ شوخ کہتا ہی رسوا و دزد کر کی
تو لطف موسمِ جوشن ہا کیا ہوتا	گلو جو سال سی میر ہی دل جو کہجاتا
ہماری داغون کا مستی رکیا ہوتا	تہاری ظلم و ستم کب گنی گنی ہمسے
بہتر کتی عشق کی ل میں نہا کیا ہوتا	ایہی شعلہ اوٹھاتا کہ مہس کو خاک کیا
یہ تیر پر جگر و دل کی پا کیا ہوتا	مڑہ و راز ہی سیکن علیل صید افکن
اے ایسا دل کا فر کا تا کیا ہوتا	وہ چہرہ شبِ فقت نظر سی گذر ہے
خدا ہی جانی کہ انجام کار کیا ہوتا	بہلا ہو گئی آغاز عشق ہی میں جان

بنا یا کرتا ہی کام اپنی کار ساز قبول

کسی بشہ پر مراند کار کیا ہوتا

مین جوفت میں شامی ہلے لٹاٹ جاتا	داع لکنا بھی کین و فامٹ جاتا
لاکھ اختیار ہی لیکن جو وہ کہتا ہے	یامٹا تا اونہین میں آج ویامٹ جاتا
سطرین ہوتی تین تین تل جو بکو کرتے	ہم جو ہشتی تو ہتسار اخذ شامٹ جاتا
لیون لوٹھیا میری کی سی سی ونی میں	لنخہ میٹتا تو یہ سب ریخ دوامٹ جاتا
مشتہ ہونا ہتاری تیغ سی تھہر خین	پیر یہ کیونکر میری قسمت کا لکھاٹ جاتا
حامی ہو جاتا جو میرا وہ بنانی والا	تو بھی لاکھ ہٹا نا ہی ٹیاٹ جاتا
ہوتا اک سجدہ ہی مقبول جو ای پیشانی	تھہر میں دہتا جو لگا ہی بخداٹ جاتا
نگ تہا بات جو کرنا بھی دیتا دشنام	ای صنم ایک ہی گالی میں گلاٹ جاتا
تیری جھوٹ سی منہ بھکو چھپانا پڑتا	دامن دل سی اگر ننگ قباٹ جاتا
فکر ہر شخص کی رہی کی موافق پائیے	لے طرح دغدغہ شاہ و گداٹ جاتا
روزاوسہ چل جاتی ہیں سٹنی والی	لے طرح جادہ صحرائی فناٹ جاتا
اکیا کلمہ حق حشر میں لب پرور نہ	سیتنی عوی خون جہ جومرامٹ جاتا

<p>جسم سان خشک کیا ذہن ہی ہمیں ای فکر نور وحدت کی اگر ہوتی مدد یا باقی</p>	<p>ور نہ غم ہوتا جو مضمون نیامٹ جاتا ہمارے دل میں جو کچھ تیری سوا جاتا</p>
<p>ای قبول اونکا نہ شکوہ تہا نہ کچھ الفت کا لوح دل ہی جو میری حرف و فامٹ جاتا</p>	<p>ای قبول اونکا نہ شکوہ تہا نہ کچھ الفت کا لوح دل ہی جو میری حرف و فامٹ جاتا</p>
<p>اب آتا رحم دل میرا نگار اتنا نہ تھا اگر دیا منصوح حق فی جان گواہ کی گئے عشق ناوہی کیا افشا بڑی خفت ہو اگل میں الفت کی جب میں جگلیا اور کچھ یا نکل جانیکو ہی پہلو سی یا آتا ہی یار ہمتی ہو کر ہی تو سن کو نہ میری پاک تمنی ٹرپانیکو ہستہ لگا لیے تیغ تیز نجد میں تہا قیس میں کہہ شت میں کہہ کوہ پہ لوہا عاشق جلا تہا ج طرح جلتا ہون</p>	<p>میں بجاتا اپنی دل خیر تیار اتنا نہ تھا جیسا کہ تک وہ زمانہ پائدار اتنا نہ تھا جو ہمہ یہ میں دل میں کہتا بربار اتنا نہ تھا یا کہتے کہ اس پر عتبار اتنا نہ تھا عشق ہی برسوں سی ڈرل بیقرار اتنا نہ تھا میں خود اتنا کہ تہا جو میرا غبار اتنا نہ تھا فیصلہ اک ضرب میں کر تیا یہ وار اتنا نہ تھا عشق میں وہ بھی لیل و خوار اتنا نہ تھا ای حسین اگی مزاج عشق حار اتنا نہ تھا</p>

کیا بہر خاک شہیدان سی چمن ای ناغبان	بار بار دیکھا ہی جو شش لالہ زار اتنا تہا
تہا مہ لہ باگ اسقہ وڑایا مجھ کو شوق نی	مجھ سی مڑہ جاتا وہ خوش و شہسوار اتنا تہا
حسن و بہر ہٹ گیا جتنا اوہر سو دا بڑا	دل مرا می عشق آگی دا غدار اتنا تہا
آج یہ کہہ کر دیا جراح نی مجھ کو جواب	سینی من کل تک سی ای یا غار اتنا تہا

مین تو اتنا تہا کہ آخر مٹ گیا او سپر مقبول
گل چڑھا تا قبر پر وہ گل غدار اتنا تہا

عشق کی شعلوں او لسو ہر دم کون تہا	ہجرین جس سی دلاسا ہو بجز غم کون تہا
ہو سن کہو کراہ عشق ای قسین بہم ستم	سچ بتا دو دشت و دشت میں مقدم کون تہا
عشق پستان میں چن کچھ گزری کی کو کبیر	ای پیر میری ویر دل سی محرم کون تہا
خاک پر لاشار ہا دن رات بی غسل و کفن	لکھی دل کو لگتی میرا اہل ماتم کون تہا
جو کفن پیا تا دن کو کون تہا جڑا فدا	رات کو نہلا نی والا غیر شبنم کون تہا
طاعت خالق مقدم ہی بیان کیسا	بی ضامی دست ممتاز و مکرم کون تہا
ہندگی باید میرزا دگی منظور نیست	جد بھون کا تہا نہ پیغمبر تو آدم کون تہا

دیکھنی کو تیرے عاشق سیکڑن موتی تیرے جمع	جان سی تیرے فدا سی کل طشکم کون تھا
چشم ابرید ہی جبتک ہی ہی چشم	تبع جب کنہی سولیری پر وسد کم کون تھا
قید میں ہی گئی ہم لاش ہی ہینکی گئی	پھر بھانا یارنی محسوس غم کون تھا
جب سی کیتی رض پر نور جام چشم	میں نہیں واقف سکندر کون تھا
وصل میں یوں لاول زخمی کیا تھا اپنے	ہنس کی بولی زخم کا پیر تیری ہم کون تھا
خلق میں جو دوسراوے نے زبان نہ کر دیا	بنہ اللہ تھا اک وہ ہی حاتم کون تھا
داغ سترابا بھی بخشی جو الٹی چال سی	ای فلک پر طالب دیا دور ہم کون تھا

طوری ہوئی تھی اوس بندی میں جی اٹھ گیا

عقل کیا جانی کہ وہ نور مجھ کون تھا

ٹیکنی جان کا جانا خیال کیا ہوگا	گردگی نوح جو مہک کو لال کیا ہوگا
قضا ہی تھی ہی میں ایسی شے	پیر ایسی حال میں اوسنی صال کیا ہوگا
بچھا بیگانہ اگر آتش جہنم کو	تو یہ مرا عرق انفصال کیا ہوگا
لناہ کام مرا ہی خطا میری خصلت	اگرم جو تم نہ کرو گی مال کیا ہوگا

گلی من ہم وہ لب بام یار بد خو پاس
 جمال پاک سی جسکی بنی زین غش من
 جو چکی آتی ہی ہم آپ یاد کرتی ہین
 گھون لی ز جو فراہم کیا ہی ای گل تر
 چپ سکی گچی من میٹھا ہون پانچوڑ کی
 لڑکا عقدہ سر مونہ کھل سکا اب تک
 بچا جو تیری جہالت سی من تو دیکھو گا
 پہنسی ہی خلق تمام بال کیون بڑاتی ہو
 تمام ایک شب آنیتیں رات نقش نصیب
 لڑکھری ملا کر ہو اخیل چیتا
 وہی ہی عشق کا جھکڑا ہو اجو شتر تو کیا
 تمام تہ نہ ہوا جو بصال من دل
 نال او سکی خیر ہی اک خوشنمایہ سنا ہون

ٹوری قیب ہمارا زوال کیا ہوگا
 پناہ او سکی پہر او سکا جلال کیا ہوگا
 فقط یہہ ہم ہی اونکو خصال کیا ہوگا
 جتنی پہو گا تصدق یہہ مال کیا ہوگا
 زیادہ اب تم ای بل چال کیا ہوگا
 وہ جسم نور کا ہی اوسین بال کیا ہوگا
 لہ تو شباب من ای خرم سال کیا ہوگا
 فرشتی صید کرو کی یہہ جال کیا ہوگا
 بتباری سامنی مہ کا کال کیا ہوگا
 دکھائی آنکہہ تو نام غزال کیا ہوگا
 یہاں ہین تو ومان نصیب سال کیا ہوگا
 ستین تباؤ کہ فرقت من حال کیا ہوگا
 دل سیہ مرا ہو گا حال کیا ہوگا

<p>تو فائن تھی ای پیر زال کیا ہوگا تہاری ہونٹہ سی خوش رنگ لال کیا ہوگا زخاں آگ میں اٹھ رہ لال کیا ہوگا جسی جواب ہی اوس سی سوال کیا ہوگا پہر اپنی جان کا دینا محال کیا ہوگا</p>	<p>تلف جو جھوٹ سی ہوگی جوانی فرست دے تہار می اتوں سی کیا آبدار در ہو گئے دل سیہ کو کیا جیسا نار عشق نی سرخ عد علی کا لحد سی پڑکا دوزخ میں گلی جب آکی لپٹ جائیگا وہ مایہ روح</p>
<p>کر گیا شوق جو انسان نفس گیری میں قبول پہر اوسی حال کمال کیا ہوگا</p>	
<p>وہ شاہِ جنِ طرب گداسی کچھ نہوا گروہ کہتی ہیں میری او اسی کچھ نہوا یہ کیا ستم ہی کہ زلفِ رسا سی کچھ نہوا جہازِ ڈوب گیا ناخدا سی کچھ نہوا ہمارا کام دل بی وفا سے کچھ نہوا بڑی عذاب سے چھوٹی بلا سی کچھ نہوا</p>	<p>یہ کبر تھا کہ میری التجا سی کچھ نہوا تمام ہو گیا آدھا جہان دیکھ کی ناز چہر قن سنی کہینچا کہی میری دل کو نہ دل کو عشق کی دریا میں صبر تمام کا کیا اوہری ہی دلبر کو ہی نہ نرم کیا ہو نہ یار ہی اپنا نہ دل ہوا اپنا</p>

جب آیا یا تو عیسی چلی یہ خود کہہ کر	شفا وصال تہا میری دو اسی کچھ نہ ہوا
ہزار حصی کر اہتہا دل او سکا ہیر سی	کمال خاک اورانی جلا سے کچھ نہ ہوا
نہ کہہ میں بیٹھا نہ پر کر گدا می مینی کے	نہ یہ نہ وہ تری در کی گدا سی کچھ نہ ہوا
جلایا عشق نی دل حسن نی کیا ٹھنڈا	عدو نی دوستی کی آشنا سی کچھ نہ ہوا
خضر کی وسطی ہے مرگ ہی ضرور اکد	بقافنا کو ہی آب بقا سے کچھ نہ ہوا
وہ جانتا ہی کہ اب عشق ہو گیا ٹھنڈا	سوا می سڑی دل کی دو اسی کچھ نہ ہوا
نہ نکلی ظلمون سی بن اب نگاہ ناز کرد	وفا سی کام ہو شاید جفا سی کچھ نہ ہوا
یہ کیا نہ بھی پہا نسی دی کی قتل کیا	یہ وہی امر تہی زلف دو تاسی کچھ نہ ہوا
نہ صبر ہو سکا ز اہ سی دیکھہ کر متی سُرُخ	بچا سکانہ او سے اتھاسی کچھ نہ ہوا

قبول غنچہ دل کا نہ حل کیا عقدہ

ہزار آتی گئی پر صبا سی کچھ نہ ہوا

اور طاقت آتی نالون کی دو اسی کیا ہوا	برہ گیا آہو نگاہ حاصل شفا سی کیا ہوا
دیکھ کر دستِ حنا کام آتی سیکڑون	اہتی بین و کام ابھی نگ حنا کیا ہوا

مجھ کو لکھنے بھی عااوس بادشاہ حسن نے
 ہیمزہ وہ ہو گئی جسم سنا میرا علاج
 ناگوارا گل سہم فرقت میں تہا ای ہمد
 عشق میں بختا وہ تہا ممکن نہ تھا جا تا کہین
 دل فی کیوں عاشق کیا جو غیر دشمن ہی مرا
 مشق جو ریا را و تہا نیکی بھی بڑستی گئے
 وہ تو کیا آتا نہ دل آیا پیرا و سکی پاس سے
 رات بہر نہ پھیری میری ہمت سے بڑھی
 نام کیوں بچ گ کا میں تو شہید ناز ہوں
 غم نہ کر میں عشق کیسو میں جو گھٹ کر گیا
 تنگ ہو کر مٹی عاشق کو اگر مارا تو کیا
 بہو کی جلوئی کی موتی ہم سپاسی آستیک

دیکھا ای ل صدق نیت کی عاسی کیا ہوا
 اور اک دھڑکا بڑا حاصل دوسری کیا ہوا
 مگر مٹی ہینسی سی ہم حاصل غذا سی کیا ہوا
 دل مرا ای ماہ روزلف دو تاسی کیا ہوا
 کیا گلانا آشنا کا آشنا سی کیا ہوا
 دشمنو میرا ضرر ظلم و جفا سی کیا ہوا
 بیوفا کا شکوہ کیا اس بن و فاسی کیا ہوا
 بزم میں شرمندہ میں اونکی جیسی کیا ہوا
 یار فی بی سوت مارا ہی قصا سی کیا ہوا
 ایسی لاکھوں تی ہین تیری بلا سی کیا ہوا
 روح عاشق ہی ابھی باقی فاسی کیا ہوا
 پر نہ پوچھا یار فی ای بہو کی سپاسی کیا ہوا

منفعل مونی سی جب بخشا گیا میں ای بقول

خرم و مسترِ مخونِ جرم و خطا سی کیا ہوا

جو غم و فادِ محبت کی انتہا سے ملا	نہ اتنا سنج بھی یار بی وفا سے ملا
لچہ ایسا لطف بھی یار کی ادا سے ملا	مزا وہ دل میں ماجنا تک قضا سے ملا
جب آیا یار کیا خوب عشقِ نیا بیا	یہ کیا مرض ہی کہ درد اور ہی اسی ملا
جفا و جور بڑی روزاوسِ شکر کی	مفا و عشق یہی لطف یہی فاسی ملا
دعا کی کہینچا ہی احسان تیر کیا اسی	ملا جو تو یہ مرادِ عاقل اسی ملا
لہا جو مہنی کہ ہو مرگ و زیت کی مالک	تو ہنسکی بولی کہ مجھ کو نہ توحید اسی ملا
گیا ہی حلقہ خلدِ برین کو رشکِ ننگ	تجا کو نور یہ محبوبِ خوشِ قبا سی ملا
جو جاؤں تو شبِ ظلماتِ دنِ اکہون میں	یہی نظارہٴ زلفِ سیاہ بلا سی ملا
فنا کی بعد ملا جب سے یار کا کو چہ	مرا غبار نہ اوٹھکر کہی ہوا سے ملا
و غانہ کہا تنگی آمیزشِ رقیب سے ہم	ملا رقیب جو اگر تو کچھ و غا سے ملا
تیری عتاب سی سوحی مرگ بہت ہے	ملی نہ تو تو پہرا می بُت بھی خدا سی ملا
تیری مرین کو ہر سحرِ امی می دل جان	غضبِ دانی دکھا پاتعبِ خدا سی ملا

رسائی ہو قدم پا تک کہاں وہ نصیب	یہ سب سخت عبت اس لی خاسی ملا
وہ آپ رستہ ملک بقا کا بھول گئے	خضر کو دار فنائین ہی بقا سی ملا
ہو صفا توجہ پوچا ہی زیب تاج شہی	کہ موتیوں کو یہ تہ سب فقط جفا ملا
ہیشہ غش میں مار بجھر کھاتا کون	تری مرصن کو پھر درود لٹفا سی ملا

قبول گو کہ وہ نا آشنا و کہاں دیا

صفائی دل سی ملا میں بس آشنا سی ملا

و عطا کیا بخشی گی و اعطی بھی کیا بخشیگا	اپنی رحمت سے گناہوں کو خد بخشیگا
دیکھ کر نبھن مری کہتی ہیں چکی طیب	ایسی بیمار کو اللہ شفا بخشےگا
اُسی انسان کی محنت نہیں ضایع ہوتی	عشق فی جوگ کیا حسن بخشیگا
بی نقاب ایگا اک بار جو وہ ماہ تمام	نور آنکھوں کو مری دل کو ضیا بخشیگا
زہر کہاں دوج بھی ہی جو صفت در آچھا	حق تعالیٰ اسی تاثیر دوا بخشےگا
دیکھہ پیار دلا یار کی کرناہ خطا	التجلا کہہ کر ونگا تو وہ کیا بخشےگا
شاہ حسن آج تو ہی مثل جہان پسر و	جامہ بدلی کا جو وہ سُرخ مٹا بخشیگا

بکدامند زبان تیز ہی اور شیریں	نیخ کا پہل بھی شہر کا مزاج بخشی گا
روٹھالی کو نہیں کچھ گرتی گئی جواب	دولت صبر و تحمل یہ کد اج بخشی گا
آبِ چھلت میں کون غرق فنا کو کیوں کر	نہ پونکا جو صفت آبِ تھا بخشی گا
خود بیہ در آئینگی فوق شہادت ایسا	آبداری تری خنجر کو کلا بخشی گا
دست بستہ گردن پاؤں پہ جو اتنا کھدی	مری تقصیر میں نہ بخشیکا یا سبھے گا

ای وقتول اوسکا بڑا رحم ہی کچھ فکر نہ کر
حشر میں سامنی جاتی ہی خدا سبھے گا

وہو کا ای شیریں ہن اک پیرن سی لگیا	پوڑ کر سر کو گلی میں کون کن سی لگیا
سنبھرا سنسنی میں تری جب ہن سی لگیا	سو گھنسی کو پھول جنت کی چمن سی لگیا
پر وہ غفلت نی دکھلایا نہ مجھ کو بعد گ	ور نہ میں آا کی احبابِ وطن سی لگیا
آہ طوبی اکھیں نہ پیرن داغ سب گل میں ہر	لوچہ حور ابھو جنت کے چمن سی لگیا
بوسہ مانگون لکب تو کہتا ہی بیہ وہ باوقا	لعسل کیا چھٹو کوئی گورہ میں سی لگیا
ہم کڑی جتنی ہوئی اُٹھ کڑی پڑتی گئی	خاک میں جرات کا نشہ بانگین سی لگیا

جان کر بیوش مجھ کو بہاگا لیکر اپنی جان	دشت میں کوئی اگر اہل وطن سے مل گیا
زلف لی بٹک کر دکھایا عارضِ روشن ترا	یہ حلب کا آئینہ محکومِ سخن سے مل گیا
ستسختی دل کی نہ آگ نہ سال بہنِ کم ہوتی	لب لا کم سن وہ پہن سن اور سن سے مل گیا
سینی عالی سرِ مہری اوسنی گرمی عشق کی	تن در محفل میں جبا و سکی بن سے مل گیا
نالی بلبل کی سنی لالی کو دکھیا آگ میں	داغِ دل سوزِ جگرِ سیرِ حمن سے مل گیا
چشمِ نرگان کی تحشوق میں جو آوار ہوا	دشتِ وحشت میں علِ رنج و حمن سے مل گیا
نشرِ نرگان لائی یاد کانٹوں کی بھی	تیری آنکھوں کا پتا کچھ کچھ بہن سے مل گیا
نفسِ شرار کی توڑیسی ہوا میر طبع	بہن ہی خوفِ کہا کرتی شکن سے مل گیا
داخلِ جنت ہوئی چھٹ کر غمِ نسی شکرا	زندگانی کا بہن پہل تیغِ زن سے مل گیا

جب کہ اپنے سخن شیریں ہی تیرا ہی قول

فکر کرنی کا نذر اہل سخن سے مل گیا

نہ جیتی غم سے لحد کا جو حال کہل جاتا	غضب میں بہشتی جو ہمیرِ مال کہل جاتا
جو بہشتی زلف پریشان تو گال کہل جاتا	فلک پہ بدر کا سارا حال کہل جاتا

تو سبز رنگ جو ہوتا جلال کھل جاتا	غضب کا دھوکا دیا تیری لالہ رنگی نی
تو پیر خیال حرام و سلال کھل جاتا	جو یار جام می سرخ دیتا می رہا
تری فقیر کا چھپ کمال کھل جاتا	یہ عشق کمال اگر کچھ شمشد کہا دیتا
جورات کو وہ مرا خوش حال کھل جاتا	نکلی حسرت و صل نصیب اضل مٹتا
وہ منہ چپے جو میرا مال کھل جاتا	جناپ ہنستار ماین کہ سیر چہ رہے
ہر ایک دیدہ ترا می غزال کھل جاتا	جو اپنی کہنہ کہنا نا تھی مرا خوش چشم
خجومی کہوتی اسکے جو فال کھل جاتا	پڑھی گایا نہ پڑھی گا وہ کہول کہ خط سون
بنا ہوا تیری چہر کا خال کھل جاتا	جو حسن اس میں ہی نقل میں نہیں ملتا
گہین نصیب کا وصل وصال کھل جاتا	نکلی روح مری پاوہ رشک و آنا
جو امی پری تری طلحہ نکاحا کھل جاتا	نہ اتنی روز ازل روح خائے تن میں
ملائی رنگ میں تو رنگ لال کھل جاتا	مہتاری بیٹو کی سرخی کمال گہری ہی
نہ جان جاتی تو کیونکر یہ مال کھل جاتا	دینہ نکلامی دفن کو لحد جو کھسکے
جو تہی گالیان وقت ملا کھل جاتا	جو بوسہ سی لگی ہو کی خوش دہن نہ کہلا

خوش خطا شہ حسن سی رہا و نہ | ابھی فقیہ کی دل کا سوال کہل جاتا

پتول توئی نزل سب میں پڑہ توئی بیخوف

جو ٹوک بہشت کوئی تو حال کہل جاتا

خدا ہی جانی وہ بُت مہمان کیا کرتا

اب اور مجھسی کچی سمت ان کیا کرتا

وہ وہی روز میں مرا جوان کیا کرتا

پہر سپہ کوتلی سی تو نشان کیا کرتا

چہری سی ایسوں کا وہ مہمان کیا کرتا

جو مٹی محب کو جو اہر کی کان کیا کرتا

سرای عاریتی میں مکان کیا کرتا

بہلا جنوں میں میں آن بان کیا کرتا

بلند آہ رسا کا نشان کیا کرتا

وہ لفظ عشق کی معنی بیان کیا کرتا

میں اپنی عشق کو اس سی بیان کیا کرتا

ہر ایک ذرہ زمین کی ہی سیرت شہ خون

نہ مجھ ضعیف پہ نہیں چار و چل کی موعا

ہوئی تھی خط تری مجرم کی سو کہہ کر گرد

چڑھائی بیہوش نکل بہاگی جتنی عاشق تھی

اگر تری لب دندان نہ دیکھنی کو ملے

خدا ہی جانی کہ کب سحر چوڑی خانہ تن

سبک بہت ہوا دل پر جو خستیاں نہ تھا

فرار کرتی امی شاہ حسن فوج اثر

جو ہوتا قیس بن ایک طفل کشت

ہمیشہ عشق زبردست کار ہا تابع	مقابلہ یہہ ترانا تو ان کیا کرتا
ہمارا جسم تو کام آیا اوسکے وارو	جو جانیتی تو وہ لی کی جان کیا کرتا
سلانہ بوسہ دیا میری شعر تر سنکر	وہ شہد لب ہی شیرین زبان کیا کرتا
نہ آزماسگایں جو واپنی دل کو کہے	سڑی سڑکا پہلا امتحان کیا کرتا

پہلا ہوا کہ نہ چھپا کسی فی عشق کا درد
قبول اوسکے بُرائی بیان کیا کرتا

پہلاری دوست مزاج اسقدر بدل دینا	اوپر تو بات کا کہنا اوپر بدل دینا
ہمیشہ گردش گردون فی دور یہہ رکھا	بھی تو ڈھونڈنا اور اونکو گہر بدل دینا
دو پلائی ہن احباب ہجرین جو مجھے	دعا یہہ کرتا ہوں یارب اثر بدل دینا
قضا اگر در محبوب پر نہ لگتی ہو	اُہی میرے قضا و ست بدل دینا
شبِ صال میں جسم سحر کی آمد ہو	اُہی رات سی رنگ سحر بدل دینا
بہت فراق رہا تم کہی جو کہا نارحم	گلِ صال سی داغ جگر بدل دینا
وہ شعلہ و اگر آیا گداز ہو گا دل	لہو سی اشک کو ای چشم تر بدل دینا

بدل دیا ہی جو محبوب بربدل دنیا	الہی اوی جنون میں ہو گزرنہ مرا
وہ خود کرین کرین عرض پڑل دنیا	وہ بھولتا نہیں طوس طران ہی کہی
تو جوہری کہی ان سی گہر بدل دنیا	گر اوں لشک کی انی جو یاد دزدان میں
ہی اختیار میں داغ مست بدل دنیا	وہ گل کر گامری داغ دل کو ہی جسکی
لغافہ خط کا مری نامہ بربدل دنیا	جو آنکھ بلی ہوئی میری سمت دیکھی
سٹری کی جسم سی خست سفر بدل دنیا	تو آنا جامہ صد پارہ لیکسی اسی تباہ
جول میں لگ ہی تو امی سفر بدل دنیا	تمی ہو سوز ورنی میں کچھ تو خشر کی دن
وفاسی یار کی تو کمر و شربل دنیا	جو میری دل کی محبت نہ بدلی امی گردن
دلا بھلا نیکو تو ہر گز بدل دنیا	رقیب چچی ہو کر دیکھنی کو حسانہ یار
اب اور کچھ نہیں چارہ مگر بدل دنیا	بلا یا سینی جو دربان کو تو بولا یار
سنا جو ہی کہ مبارک ہی گہر بدل دنیا	ترمی یصن کو مسجد میں لیگسی ہر سب
توس سی کر وٹا دہری او ہر بدل دنیا	مرض سی حال یہ میر ہی آگیا جو کوئی
تو داغ عشق مرا امی شہر بدل دنیا	جو چاہنا نہ لگی تیری حسن کو دھبہ بآ

بقول باہنر و نکو اگر پسند نہ آئی

تو اس زبان کو اسی بی ہنر بدل دیا

صدمی اوٹھا اوٹھا کی ل اپنا بدل گیا	ناحق پہ جو مزاج متحار بدل گیا
بدلاجو ایک یار زمانا بدل گیا	وہ کیا پیری کہ پیر گئی آنکھیں اک جہان کے
گر ماسی کیا یہ موسم سرما بدل گیا	تھام بسم سُر ہو سوز عشق سے
ٹو یا یہ سیکر محبت کا لکھتا بدل گیا	لکھتا تھا لفظ حور پڑ ما جو ریا نے
دریای خون سی لٹکاک دریا بدل گیا	رونی میں ل نی نشر ترکان کیا جو یا
خوشیدگی آپ سی شمل بدل گیا	نور و صیامین تھا جو خوشید و سرا
یہ کیا ہوا جو لطق تہا بدل گیا	دینی لگی ہو گالیاں تم چند روز سی
بدلاجو رنگ فلک بدل گیا	آتی ہی اسکی ابر بھی آچلی شہاب
بھپ چوٹنم کرتا تھا پہاڑ بدل گیا	بدلا ہی و پر خچلون گہر میں یار کے
شاید قمر کا اندنوں دور بدل گیا	محروفا پر اب متوجہ ہی وہ حسین
رنگ جنون کی طور سی صحر بدل گیا	مجنون کا خطا اور تھا سودا مر کچھ اور

خالی وہ گوہرِ منی ہی دُربارِ چشم تر	موتی ہماری اشکو منی دریابد لگیا
اوس نسلِ سرخ رنگ کا اقب ہو	قدرت خدا کی سُر سی بوٹا بدل گیا
مانی سڑی ہو اوہن تصویر کھینچ کر	نقشا تمہارا دیکھہ کی نقشا بدل گیا

اگلی کی شعرا ورتی مضمون و رنگ میں
ابا ہی قبول طے تمہارا بدل گیا

مڑگان کا تیر سنی سی کشتہ گز گیا	چریف ہی نہ عاشق مضطرب گز گیا
دل اسیلی بچا کہ یہ گھر تہا حضور کا	سینی سی پار آپ کا خنجر گز گیا
مازان بہت نہ ہو جی تکمیل حسن پر	اب جد کا درجہ اسی مہ انور گز گیا
عاشق کو تیری رات اگر اوس میں کٹی	تو خاک پر ترپنی میں دن بہر گز گیا
لڑکون کی سنگ تیز میں سوائی کو تری	پتہ جو پڑ گیا مری تن پر گز گیا
سکین اتہو ہو گئی اسی سہمن تری	دنیا سی تیرا عاشق مضطرب گز گیا
دریا خیم بن میں ب کی ہی گج گیا ہون میں	انگھو نکا خون منور سی اکثر گز گیا
جب میری ز عشق کی لون سکول گئی	یہ آگ میں جلا کہ سمندر گز گیا

گو لا لگانی ہجر کی دن آیا آفتاب	چہری لگا کی شام کا لنگر گز گیا
آیا چہری ملی جو نہ لایا جو اسب خط	دنیا ہی سی مرادہ کبوتر گز گیا
رہ جاتی ہی صفائے طہنت جہان میں	آیت آج تک ہی سکت گز گیا
چوٹانہ بھسی دامن صبر قرار شکر	جو رنج آگیا کہی دل پر گز گیا
پلکین تیری جو ہجر کی سوئی میں یادین	ہر ایک رگ میں جسم کی نشتر گز گیا

تھرانہ بیوفائی سی خاکِ قبول پر
گہوڑا لحد سی صورتِ مصر گز گیا

سب سی مل مل کی دم بدم دیکھا	ساری دنیا میں دست کم دیکھا
نسی تسلیم میں نہیں ستم سا	ہمنے ملکِ عرب عجم دیکھا
نہ کیا وعدہ وصال وفا	قول پیر اتریے قسم دیکھا
داغِ افلاس دل سے دُور کیا	اس کو جب صورتِ درم دیکھا
ایسا رتبہ تری شہید کا ہے	تیغ کو اسکے سمت خم دیکھا
سب کی تعریف سے غور آیا	مدح کو ہمنے عین ذم دیکھا

روح کو ہتی ہوس جو بوسی کی
 جب وہ کہنی لگی شہید کی نام
 جہنی دیکھا دہن جو چھری میں
 بہکو ناحق رہے اسید کرم
 درود دل کو سواد پائے عشق
 گریہ جہدنی شکہا ڈالا
 جہم نی دیکھی ہتی جام میں دنیا
 گر کی وصف خرام یار رستم
 غافلہ ہر مکان اوسیکا ہے
 یار ہی دل میں اور دروہی ہے
 قدرت حق سی تہ کو پایا نار
 سچ ہی ہی دل میں کس طرح بستی
 دیکھی جہم دراز سے گیسو

میری ہونٹوں پہ ب فی دم دیکھا
 ماتہ میں تیر کا قلم دیکھا
 غنچہ گلشن ارم دیکھا
 لہ سواد بدم ستم دیکھا
 لب مرصہ توئی کم دیکھا
 اک نقطہ آنکھوں پر ورم دیکھا
 ہمینی دنیا میں جام جم دیکھا
 اشہب خامہ کا قدم دیکھا
 دیر میں جلوۂ حرم دیکھا
 شادی و رنج کو بہم دیکھا
 نور ہی لیکن امی صنم دیکھا
 تنی کیا الکی حزن الم دیکھا
 شب و صلت کو ہمینی کم دیکھا

جانشین بنی کی ست قبول

راست جو ہی اوسیکو خم دکیا

ظلم قاتل جب ہوا آخر کرم کسی کیا

چہرہ یوسف نہ کیا تھا جو نادانی ہوئی

آنکھ میں ہی جلو نور کریم کارسنا

ایک ہی یاد و جوشخ و برہن میں جنگ

لب چمک یہ دیرین ہی قوت میں کیجئے

ای شہ خوبان یہ تیری نام عیسیٰ

بجلی سی چمکی تہی چہرہ اپنا پایا خاک پر

میری محنت دیکھ کر کہتا ہی وہ لیلیٰ تراج

اپنی گہر کی شکل کسی بدلی اوسمیں کون تھا

سیر و فکلی ہی کہوتی کبرسی شد اونی

اوٹلی دل رخی ہی میر چہ انداوسکو نہیں

کسنی گاڑا لاشہ مجھہ شتی کا غم کسنی کیا

تیری منہ پر سورہ یوسف کو دم کسنی کیا

آج میری پردہ دل میں کرم کسنی کیا

اپنا جلوہ تم میں ہی دیر حرم کسنی کیا

لعل لب کو موتی دانٹو کورقم کسنی کیا

سولی اور چاندی کو دنیا و دم کسنی کیا

میں نہیں آگاہ میرا سر تسلیم کسنی کیا

بھگتو سو می میں پہلا مجنون سی گم کسنی کیا

ای برہن دیر کو تیری حرم کسنی کیا

آج تک نظارہ باغ ارم کسے کیا

سنگون پہ میری ملی کا علم کسنی کیا

<p>بنی اللہ تجھ کو اسی ستم کسنی کیا گنی آنا چھوڑا بستلار بطکم کسنی کیا</p>	<p>رحم تجھ کو بندگان حق تعالیٰ پر نہیں خود ہو الہی کا مانع پہرہ پہنا ہی شوخ</p>
	<p>جب سی ظلم اوسنی کسی کسی گہری ہی امتی قول رحم سے کمال پر غیر از ستم کسنی کیا</p>
<p>واعطاشک نکر محبت یہہ اپنا اپنا عین بٹش من گہٹا جاتا ہی وریا اپنا بھاری اون ندون پر یجان ہی مرد اپنا بار ما توڑ گیا سپر خ کو نالا اپنا بہجد واس تو کھن کی لپی پروا اپنا چار پردی مین ہی بیٹی جو سچا اپنا نہین کہلایا ہی اس تیرنی پلا اپنا نہ بکا کوڑیون کی مول ہی سو اپنا لہنجی تیغ تو دکھلا تین تاشا اپنا</p>	<p>قدح شیر تر اس غصہ با اپنا روزی و نی سول خشک ہو جاتا ہے دنگی خفت سے نہ کا نہ میری میت کو وہ قمر تو ہی سانی نہیں دل تک تیری پر وہ خاک مین ہم آئے چہنی کو مثل غر شیدی آنکھ چپکے صفر کیجھی ف مری آہ رسکے کہ ابھی مری حشت نہ تلی او سکی نظریں انسو کار عشاق وفا پیشہ ہی صفہ ہونا</p>

صاف پاؤ کی کسی حال میں دیکھو گی اگر	لنگ سی آئینہ دل ہی مُبَدِّل اپنا
میں بہتیں چاہتا ہوں بس میں مہتا رہوں ام	تم نہ چاہو اگر اسی جان تو پس کیا اپنا
خط وہ پایا کہ ہو ابی سفر ملکِ عدم	بوئے لعل لب یار ہی تو شا اپنا
شبِ قہر میں سیا کا تصو جو بند	رعب باز دہا ہی تری زلف نے لیا کیا اپنا
قصہ فی خشک کی سو کیا انجشا	لہو گشتی سی بڑا اور ہی سودا اپنا
دل میں یا و گلِ خسار نے ڈالا سوا	دی گئی باد بھسک رہیہ شکوفا اپنا
گہر میں پہنچا دیا آرام ملا اسی عیسے	تم جو آئی تو اوٹھا آپ سی مڑا اپنا
کبھی گئی پائی سلم لکھہ کی خط اتنی بھیجی	لکھ نہ لکھ نہ بھین جواب آپ یہ لکھا اپنا
لطف کیا جبر سی آیا جو مرا نازک دل	اثر اسی ناہ دکش نہ دکھانا اپنا
پہوٹا کب آبلہ تیزاب سی امی فتنہ	آفتاب آئے تو میں کون یہ بھسا اپنا
اسی پر عاشق صادق کی نشانی یہ ہے	زرد رہے فقط اس لیے چہرا اپنا

شعری لطف جو سامع کو نہ حاصل ہو قبول

پیر تو یکسان ہی یہ سب کہنا نہ کہنا اپنا

وہ سوتی سی اوٹھ کر جو جانی لگا	مجھی موت کا خواب آئے لگا
ترسی عہد میں جس سی دکھ کچھ کہا	وہ دلِ غمِ دل اپنا دکھائی لگا
گلوں سی وفا مینی چاہیے اگر	تو غنچہ وہیں سُکرائے لگا
پہا نامی درکار تھا بھیرِ غم	بہنشی وہیں آسنو بہائی لگا
دبانی ملی یارِ سرش کی پانوں	زمانی کو میں اب دبائے لگا
تو اسی عشق ہیشیا رہنا ذرا	اب بھکھو حسن آزمائے لگا
رہوں بی غم اور ایک جام می	لہ میں ہوش میں کچھ کہہ آئے لگا
جوانی میں غم مینی کہا یا بہت	ضعفی میں غم مجھ کو کہائی لگا
وہ چلائی تھی سے سے سے	تری دل کو جب میں اٹھائی لگا
گرو قد اسی جگر روزِ بخیہ میں	مہارا سکر غل مچائی لگا
اُسی روز لچائیگا دل کو ساتھ	خیال آپ کا چیم آئے لگا
گروں میں ہی کو نشہ اتنا نہیں	لہ مستون کو ساقی اٹھائی لگا
ترامیری نالی سی پکھلائے دل	یہ عرش برین کو ہلائے لگا

وہ آیا تو قالب میں جان آگئے گئی جان جسد م وہ جاسیے لگا

ہنیں شایگان کا خیال اسی قبول

یہ توفت ایسی کسی لاسیے لگا

خدا کا نور نبی کی جمال میں دیکھا	جمال پاک بنی آدم کی آل میں دیکھا
حسینو نکو تری گیسو کی جمال میں دیکھا	اسیر دام کو ہی بال بال میں دیکھا
اگر فرشتہ بھی آیا ہی پہنی حسلہ نور	تری فقیر کو مستی سے کہاں میں دیکھا
خیال رنج نزل کا پہر نہیں رہتا	یہ لطف اہل دل کی زوال میں دیکھا
حواس کچھ تہی سب کے دیکھنی کی نہ تھی	جمال یار کو ہمہنی جمال میں دیکھا
نہ پوچھو حال دل بقیر اگیسویں	شال ہی بی آب جمال میں دیکھا
پہاری سمت سی کوہار کا کیا رخ پر	نہ روغن انش کا تل بہر خیال میں دیکھا
شفق میں لال جو آیا نظر ہمیں خورشید	جمال آپ کا اوس دم جلال میں دیکھا
منو و سبزه خط سمجھا جلد نازک سے	تہین گلوری دہانی جو گال میں دیکھا
یہ انقلاب کہا تاہوں انقلاب میں میں	ہمیشہ شاد فلک فی ملال میں دیکھا

جو بحرِ حسرتِ حق گیری ہی د عالم کو	اوسے عیان عرقِ انفعال میں دیکھا
صنم تری قد و گیسو سی قد خم اپنا	خدا کا شکر کروں وصلِ دل میں دیکھا
نہ آئی خواب میں خوابیدہ بختِ پانچم	تو خواب وصل کا اپنی خیال میں دیکھا
وہی سہیا وہی غار اور کفن و دو گز	لدا و شاہ کو بھان آل میں دیکھا
ہمیشہ دیکھا ہی دینار داغ فقرِ کتب	درم کہی ہی نہ دستِ سوال میں دیکھا
تمام کرتا ہی سب عاشقوں کو چن چن کر	بہ نصِ حسن کی عینِ کمال میں دیکھا
خدا ہی جانی کہ کیا ہو گا اوسکی وصل میں لطف	مزا وصال کا جس کے جدال میں دیکھا
سو امی سنج کی دولت سی کچھ حصولِ نہیں	سوالم کی نہ کچھ لفظِ مال میں دیکھا

بہلا قبول سی ہم اپنا درو کیا کہتے

اوسے تو اور ہی سنج و طلال میں دیکھا

جگر کی واغون کو فرستے خار میں دیکھا	چمن شگفتہ بیہ مہنی بھار میں دیکھا
فسونِ عشق سی آیا جو اختیار میں لایا	تو مہنی دل کو نہ پہر اختیار میں دیکھا
صفائی مٹی رہی گو جلا کی خاک کیا	غبارِ مٹی نہ مہی کہ غبار میں دیکھا

دکھائی آب لہوسی کیا گلے کو تر	مرا چہری کا تری آبدار میں دیکھا
ہزار حیف کہ کیوں کین مری نی تکہیں بند	رخ حبیب نہ بونیں و کنار میں دیکھا
شکارِ ناوک رشاک ہو گئی اسی ترک	نیاسکار یہ اپنی شکار میں دیکھا
نہ دیکھا تلو تو ہم کو تمام عالم نی	آفتن سی سنہہ کو لپٹیں مزار میں دیکھا
نہ آئی دل میں کی سیر دل غمخوار تک	مری چمن کو نہ تہنی بھار میں دیکھا
وہ سو عشق تھا اسی شمع بہر پروانہ	کہ مڑ ہوا فقط اوسنے مزار میں دیکھا
ہر ایک ذرہ مرا اثر کی پہونچا ور پہرے	ستارہ بخت سا کا غبار میں دیکھا
یہ عہدہ می کہ کال ہی دشمنی میں عد	فرانہ انس دل دوستار میں دیکھا
جب آیا یار تو ہوش و حواس مبر گئے	پہر ایک کو نہ دل برد بار میں دیکھا
ہمارا چاند دکھایا نہ پہر کبے ہم کو	یہ گردشِ فلک کج در میں دیکھا
بہو کو عشق بناتا ہی جانور ای قیس	تمام عاشقوں کو اک ہمار میں دیکھا
خزانِ معین میری کہیں نظر نہ لگے	اسی لمبی نہ گلوں کو بھار میں دیکھا
گلی پٹ جو گئی تکی تم محبت سے	دو چند جان کو اسی جانِ پیار میں دیکھا

غذای غم کو کرون بزمِ بیهوشی قوت
بیهوده فقط اراضِ حارِ مینِ کبک

یقین وصل قوی آج کل ہی شکر قبول

نیا جوان بیه دل کی دیارِ مینِ کبک

لگی جو کلمہ تو دل کو عذابِ مینِ کبک

ہماری چاند کی پہلی جو چاند فی شبِ وصل

کتابِ عشق کی بی حصر معنی دیکھی باب

پیا جو خونِ دل سوختہ پڑھی جرات

پسین شہید اسی جتنا زیادہ پیاس بڑھے

مہارِ روی کتابی چنا سراپا مین

ہمارا چاند ہی اسی چرخ وہ سریع السیر

بہ کشتی سی سی ی بخت سوئی مین یا تار

تہنی لگا کو پانی مین مہنی دیکھا تھا

شراب ترک جو کی دل جگرِ حلی و دونوں

بجھی قیب کی ہمراہ خوابِ مینِ کبک

قمر کو شمع شبِ مانتابِ مینِ کبک

بغیر فصلِ وصل ایک بابِ مینِ کبک

اثرِ شراب کا صاف اس کتابِ مینِ کبک

عجب مزتری خنجر کی آبِ مینِ کبک

وہن کا نقطہ جو اس انتخابِ مینِ کبک

دوانِ ہلال کو او سکی رکابِ مینِ کبک

کہ خوابِ وصل بھی مہنی ز خوابِ مینِ کبک

تہا چہرہ گلز گلابِ مینِ کبک

عذابِ نار کا مہنی ثوابِ مینِ کبک

تہزار طرح کی آباویانِ فداں سپر	کہ آپ کو دلِ خانہ خراب میں دیکھا
خفا ہوا تہا وہ قاصد سی خط کی یعنی میں	قلم سرِ انسا سوالِ جواب میں دیکھا
جلایا ہجر میں ای جرحِ بھگوساری عسیر	نہ انقلاب تری انقلاب میں دیکھا
لبھی شئی بھی ہیں امیدِ محراب سے پر	سرورِ پنج مہار سی عتاب میں دیکھا

اورانی خاکِ زمینِ غزل میں ہمیں قبول
نوابِ منتقبتِ بو تراب میں دیکھا

وہ عیسیٰ آیتِ مرنی کا غم نہیں رہتا	تکرمیہ کیا کہ مری م میں دم نہیں رہتا
گناہِ عشق میں دوزخ ملی تو کیا خطرہ	کہ سوزِ دل ہی جہنم سی کم نہیں رہتا
غمِ فراق جو خط میں نہ لکھا ہوں مجبور	کہ میری ماہتہ میں فوراً قلم نہیں رہتا
اگرچہ دل کو بنایا ہی نہیں تجھ سے نہ	خدا کا خوف کہاں وہ صدم نہیں رہتا
لبو جو رہا ہوں ہنسا ہی جلد میں کچھ کچھ	یہ میری آنکھوں پر امی دل و دم نہیں رہتا
نہرا جھگڑو سننی چٹپٹا ہی عشق کا بخود	گوئی جہاں کا رنج اور غم نہیں رہتا
ہو جوان مٹی سب سی سیہ بختی	اسیرِ لطف کو اسی جان غم نہیں رہتا

گیا بلت سی رس عمر کی بڑھی گویا	یہ سانپ وہ ہیں کہ کچھ انہیں ستم نہیں رہتا
زبکہ بام سنی کی کیا ہی حسن کج عام	تو خالی کو چہ ترا ایک دم نہیں رہتا ^{قطعہ}
جوان گرتی ہیں چیت ایسی ہی معنی ہیں	قد ضعیف میں زرخشاں خم نہیں رہتا
روان ہی تھیں عمر اپنا سوسے ملک عدم	خرام تیزی اس کا قدم نہیں رہتا
بدل ہی پس سرور الم سہی گو محب کو	نفاق انہیں ہی ہر اک بہم نہیں رہتا ^{قطعہ}
جو غم ہوا تو سداق سرور میں دیا	ہوا سرور تو غم ہی کہ غم نہیں رہتا
نہ ہو لیو کہی دنیا ہی بی وفا حاصل	عروج و رتبہ و جاہ و شہ نہیں رہتا
زبان تیغ سی کیا سرخرو ہو گا بزم	تری سبب لہو ای الم نہیں رہتا
ویا ہی یارنی کہانی سی بجو کیا حاصل	جو وہ سچ چہوی زہر ستم نہیں رہتا
مقابل کو اوتھا کرتا ہے ہمیشہ ابر	لہی یہ دیدہ تراوس سی کم نہیں رہتا
چو پاؤں سوچی صحرائی عشق کیوں چھوون	زیادہ چلی تو خسر و رم نہیں رہتا

فریب دولت دنیا میں آئینہ قبول

پہنسا کی دام میں ہر اک درم نہیں رہتا

وہ ہوتا نک لٹنی سی پیار کیا کرتا
 فراق یار قدیمی تہا سو وہ چھوٹا آج
 رکاب تباہی می دوڑنی میں شاہون
 خزانہ بی معین تو دیکھتی ہے
 مونی ہم اس سی گو وہ سنم راہون
 نہ کر سکا تہا دل یار صبا جیتی ہے
 قیامت آتی بھی جاتی ہے گرنہ تم آتے
 جنون عشق سی شکل میں محب کو رہتا
 دی اپنی جان محبت میں جب یقین آیا
 تری گلی کا گڑھا قبر ہی تو خاک کفن
 پہر ای خاک بے بحر کو سار علی لم میں
 جلا کی خاک نہ کرتا تو اور کیا تھی شکل
 دکھا یا شک چمن کو نہ آہ سوزان نے

میں اپنی جان پہ جبر اختیار کیا کرتا
 خوشی وصال میں میں لنگار کیا کرتا
 سلوک اور وہ اب شہسوار کیا کرتا
 گلون سی موسم جا کیا کرتا
 خدا ہی جانی کہ ایسی کا پیار کیا کرتا
 پہر اس گلی میں ہمارا غبار کیا کرتا
 میں اس سی اور سوا ہفتار کیا کرتا
 بھلا تیار کو میں بی دیار کیا کرتا
 سڑی کی بات کا وہ عتبا کیا کرتا
 شہید تیرا کفن اور مزار کیا کرتا
 ہر اب زمانہ نا پایدار کیا کرتا
 دل پرستہ سی ای حسن یا کیا کرتا
 شہر جلا ہوا پیرا بہار کیا کرتا

تن پنا بھرین کب آب تیغ سی کم تہا	وہ مجھ پر اپنی عشق وار کیا کرتا
تہا رہی بکری پنی بنائی جانوں پر	تو عاشقوں ہی تہا رانجھا کیا کرتا
مرخی شہ پر اگر ملتی نار عشق و سقر	جہی پہ کھلتا کہ میں خستہ کیا کرتا
تہا رہی حسن کو ہمسی ہمیشہ ننگ	ہمارا عشق بہلا متھی عار کیا کرتا
بہا یا بھرین اکھوں نی ساری جسم کا	میں اونکی تیغ کو ہید وار کیا کرتا
خوشی سی روح نکل کر وہیں فدا ہویتے	وہ عیسیٰ کی دم خستہ کیا کرتا

قبول پر ہوئی ہمت تہا رہی الفت کے

لیاقت او سکوکہاں ہی وہ پیار کیا کرتا

دامن کش اونکی گیسو ٹکاساں لار ہا	اِن دو بلاؤں میں دلِ جوشی پہنسا رہا
ساغر بہر اچھ سم کا فوراً شفا ہوئی	جب تک ہی حیات مرض لا دوار ہا
وہ کوچہ ہی تر اچھ ملک آیا خلد سی	چاروں طرف سے شور یہاں دھار ہا
دم کھٹ کی نکلا پر نہ سنا متنی درو	ہم تو چلی مگر یہ ہمارا نکلا رہا
دراغ مقرر چہا نہ نگاہوں پر امی شمر	ہر چند چشم داغ جب گہ کو دکھا رہا

رسوائیوں میں نظر سے مین سوا

اب کوچہ او کامری سہی سیری او داس

وصلت کی رات خواب گراں سی کٹلی آنکھیں

مار و گالات کفر کو خیمہ لاکھ کی ایک دن

ایسا جان ل جگہ لگ بارلی سی گئے

لوچی مین تیری لائی محبت وقت جان

گرتی ہی خاک کو ی صنم پیکر و نکو روح

جتنی بڑی کدورت بد باطنان خلق

کہہ لکی عشق کا نہ کہیں کیجیو علاج

صحرا میں خاک اوڑائی بہت پہر کی چارو

ہو ماہ حسن میں بہت اچھی ہی ہو تم

برسون سی بی قصوبت کہا میں گایاں

میرے او اہوا وہ پہرے سچھی محو ہے

آنکھوں میں اون کی رتبہ سہارا ہزار

کیا زندگی میں نالہ و شور و بکار

ہر چند بخت چونک کی جھکو جگا رہا

وہ بُت قدم تلے ہی جو سر پر خدار

اب کیا طلب کہے گی مری پاس کیا رہا

دروازہ خلد کا جو کہلاتا تھا کہلا رہا

کیا خاک کھینچا کا بہلا رہتا رہا

صاف اونسی او سقد دل ال صفا رہا

شک و دوا پہر وہی امی ل ہا رہا

میں اوس گلی میں پہونچا تو بید پار رہا

مہر اپنا داغ عشق ہی میں کیا ہزار رہا

سہمی ہی کچھ کہا تو کہیں آپ کیا رہا

مردی سی ہی مری او نہیں ناز و اوار رہا

بیراجی سبے تیری مندر میں	پایانہ گو کہ در پی مرگ قصار ہا
ست شراب پھر علیٰ لی لفظ نہ کی	می جام آفتاب میں عیسیٰ پلا رہا
اسی بیو فابن اک تری نا آشتی میں	مونس با قلق تو الم آشنا رہا
کہنکاس فرکار وح سی کرتار با خلش	جب تک ہی حیات یہہ کا نٹا لگا رہا

کب سختیاں ہوئی اوٹھا سکتی امی قبول
 حامی ہم والم میں ہمارا خدار ہا

غیر مردم ہے غمے حال اپنا	نہیں ہوتا وہ خوش حال اپنا
یا آلہ اثر و عا کو مے	غیر ہو ہجر اور وصال اپنا
لہول و تہم نقاب سی چھو	دو پہ تہ آن بھر وصال اپنا
وہن کچھ او خمش گلو کی کم کر دیک	راگ لانا کیا خیال اپنا
بوئے لعل لب مجھے نہ ملا	غصی سے کیوں نہ منہ ہول اپنا
کوچ کی صبح تک نہ توبہ کے	ہی سہ کار بال بال اپنا
نہ کہو ان تلون میں سیل نہیں	دیکھو چکر پر اپنی خال اپنا

ہی یہ چوٹی کا راہزن گیسو
 اوسنی ہکو اتار تربت میں
 دل حیرت زدہ مقابل ہی
 اب مری موت سے لڑو آکر
 تبھی دم بھرنے دل سے عشق ٹلا
 سر کیا وقف تیغ نازیے جان
 تہ کو سوچنی وصل کی کوئی گہات
 لچنگ نہ کرنے مجھ شایے پر
 مجھ کو اوس چاند کا جواب دکھاؤ
 لب زخم مجھ کو سرخ کروں
 بوسہ دی ای ہلال بروئی
 سراوٹھاتا ہی سر و گلشن میں
 جب نہ اوس کو ہوا ہمارا رنج

دیکھہ ای جھلسا ز جال اپنا
 اوج دکھ لگیا زوال اپنا
 دیکھو اتنی مین جبال اپنا
 لہ ہوا قصۃ الفصال اپنا
 ورد ہی روز و ماہ و سال اپنا
 خون تیر کیا حلال اپنا
 دیکھہ ایے ذہن اہتال اپنا
 تیر لیے ترک دیکھہ ہلال اپنا
 ہی نکیرین سے سوال اپنا
 بیحد و تم اگر اگال اپنا
 آج ہم کو دکھا کمال اپنا
 متد دکھا دی وہ نوبال اپنا
 آپ کرنا پڑا سلال اپنا

نالی لب پرین تہر تہری دل میں	اوسکی محفل میں ہی یہ حال اپنا
عشق جیتک ہی عیش تکو ہے	یہی جان اور یہی ہی مال اپنا
ہو گیا حسن تیرے کے دونا	زلف پر جب پڑا وبال اپنا
جب نکالو گی اپنے کو چھی سی	نہ ٹلی گا کہے خیال اپنا

صدی اعجاز عشق میں بن قبول

دیکھیں ہوتا ہی کیا مال اپنا

جو دو اکا تھا اثر صبح و سارا اولٹا رہا	ایسی سیحاد مہر تری بیمار کا اولٹا رہا
زلف پچان کی محبت میں ہوا سیدھا	لیون نہ اس عاشق کا بخت مارا اولٹا رہا
عشق چشم کج ادا میں کیا دوا لکھا علاج	یہہ مرض شہر رہا جام و اولٹا رہا
ہی وہ نالائق کری نا آشنا کا جولا	ہمسی تو امی چرخ کج و آشنا اولٹا رہا
اون لبوئی وانت میری عمر بھر ہی رہی	شہد کا ہی شور بختی سی مرا اولٹا رہا
عشق خسارت کجرونی رکھا سنگون	قد آدم آستینی میں قدم اولٹا رہا
چچ میں بکھوشتی نی رکھا عمر بھر	ہمسی اک اک بال و سک زلف کا اولٹا رہا

تم کو شک و شبہ نہ آئے کہ جب آیا میں چہ	مستی اچھی جان میں سے اگلا اولٹا رہا
قلب فی دریای الفت میں کچھ نہ کہلائی	عمر بھر اپنا جہاز اسی ناختہ اولٹا رہا
بہر گزری ہر بل ہر اک کو ڈھونڈتی پرتی تھی	ایک میں فرقت میں مجھ بانی قضا اولٹا رہا
کچھ ادائیگی نہیں پیرا سکو بہت چٹائیگا	میرا دل سید مارا اچھی جان یا اولٹا رہا
نہم نہ شام کی در پر پیر گئی جب اوٹھی پان	رویا میں اتنا سحر تک دم مرا اولٹا رہا
یا دیکھا ارض سما کا آئینکا بے فینا	ارض تو پھر ہی رہی مجھ ہی سما اولٹا رہا
قیس و امق کو کہن نل ہم رہی سبب	عاشق و کائنات ازل سے ایسا اولٹا رہا
فیض سی اپنی نہ جب آباد کرنی آئی تم	شہر دل نل او دہا میں تھا اولٹا رہا

ساری مسکیناں عالم سے ہا سید قبول

پادشاہوں سے مگر تیرا گدا اولٹا رہا

فریب کا رحمت شعار کیا ہوگا	غلطی وہم وہ عتیار کیا ہوگا
زبکہ نقص ہیں مہین لاکھ صوت کے	گناہگاروں میں بنن شمار کیا ہوگا
فنا کی بعد ہی ذروں میں فتراق رہا	زیادہ اس سے اب اور انتشار کیا ہوگا

شبِ فراق کو کاٹا ہی دے غنایاں ڈرا
 چرائی آہون لی آنکھیں چشمِ جانان سے
 جلارہی ہی ہی غلّ دل کو تیشِ عشق
 بہاری کوچی میں ناچار منہ چپا لیکا
 دکھارہی ہی جو گردِ شبنم ہر گردِ چشم
 ملا نہ خلد جو داغون کی بدلی محشر میں
 لیا ہی عشقِ نیاں اس سنگدل کی سرچھے
 ولایِ ساقی کو ترسی ہی کنارہ جسے
 لگے جو مول نہ لگا گناہگار و سکنے
 بنا ہی چشمِ آبِ حیات چشمہِ مہر
 گہنی عشقِ سی حسن او سکا متفق ہو گا
 ٹرپ سی جسکی ہر اک عضو ہی مرا بیتاب
 ہمارا دل تو کسی نے آج تک دیکھا

مہیب اس سی ہی روز شمار کیا ہو گا
 مقابلی میں پہلا بھرے رے ار کیا ہو گا
 بتائیں آپ کہ پہر برگ و بار کیا ہو گا
 رقیب چور ہی بے محسوس چار کیا ہو گا
 بیہ رنگ گردِ شبنم لیلِ بہار کیا ہو گا
 تو نخلِ عشق کا بھر برگ و بار کیا ہو گا
 لحد میں میری بدن پر فشاں کیا ہو گا
 وہ بھرِ رحمتِ خالق سی پار کیا ہو گا
 تو نقدِ رحمت پر درو گار کیا ہو گا
 بہاری روز سی ظلمات تار کیا ہو گا
 بہم مصاحفہ نور و نار کیا ہو گا
 جو تم نہ چاہو گی او سکو قرار کیا ہو گا
 جو دل میں راز ہی وہ آشکار کیا ہو گا

ہماری معنی محبت والہی جو اس پر انگہ
رقیب تیرنگہ کا شکار کیا ہو گا

گنہ گنہی نہ گنہی جب تو پہرے سے

ضرر قبول کو روزِ شکار کیا ہو گا

غمِ گل کا شادی میں یہ بیدل نہیں کرتا	اسدِ سحرِ صول کا غافل نہیں کہتا
عاشق سروِ ہوا کر کہیں چھوٹی نہ قسم کیا	قرآنِ گلی میں وہ حامل نہیں کہتا
دُہری کہیں گنہی نہ مخالف میں ہی ہو	میں مشغلہِ عفتِ اناں نہیں کہتا
خورشید میں گرمی تری ہی ترانہ	ہتھاب تری شکلِ ہوشاں نہیں کہتا
ایسا ہو پہرے جابی نگہِ حرم کی جانب	وہ آنکھ نہ سودیدہ بسل نہیں کہتا
پٹیا کروں تا حشر میں کونہ لگی پیٹ	تربت میں خود اسوِ سطلی قاتل نہیں کہتا
شرمندہ کسی کا ہون میرا کوئی مسمون	میں مستِ عطا و لبِ سائل نہیں کہتا
پڑا ہی تاک رہا ہی محفل میں وہ مجھ سے	چھوٹوں ہی صد افسوسِ دل نہیں کہتا
اگ کہوں کو جلا دینا ہی شیریں دہنوں کی	وہ خالِ سیہ تیزیِ فضل نہیں کہتا
دل چکی ہوں آپکو لپٹوں کا بلا خوف	سینی میں کلیجہ ہی یہ بیدل نہیں کہتا

کار چہلا کرئی کو ذی علم ہوئی حسیق
 جسکی ہون عشق غم و شادی ہی فراموش
 خورشید میں بہی یہ کہتی ہیں جسی ہو پ
 ویران کیا اوس شہ خوبان کی دل فہوس
 محل کوئی دیکھی تو نہ اوس میں ہوئی لیلی
 دل پاستی آہتا ہی تو رہتا ہی لیلی
 گزرا ہی میری عشق کی داغون سہی تجھیں
 کہو توں سی ہی سی صاف دل پاک ہمارا
 ہی دل کی علاقوں پہ تسلط وہ پری آپ
 فانوس میں کپڑی کی چھپی شمع کا گہرا
 محتاج ہوں سرج گد و نکاہوں لیکن
 مجذوب و نکاہوں جہان جذب نہا
 اسی سیٹی ترق جاوہ ملا تا نہیں سینا

تکلیف جو عالم کو ہی جاہل نہیں کہتا
 لیا کام کسی شے سی کہ میں دل نہیں کہتا
 بی مثل وہ محبوب ہے غل نہیں رکھتا
 یہ ملک مرا حکم عادل نہیں کہتا
 ناقہ نظر آیا تو وہ محل نہیں رکھتا
 لیکن مجھی پاس اپنی مراد نہیں کہتا
 ناقص مجھی میرا میرے کامل نہیں رکھتا
 یہ نام کو ہی قلب مگر غل نہیں رکھتا
 ایسا ہی سیانا ہی کمال نہیں کہتا
 پوشیدہ اوسی پردہ محل نہیں رکھتا
 شکول ہی پاس اپنی سیال نہیں کہتا
 اوس شت کسا لکھتے جن منزل نہیں کہتا
 سینی سی نخل تو کشش اسی ل نہیں کہتا

دولت پہیہ سی پاس ہی پڑل نہیں کرتا	عشق اوستی بسکتا نہیں خوف کی ماری
اس طرح کی سختی مرضِ سل نہیں کرتا	بارِ انا ہی چھپرِ مرضِ عشقِ تباہ کا
زنجیر پہ پاسِ سلاسل نہیں کرتا	دیوانہ نگیسو کو تری طوق پہستے
پہ بھر وہ ہی دوسرا سہل نہیں کرتا	جو پہن گیا دریا سی عشقِ مین وہ ڈوبا
پاس ابر و خمدار کی وہ تل نہیں کرتا	دیکھو یہ ہلال اور ہلال کی ملی ہیں
لم رتبہ سخی سی لب سائل نہیں کرتا	گوین مین کرتا ہی پہلا اہل کرم کا

جب ہجر مین کچھ ہوش ہو انظم کی شعر
بی فکرِ مقول ایک گہری ل نہیں کرتا

مختصر سی بات کا شکوہ بڑا رہ جائیگا	بوسہ لب و نہن سائل کھڑا رہ جائیگا
اوسکی در کی سہنی مردہ پڑا رہ جائیگا	بعد مرگ آنی کی میری کامِ غفلت پادکے
یہ نہن سرخ اس مین جڑا رہ جائیگا	اوس لب نگین کا ابل سنی نکلی گا خیال
مال جو گاڑا ہی اوسک گڑا رہ جائیگا	جان پہنچنی خدو گڑا جائیگا غفلت نکر
پہنچکا مردِ اجہنم مین گڑا رہ جائیگا	نرم ہو راہِ فہامین ورنہ قبرِ خجہ سے

عجبر کردگار حق میں سخت بدشی کبر ہے	نرم اس منزل کو پہنچا کر اڑا ہجائیگا
صبح دم سانان عشرت سی جل گاور دل	جائنگی وہ پاندان اور چو گہرا ہجائیگا
سرخ تو پاینگار بند و پیر کرا ہو کر بڑا	واعطا ڈاڑیا ہیں سب کر بڑا ہجائیگا
آہ جانان سناوینا نہ مجھ کو نزع ہے	وم جو سنی میں اڑا ہی وہ اڑا ہجائیگا
جمع کیا کر نامی تو اس باب بنیاد و ک	تو روان ہو گا یہ سب میں بڑا ہجائیگا

صبح مجھ و جشی کو وہ طوق گلو ہو گا قبول
اونکی جب گہر کی جانی میں ہزارہ جائیگا

قضائی یاد رکھا گو کہ یار ہوں گیا	خدا نہ ہوا لامھی بہت ہزار ہوں گیا
نہ دوست آیا نہ دشمن نہ راہ رو گویے	تر می شہید کا سکو مزار ہوں گیا
ہیں جہولانہ عادیے کام یہ ہے	رفیق کو ہی وہ غفلت حار ہوں گیا
بہی شگفتگی دل ہو غیر ممکن ہے	یہ غنچہ موسم فصل ہزار ہوں گیا
بزرگ طائر گم شدہ تیشیاں تباہ	مہناری کوچی کو میرا غبار ہوں گیا
میں میں نسبت سے حب ساقی کوثر	مری دماغ کو رنج حمار ہوں گیا

لہو بہانی میں لخت جگر گری ہے	کہ باغبانوں کو بھی لالہ زار ہو گیا
پہرا ہجرتی اس چہ جگہوں میں ہے	آب وطن یہ غریب الیاز ہو گیا
فراق یار کو کیوں ایسی باتدار ہے	اسی زمانہ ما پامدار ہو گیا
میں اتنا وصل میں اچھلا گیا کہ وقت میں	اچھلتا اپنا دل پتھر پر ہو گیا

قبول بخش دایوں کریم نے گویا

مری گناہوں کو پروردگار ہو گیا

دل کی کیوں بیان تیری لفت سا کا بنا	آپ تو چوٹ گیا محب کو سراپا باندھا
دہیان جب تار تصوئی کمر کا باندھا	میں یہ سمجھا کہ مری یار لی پٹکا باندھا
رک گیا یل شک اکہ میں جٹ کھیٹل	سحر سی سن فسون سازی دریا باندھا
دل لی آج پیلو میں ہوں اسکی مثال	جیسی بی پہل کسی انسان فی قصا باندھا
عشق سنہ زور ہی بد ہی نکری کیونکر تنگ	جسنی سینی میں جگہ دی اسی گہڑا باندھا
دل ہی پر تیرنگہ پڑتی ہیں ہزار اسی ترک	واہ اسی تیر فگن خوب نشانا باندھا
اشک خون میں جو کہی پاک کی ہاتھوینے	اقرار چرخ شکر کی حسا کا باندھا

انہیں چیرن کی الفت میں بھی عمر تمام
 یا خدا تیرسی آتش کی موت آئی مری
 وادوئی کعبہ الفت کی بلبند ی مٹی
 سفر ملک عدم پر جو کمر باند ہی ہے
 طبع شو کو جو پوشاک پہ تیری ہی جنون
 کچی برو کی گئی جب تک سید کی
 اوسکی الفت کی سوا دل میں گزری کوئی
 شد قنار شب وصل ہی ای الفت ہی باندہ
 میں ہی مجرم تھا اک ای سلسلہ عشق دین
 وہ پر ہی صبح کو جاتی ہی عروہوں کی طرح
 صبر بخشد دل بیتاب کو منہ دکھ لاکر
 زخمی دستِ حنائی جو ہو ہی ہم ہستیا
 مرہم اس خم کالائی نہ کسی پٹی ہے

ابرو و زلفِ دل آویزنی مارا باندہ
 اوسنی باند ہی جو کان مینی یہ چلا باندہ
 دلِ جنون میں کیوں تانی کو لیل باندہ
 چوڑا کیا اہل فنا کی کہین کیا کیا باندہ
 خلعت لفظ میں معنی کی نہ پردا باندہ
 تیغ سی چوڑا تو نیزی کا اراد باندہ
 یار کی حسن نی میدان ہمارا باندہ
 ہم سیر کو جو باندہ نہ تو پہلا کیا باندہ
 عمر بہرہ پر نہ کھلا میں بھی ای باندہ
 ہمنی اشکو نکاہتی کی لی سحر باندہ
 شعلہ رخ مسمی یار نی پارا باندہ
 ایک نی ہی نہ تدارک کا اراد باندہ
 جھوٹی مہندی نہ جہان بند تہارا باندہ

چمن فکر میں پہول او سکوجو باندہ تو قبول

پاس ہوئی کی لپی آپ کو کاٹنا باندہ

رحم افزوں غضب حق ہی مگر تھوڑا سا	عیب بندی میں یاد ہی ہنر تھوڑا سا
مہجران ہی آہی شکست مر تھوڑا سا	رہ گیا دردِ دل داغ جب مگر تھوڑا سا
ای جنوں آپ وہ زنجیر بھی پناہی	الف زلف دکھا دی جو اثر تھوڑا سا
عشق کا داغ لگا دل مری قبل شب	حیف بکھی ہی پناہی یہ نثر تھوڑا سا
عشق میں بے لگی ہم زلف سی آشفٹ	گرنی پانی تھی ابھی پیچ مگر تھوڑا سا
ایک دن فاقہ بھی کر صبر کہا خالق کو	فقر بھی چاہی ہی صاحب تھوڑا سا
سیر کرنا نہیں بہو کو نکو تو او کا غم کہا	داغ نہیں دل میں کہہ ہی صاحب تھوڑا سا
داغ دل کو مرغی رشید سمجھتی ہیں	عشق کی جلوہ کہا یا ہی او ہر تھوڑا سا
ابطہ غیری سنکر وہ لہو ہو کی بہا	داغِ وقت سی بچا تھا جو جگر تھوڑا سا
نکدہ گرم سی آگ او سکوکیا ہی چھپر	عشق شکن ہی یہی میں تر تھوڑا سا
ایک ہی شعلہ اوٹھا تھا کہ موتی ہجر میں ہم	سرخ اسو اسطی ہی وی سحر تھوڑا سا

عکسِ کان ہی ہی بہا لاتر عی شق کی لپی	جان لینی کو بہت ہی پس نہر تھوڑا
بہوڑا تا ہی فرقت میں بہت اڑو	یادِ وصلت میں بہنا تا ہی مگر تھوڑا سا
راتِ وصلت کی جو کم ہی تو نہیں غم مجھ کو	دم ہی سینی میں ہی ای رشکِ قمر تھوڑا

خانہ دل میں غم و صبر میں مہمان قبول

غم تو ہی حد سی سوا صبر مگر تھوڑا سا

ناسورِ دل ہی عیسیٰ ہر اک دم بھرا رہا	مرسم ہر اتو خون سی مرسم بھرا رہا
چھوڑا جو تو لی دل تو لبہ آ کی در و بھر	خالی ہوا جو تجھے ترا غم بھرا رہا
ہر رات عشقِ زلف میں ڈر میں سقد	دن بہر کسی سی بات کی دم بھرا رہا
گو عاشقانِ حسن سی خالی ہوا جھان	عالم میں تیری حسن کی عالم بھرا رہا
جو ہر کسی نہ کیا جسزاد بر سرخ خون	خنجر ہو سی آپ کا ہر دم بھرا رہا
تابعِ فروتنی سی ہی عالمِ فطیر کا	عالم سی اپنا جامِ دل ای جم بھرا رہا
تم صجد مہینے جو چمن میں تو شام تک	آبِ گہری سی کاسہ شبنم بھرا رہا
متنی نگہ نگہ سی ہی خالی اپنے آنکھ	دل غم سی دل سی سینہ پر غم بھرا رہا

ای جم محل حال بہا تو حال بہا محل	عالم میں جام جام میں عالم بھرارہ
منظور تھا کہ ساتھ ہی زرسوا سیلے	لیکھ تھی رہا دلِ حاتم بھرارہ
رکھا فنا کی بعد ہی زندہ براہی سلم	جسم میں وہ روح مجسم بھرارہ
ساغر لب لب ایک تو ساقی عطر کا	جام دل اس امیر کے ہر دم بھرارہ
ای بُت تری جگہ می دل میں بجا نہ	اس گھر میں او سکا نام معظم بھرارہ
آیا گیا خبر کو رقیب کے سنت سے	و خیم دل و جگر میں مری سم بھرارہ
عشاقِ باطنی کو گلی سی اوٹھا دیا	ظاہر میں جسنی آگی ترادوم بھرارہ
جنت چھٹی محبت گدزمین اسکی بعد	خو اک اسس سی دل اوم بھرارہ

دل ماسو اسخی خالی رہا سیلے بقول

امین خدا کا اسم معظم بھرارہ

میں ہوتا پہر تا ہوں ستمگر نہیں ملتا	ملتا ہی وہ شاک تو خج نہیں ملتا
لب سی تری گو لعل ہو احر نہیں ملتا	دانوں سی جو خوش آب ہو گو بہر نہیں ملتا
مرگانی تری ہی جو مشاہد بہت امی جان	رگ سی می خشا د کا شہر نہیں ملتا

جسکی لپی نکلا تہا وہ انا تہا مری گہر	اب ایسا ہون ٹھن ٹھن بھی گہر نہیں ملتا
بستر پرین بستر تری کوچی میں اب اتنی	میں جو لگایا تہا وہ بستر نہیں ملتا
پتوں میں چھپا جاتا ہی چہر بستی کی گل	قدسی ترگی شش میں صنوبر نہیں ملتا
گو کہ الم ہی تری سوانی کی ستر	سر پہڑ نیکو چاہوں تو پتہ نہیں ملتا
ہر دم کی چہری ہی بھی وصلت تن و ستر	سرتن سی جد اگر فی کو خنجر نہیں ملتا
لکھنی کو نتہا کوئی تو قاصد ہی ہزاروں	لکھو ایامی نامہ تو کبوتر نہیں ملتا
سنبہ پیر بھی دس کی چمبی نی دہن سی	ہو ٹٹوں سی مہاری کبے نہ نہیں ملتا
ہشبار رکھ کر تہا ہون میں نشہ ہی سے	ہو جاتا ہون بیہوشی ساغر نہیں ملتا
طوفان پہاڑ و ٹہا ہی مری دین ترسی	سایک عالم ہی سمندر نہیں ملتا
اڑتا بھی اوس گل کا کہی طائر پکایاں	بلبل کا گلستان میں اک پرنی نہیں ملتا
میں تیا جگہ داغ جگہ میں کہ وہ ہو خاک	آتشکد فی ٹٹو ہی میں ہمند نہیں ملتا

ہو عیش کہ اندوہ قبول اس کو یقین جان

جب تک نہیں تائید ممتد نہیں ملتا

جنتک دم ہی بگر سوزاں بھئی ل جدا
 میں جدا اختیار سی الفت میں یزول جدا
 عیب یوں نقد سخن کسی تی ہیں کال جدا
 احتیاج قیضِ منعم شوی حاجت مند ہے
 کام آجاتی ہیں دونوں اپنی اپنی جاگر
 ایک تربت میں ہوں لاکھوں خاک کی پتلون کا
 بد و خلقت سے شریک بد رہا بان ہی لال
 عارضِ سرخ و خیال اپنی حق میں تہرین
 تیغِ کنجی شہادت کے خوشی میں مر گیا
 قتلکے میں کینچ لایا ہئی کس غصی سی آج
 راہِ عشق ای قیس کٹ جانا بہت تباہ
 عشق کا لال میں پائیں کیا صبر قرار
 جسطرح وہ چشم و حشری ہو دہنی ہی الگ

سرخدا قاتل کری تو ہو بڑا قاتل جدا
 عشق کال اورشی ہی حق جدا باطل جدا
 نیمیا گر جسطرح تابی سی کردی غل جدا
 دستِ اہل جو دسی کب ہی کفایت جدا
 جامِ شہید جدا ہی کائنات سا ل جدا
 ہونگی پر روزِ جزا یہ ساری گلِ گل جدا
 نقص و سہمیوں جو اس ناقص سی کال جدا
 رخ جدا خواہاں ہی ل کا اوپر کال جدا
 قتل کی حسرت میں بن غمیں قاتل جدا
 اب گلی ل ل کی ہو گا خنجر قاتل جدا
 محلِ لیلی سی ہو دل کی اگر محفل جدا
 پاس سی عالم کی ہو جاتی میں سب ل جدا
 مشکنا فی سی ہی اونکی آنکھ کا ہی تل جدا

<p> مینک آپس میں ہیں و نون لب صل جدا تو جد ہی پر نہیں تھیں وہ اسی غافل جدا جس شہی عالم کا جلتا ہی وہی منغل جدا آپ کی چاہ دقن سی ہی چہ بابل جدا روح ہر شے ہی ہی امی موت کے غافل جدا محفل عشرت کے یہاں تم کی ہی محفل جدا </p>	<p> وصل و سخن کرم کی لب نمی ہی لبین روح امر ہے امر کی کو عین صبر دل جلا اسی فلفل خال لب شیرین دو فرشتی گل زمان سنہن جن اسیمین اس قدر کیوں خواب غفلت میں ہی کینک نیرم صلت گہرین فی وقت کا وہر کا دل سین </p>
<p> جسم سی جسم جد ہونی لگی روح قبول تم نہ یا شکاٹا رہنا دم شکل جدا </p>	<p> جسم سی جسم جد ہونی لگی روح قبول تم نہ یا شکاٹا رہنا دم شکل جدا </p>
<p> جس ہر موت کی ہوا ہول گیا ہوش اتنا ہی نہ آیا بھی کیا ہول گیا تلو دیکھا تو کیا شکار کیا ہول گیا تری کانٹ کی ہر اک آبلہ پا ہول گیا یہ سبق جتنا کیا یاد سوا ہول گیا </p>	<p> باغبان خلق گل انداز وفا ہول گیا چہو کر دل تری محفل سچی میں گہر کو چلا شکوہ جور و جفا دل میں بہر اتنا لیکن دشت الفت میں بہت خوار پڑا ہی نہ درس الفت کی ترقی سی ہوا اور سکھ </p>

خط کا کہنا ہی ابا و سنی تو ایسا خوش	مری گھر کا مری قاصد کو پتا ہوں گیا
ایسی ہی جگہ کہ سودا تر می عشق کو ہوا	وہ بیان یک لخت طبعیہ نگو مر ہو گیا
بعض مکین کی سنی نو آری ایسی ہوش	نسخہ لکھنی کو جو بیٹھا تو دوا ہوں گیا
یا در کہنی کا نہ وقفہ شب و صبح دیا	مین مرا واصل کا اعلیٰ جان بجا ہوں گیا
نغمی کو دیا ہون می نام کی جشت مین	گل کو کب بلبل بی برک و نوا ہوں گیا
عشق بڑھ جائی نہ اتنا کہ تجھی ہی ہوں	ای صنم ساری خدائی بخدا ہوں گیا
دل بیہوش تشق ہی نہایت ہشیا	سہو و نسیان کو تر می یاد سو ہوں گیا

ما تہ میں جب کے یاد کی قدم پتہ قبول
بادشاہوں کی عنایت یہ کہ اہوں گیا

ہجر میں ہر خطہ رومی کا بہا نا کیا ہوا	پوسل چین سیران پان آئینہ بیا کیا ہوا
غیرنی شکو گلو می ی لہو سو کہا ہوا	یہ لہو پنا ہوا یا پان کہا نا کیا ہوا
ہم ہی مین تم وہی ہو شکل گردون ہی و	انسن چین تہا تہین ہی مہ زمانا کیا ہوا
دیکھتی ہی اکو مار خمی شی کی جان دیک	سا تہ غزالیل کو لائی یہ آنا کیا ہوا

ای جنون اب عشق باز کا وہ بانا کیا ہوا	پیرن صد چاک عاشق کا ہنسن ہی جسم میں
اگر کتنی کس سمت بلبل آشیانا کیا ہوا	باغ میں پچا ہمارا پھول یا بجلی گری
وصل دم ہر کا جو دست نی زانا کیا ہوا	جان دی ہی حشر تک اندھی اب ہی وصال
قل خلقت ہو گئی اوسنی بچا کیا ہوا	چال کچھ ایسی چلا جس سے قلیت آگئی
بجیا میری محبت میں تو انا کیا ہوا	سنگ طفلانستی بن جا تو کہتا ہی منو خ
جان ہی لی لی محبت آنا کیا ہوا	مرونی منہ پر پیری جب آنکھ عہد پر پیری
چرم لون میں دانت شانی کی ہٹا گیا	زلف میں پیدا کیا دندان فہمی کا اثر
اب دلوٹی چال ہا لٹا زانا کیا ہوا	اسی فلک معشوق آگی آپا تہا دم
عین الفت میں جہنم لکھیں لڑا کیا ہوا	اب عداوت سی نکلتی ہیں جو نکھیں دیدم
تہی ہیکانی گئی پریم بھگنا کیا ہوا	اہل دنیا کا گلا کیا جب بھرا پاس دل
ہمدود ستار کیسی سرتا کیا ہوا	سراو تار تنغ سی اوشن خنی دستار بعد

دشت ہستی سی گئی ہشیار و خود ای قبول

قیس نادان اب کہاں پہلول وانا کیا ہوا

دہن سادسج ای ولہب نہ ہوگا	متباری دانت ساگو مس نہ ہوگا
رہو تم بی مروت ہی یہ منظور	بلاسی رحم کو مہر نہ ہوگا
رقیبوں سی ملوگی نرم ہو کر	تمہارا دل اگر تپ نہ ہوگا
بنی ہی جان پر اب منہ کہہ جا	یہ عاشق ای پری جان نہ ہوگا
جو مر جاؤں کہ لاشی پروہ گزری	تو مرنی کا اوسی باور نہ ہوگا
اگر ہوگا کہی خجہ کر مین	تو غصی مین وہ مہ پیکر نہ ہوگا
خفا ہوگا جو مجھ بد بخت پر یار	تو اوس دم ما تہ مین خجہ نہ ہوگا
سڑی سی پوچتی ہین آئین کہ ہم	اگرینگے قصد وہ جب گہر نہ ہوگا
یہ آئینو جہر مین چنگاریاں ہین	جلی کا صاف دامن تر نہ ہوگا
جو آیانزع مین ہی مستے یار	لبالب عسر کا سحر نہ ہوگا
رہی کس طرح شعلی مین رطوبت	پسینی سی کہی رخ تر نہ ہوگا
ہو امین در بدر ای عشق لیکن	وہ کہتی ہین شیش گہر نہ ہوگا
دڑی بیدل تمہارا تیغ سی کیا	نہ ہوگا دل تو دل کیوں کر نہ ہوگا

کٹی ہیں مانتہ پہلی شل کی وقت	سند کو شیرین محض نہ ہوگا
کلی قسم بگناہیوں کی نہ کاٹی	پہنہ تیری تیج کا جو ہر نہ ہوگا
پوچھا جلتو و لشی قسم چکا کر	جواہی ساقی کو یلے ساغر نہ ہوگا
اگر گہری بکا لوگی تو عا شق	کہے اس حکم ہی ہر نہ ہوگا
نقد جان ہی اسی جان ہم	فدا دل آپ پر کیوں کر نہ ہوگا

قبول اس بحر میں آیا تخلص

تو سا قظ ہر نہ اب کیوں کر نہ ہوگا

دل داغون سی چمن ہمارا	دیکھی گل پیرہن ہمارا
ابرو کی خوب کہا میں چھڑا	دیکھو تم با نکین ہمارا
وہ کہتے ہیں کہ بوسہ لی لے	مجھے اگر دہن ہمارا
سنت پر ہی نہ ایک کی بات	بر باد کیا سخن ہمارا
ایسی گہل کر موی کہ اب ہی	ہے بہاری کفن ہمارا
کیون آنی چہ پیش گئی فنا میں	تہا ملک بقا وطن ہمارا

کہوٹوں سی ہی کہری رہی ہیں	گیسا خوب رہا چلن ہمارا
شاید دنیا نہی نظر آئے	اب دلق ہوا کہن ہمارا
پہونچا تا ہی وطن ہمارے	محسن ہی راہزن ہمارا
وہ گل دل داغدار ہیں آئے	گیسا پہولا ہی چمن ہمارا
پہا ہا ملبوس کو بسناد و	پہوڑا ہی سب بدن ہمارا
امی دست جنون بھی مشقت	نباشش جولی کفن ہمارا
گہتا ہے یار پائیگا کون	ہی سہیجان دفن ہمارا
لاکھوں دراشک کٹ رہی ہیں	آباد رہے عدن ہمارا
تیور سی ہمپر چڑھاؤ خوش ہیں	دل توڑیے ہر شکن ہمارا
ہر پل یہ اشارہ آنکھ کا ہے	ہی کام مندریب دفن ہمارا

ہرگز نہ دیا قبول ہوا

مردم را دہن ہمارا

اب کہینچون گاسم ہمارا	عاشق سبھے کرم ہمارا
-----------------------	---------------------

دنیا سی حب چلی عدم کو
 مٹی پر باد ہو گیا مین
 چھوینے پر ہاتھ کاٹی ہو
 پس کر ہو جای سہرہ ساقف
 کیا سنہ کہ قیب بیٹھا پاس
 تو نین بیٹین گھر رہے گا
 الفت جو ہو اس کہو نہ دیتے
 پتھر کو چوم کر پھر ا رند
 ایسا سودا بڑا کہ تیسے
 مخمور جو جام چشم دیکھے
 اسی شاہو خلق کو پہنیا لو
 دنیا سی آپ اوٹہ چلے ہم
 ہی آب حیات وصل امی جان

سہرا ہو الم تمہارا
 مجھے سارا حشم تمہارا
 مین لیٹا ہوں قدم تمہارا
 چند ہی جو رہی ستم تمہارا
 لڑتی ہیں پاس ہم تمہارا
 دل میرا اور عشم تمہارا
 دم بھرتی دم بد م تمہارا
 شیخو دیکھا حرم تمہارا
 لڑتی ہیں شکوہ ہم تمہارا
 ساقی بخیای جم تمہارا
 ہی دام بڑا درم تمہارا
 جب اوٹہ نہ سکا ستم تمہارا
 بیشک ہے ہجر ستم تمہارا

لےتے ہی حبان مہربانی	ہیں لاکھ ستم کرم ہتھارا
ای زلف و پہلو ان کیسا ہیں	چت کر دی بچ و خم ہتھارا
دیکھیں کب ظلم سی کرو قتل	دیکھیں کب ہو کرم ہتھارا
دم میں مر کر وہیں پہنچتے	ہو تاج و دھن عدم ہتھارا
تو لاجب عشق و حسن شہرا	میرا تو زیادہ کم ہتھارا

لکھنا جو قبول وصف کیسو
تیا کیا بیشکاتلم ہتھارا

حال عاشق چو پتی کیا ہو کہ ٹیو کر شکیا	ہمدومیری مثالی پرستگر شکیا
دو پھر کوجب وہ ٹوون قد کیا گلزار میں	اپنی ساتی کی طرح سرِ صنوبر شکیا
بیوئی کر کی حال نہ پوچھہ ای بی وفا	تجھسی خالی ہو گیا ہی جیسی یہہ گھر شکیا
اوسکی الفت سی لہو میرا دل سنگین ہوا	نقش کیا نقش کی ہٹے پتھر شکیا
آنسو و نکا پانی ہاتھی سی ہوا ہاتھوں	حرف قسمت کو لٹا ای دینے تر شکیا
انقلاب کرم در دہری تم خوش چھو	آگ میں مچھلی تو پانی میں سمندر شکیا

عاشقوں کی چہرہ کٹنی کی کچہری گرم ہے	قطع ہر گہری اک مجمع عشاق مضطر شکیا
مین جو پہوتچا دو گہری بعد اور حبا یا اپنا	دی صد دیوانِ متقل نی وہ دفتر شکیا
جاکساری اصل انسان ہی نکرنا تو غور	آدمیت شگنی جہدم یہ جو ہر شکیا
روبر و جہدم ہوا عشقِ دلِ شفاف سے	جو ہر آنیہ صاف سکندر شکیا
عشق نی مارا جوانی مین بوسہ کتے ہی ہا	گو اہی مٹنی کی لایق یہ تہا ہر شکیا

کہل گیا او کی لہی جنت کا در فوراً قبول
نام پرچہ در جو دنیا مین اک مٹ گیا

مین ہانچو جو اس محبوب کا جو یار ہا	جب تک اوس گل کو کو ڈھونڈا آپ مین کہو یار ہا
آہ جانان نی شادی مرگ شکو کر دیا	پہر گیا وہ بیو فاسو یا تو مین سو یار ہا
جب تلک آنکھیں مین دیکھا کیا چہرہ ترا	وصف چہر کا کیا جب تک دہن گو یار ہا
دل مرگوار الفت نی جلا یار ات دن	تخل قد ای سرقہ دل مین مگر بو یار ہا
بی حواسی محبت کی پھر ایا چا سو	دل مین او کو پا یا جسکا عمر بہر جو یار ہا
عشق صاف اوس صنم کی کام آیا بعد مرگ	یون اب تو مین مجھ پر عشق انہیں گو یار ہا

پہر کیا عاشق کا دل ایڑ لہاؤ یار	حُسن میں بی مثل ہونا زواو امین لاجو
تخم الفت مریع دل میں مری ہو یار	وایہ حال صنم کا پہل نہ اشکو سینے ملا

مکرمی وہ تیغ نگہ سی قتل کر کی ای قبول

خون میں ہنلا کی دیدہ دہوی کا دہویار

ہم حسن کنین پہ سوتی وہ تالاب ہو گیا	ہر اشک گرم ہجر میں تیزاب ہو گیا
سہتاب آفتاب جہاں تاب ہو گیا	سب نور لیکے محسوس نکلا شیب وصال
ہر ایک بند جسم مرا باب ہو گیا	تیغوں کی پہل سی اوسنی گلستان کربیا
دُر گو کہ اشک کا ہمہ تن تاب ہو گیا	موتی کی قدر آب سی ہی کی نہ اوسنی قدر
اتنو پہر ایک بھی دُرِ نایاب ہو گیا	دریای اشک بہتی ہی آیا مگر جو یار
غش گیا بھی تو وہی خواب ہو گیا	جز گر یہ ہجر میں نہ پلاک سی پلاک لگے
ہر قطرہ اشک کا وہیں گردا ہو گیا	جب گردش اونکی آنکھوں کی آنکھوں میں پہر گئے
عشق آگ بن گیا تو یہہ سیا ہو گیا	سینی میں دل کہاں جو بہر آ کی عشق گرم
اٹھتا ہاگر دبا دہ گردا ہو گیا	صحرا میں سل اشک چڑھا جلد اس قدر

جب ہر نوش ناز سی لایا وہ لب تک | انکو رنبر عکس سی عتاب ہو گیا

آرام جان نہیں ہی جو ہتر پائی بقول

خواب وصال اپنی لپی خواب ہو گیا

<p>لطف جسکو ہی او و ہر کا وہ او ہر کیا ہو گا اب گو ہر سی دہن سپک تر کیا ہو گا زہر ہی مرئی کو کہاؤن تو اثر کیا ہو گا ہو گا مھر سحر سحر کیا ہو گا ہمسفر ہی مین مین اب اور فر کیا ہو گا آہ سی گل لگا جاؤن یہ گہر کیا ہو گا خانہ دل مین کرو گی جو گدز کیا ہو گا جسمین تعجب کو بلا تا ہی ہ گہر کیا ہو گا جرم روی فرامی شک تر کیا ہو گا اوس جگہ شہی پیری اہل ہنر کیا ہو گا</p>	<p>راغب فقر بھلا طالب زر کیا ہو گا دل کو یاد در دزدان مین اثر کیا ہو گا نہ شد ارونی شفا دی نہ ترعی شق کو تو ن کہتا ہی شب وصل مین نگاہی چاند موت سی ایسی غفلت ہی السناؤن کو احیون شت سی پھر کر نہیں آنا محبو اوش شمس سی کہتا ہوں جو مین سودا ہنسکی کہتا ہی طائر ہی کہی دست رخ شفا سے تیری جو ملائی کو ہی ہنر خبت ربانی ہنرون کو جو وہ دیک</p>
---	---

کرۂ ناز کو کر دیگا جلا کر پیہ خاک	دل سوزان سی جاو ہٹا ہی شتر کیا ہوگا
دلِ قانع سی می می ہنِ نیا بہاگ	یون تو سب کچھ بھی درکار ہی کیا ہوگا
نہ ہوئی ہجر میں آنہو نکلی اثر سی صلت	ساختہ آہ کا وصلت میں اثر کیا ہوگا
دل جگر چھید پواک مرتبہ دونوں ای ٹرک	ور نہ کس کام کا پیہ تیر دوسر کیا ہوگا
عشِ لیل جانیگا سو بار مری آہوں سے	پر دل سخت کو اوس بُت کی اثر کیا ہوگا
نہ بلا وہ تو مجھی عشق سے کر دیگا	فکر کو نین سی چھوٹو گناہ گر گیا ہوگا
لیکلی گل ہاتھ میں کہتا ہی ہ نازک سفاک	پھول سی بڑھ کی بہلا بار سپر کیا ہوگا
بال سی گوشہ راوی ہی میں تشنہ تھی	جھسا باریک وہ امنی سی گر کیا ہوگا
عرقِ شرم میں ہی غرق پیہ شبنم کبی	رو برو تیری چمن میں گلِ ترکیا ہوگا
سب جھکا لنگی جو سر ج کر گیا وہ ٹرک	جس سی ڈورا ہی زمانہ اوٹھی کیا ہوگا
ابتدا سی شبِ وقت میں کہیں دم نکلی	دم نکلتا ہی کہ تا وقتِ سحر کیا ہوگا

صرف کیون پنہ میں تم کرتی ہو اوقات قبول
تربیت کا دلِ جاہل کو اثر کیا ہوگا

اونکی آنی ہی لحد پر اس قدر تن بگٹیا	دو لون جانب سی مراد و ماہتہ فن بگٹیا
جب ملا دانتون میں تہنی پہنیا حال ہو	موتیوں کی خاک سی ای جان منجن بگٹیا
جان ہی کس کسکو پہنچتی تھی حیرت میں	میری آگ کی کوہ کا صحرا کا دامن بگٹیا
گٹیا ویرای اشک آنی لگا آنکھوں سے خون	خون دل ہی گھٹ گیا جب شون بگٹیا
جو لگا تیرنگہ بھر نظارہ جاہوے	دین دل کی اپنی ایک اور روزن بگٹیا
موسم و غن جب ملا اسی غنچ لب شیرین	شہد میم اور گل خوشبو سی و غن بگٹیا
حسن تہی نیم جان میں چال سی پہنچا عدا	و و قدم ناز واداکا اور تو سن بگٹیا
چاک جاہ سی ہی وحشت میں میں بیان	ماہتہ دو ماہتہ اور ہی آگ سی امن بگٹیا

سامنا ہوئی ہی نگلی جسم سی جان قبول
بس چرخ زیت ای گیسو کی ناگن بگٹیا

میں قبیلوں میں ملکر دام ہونہ سکا	تری گلی میں ہمارا قیام ہونہ سکا
بدی کا سخت اوہر سی کلام ہونہ سکا	حرام غصہ ہی کہا نا حرام ہونہ سکا
روان بازی کی ساتھ ایک کام ہو سکا	تمام کام کیا پر یہ کام ہونہ سکا

غلام حضرت یوسف کے ہنری تمام سین
 میں لکھتا جاؤں سر اجلد لکھی حل قاصد
 یہ عشق زلف کا چھوٹا نہ موت آنی نہیں
 وہ بادہ کش ہوں کہ انکشت اکھلا لہو
 فرار مئی رہ خط سبزی ہو ہی لہو
 جہکا جو کہتی ہی خاک پر گر آیا سر
 نشان مٹ گئی خود مشکلی یہ کوشش کے
 طمع فی مال کی سنگھو سی ہوئی لہو بتان
 نہ داغ ہجر ہر اہم ہر سال سی ہے
 لڑکی ہونی نہ ہونی میں ہتی بڑی محبت
 بڑا ہول غرض پاک پایا جو آب حرام
 بہار تو بہی ہتی خزان میں اسی ہر
 نہ دو قدم علی حیرت سی کبک او طاس

مری حسین کا وہ خود غلام ہونہ سکا
 پوچھی کہینچو یہ خط تمام ہونہ سکا
 گیس طرح یہ تسل تمام ہونہ سکا
 خمین ہتی ہو میں لبریز جام ہونہ سکا
 یہ ہند وہ ہی کہ سر ہر شام ہونہ سکا
 پیرا سپہ کہتا ہی قاتل سلام ہونہ سکا
 نند او سنی نہ چاہی تو نام ہونہ سکا
 درم کی دامن سی افزن یہ دامن ہونہ سکا
 خود او سنی چا نا گدست پیام ہونہ سکا
 سخن دہن میں جب آیا کلام ہونہ سکا
 روانہ میں سو بیت احرام ہونہ سکا
 بہار باغ میں بادہ حرام ہونہ سکا
 مہاری سانی او سنی خرام ہونہ سکا

<p>سلام کر نیکو ہستی پر سلام ہو نہ سکا ہماری بُت کا پر افسوس بام ہو نہ سکا سوا زمین کی نجی ممتا م ہو نہ سکا</p>	<p>ہمیشہ بندگی عشق میں رہی خواہے بنا ہی عرش خدا دل ہوا بلند ایسا قرآن روح سچی جسم اس قدر خفیف ہوا</p>
<p>ہجرت حق تو یہی جز علی ولی خدا نبی کا کوئی بھی قائم ممتا م ہو نہ سکا</p>	
<p>زخم تیغ تیرا برو اب اوٹھانا ہو چکا دانتوں میں مٹی لگی زلفوں میں شانا ہو چکا خط چلا ہی آج پہلی دل روانا ہو چکا آنسو پونچھ اپنی بس الفت کا بہانا ہو چکا جسکی گردش تھی موافق وہ زمانا ہو چکا ہنسکل اب مجھ کو سننا ہی دور لانا ہو چکا میں ہی ہو کی کاہو کاہو یہ کہا نا ہو چکا میری حتی کا جہان میں اب دانا ہو چکا</p>	<p>میں غم کو خار و کان سی روانا ہو چکا رونی بستر کرو و صلیت کے رات اب تھی ام دیکھیں کیا لائی پیغام زبانی کا جواب گہتی ہیں چھوٹی تیرا عشق و نا کر ہی وصل اب برسوں نہیں جز ہجرا می شک سُکرا و تیرے چٹپٹے سہی دل ہو کی نہ حب قدر کہا نا گدا غم اشتہا می دل بڑی جیسی خال و آفتاب رخ کا مجھ کو عشق ہی</p>

جان میری لی چکی جب استخوانِ عشق میں	اب محبت عاشقوں کی آڑ مانا ہو چکا
بوسہ چشم و لبِ میگون و یا ہی یار لی	ہوش میں اب روزِ محشر تک ہی آنا ہو چکا
شکلیا عالمِ جہیکی اکہند ایسی اڑے	ہو چکا یہ خوابِ آخرِ پیرِ فنا ہو چکا
حسن و زلفِ نونِ سمیعتِ افس کو ملتی ہی روز	عشقِ زور و ن پر چڑھا ہی میں تو آنا ہو چکا
عاشقِ صادق نہیں ملنا اک اب کوئی ٹھی	مست چکی جب ہم تہدار ہی سنا مانا ہو چکا

اس میں سست میں چلتی نہیں طبعِ قبول

خیر ہی بس اب طبیعتِ آڑ مانا ہو چکا *

لیا جو صفِ اوس پسندِ جانکا مزا ملا قوتِ بیانکا

جو وصفِ دندانِ فضاںکا لیا تو جو ہر کھلا زبانکا

ہو ہون کشتہ غمِ نہان کا مقامِ ہرگز نہیں بیان کا

پتہ یہ ہی یار کی مکان کا دل میں بسکن ہی جانکا

نہیں جوہِ بحرِ حسنِ بزمین تو ایک دریا ہی چشمِ تیرم

ٹرپے ہا ہون اسی گہر میں ہی سنا مانا ہو چکا

بتویہ کبتک زبان رازی خدا کی شان اور بی نیازی	
کرون کہانک زمانہ سازی گھنڈ ہی پتہ پتہ	کنا
بہت نہ تر پاپ بہت نہ بلکا علاج کر قلب مضل کا	
بڑا یا اس غم فی زخم دل کا نہ کہا مریم تونی	کنا
وہ مہر طلعت جو شب کو آیا سحر کو ہی اپنی ساتھ لایا	
نقاب اولٹ کر جو نہہ و کہا یا بدل گیا رنگ	کنا
جو چاہی او شعلی کو سمند تو پٹکی پانی میں او سکو جلکد	کنا
ہو پر تو فنگن وہ ماہ انور جو پنی کٹر کوئی	کنا
حین جنگجو ہی جید ہلال ابرو تر ہر اک حد	
خوش او سکی خوش مزاج خوش جوان عنا و جہ	کنا
جو پاس وہ رشک جو ہوگا تو ہر کو ناحق سرور ہوگا	
جدا ہی فوراً صبر و رہوگا بہم جو ربط جسم و جان	کنا
ہو اہون جب مریض لفت دہن کی جاتی رہی حلاوت	

	کمال کر و اپنی ہر سرفرت مزید نہین زبان کا
جھک	جنون کی آجائنگ جھکو لگاتی ہیں لگی سنگ
	نہ عاری کچھ نہنگ جھکو تماشا ہوں کو کوک و جھنگا
کھینک	ہوں ست اکھو کا بادہ کیٹا شراب اس ہی یاد کیٹا
	یہ می ندی اب ارادہ کیٹا نہین جھی ہوش حیم جھنگا
مین	نہ خارجہ می اب جگر مین نہ جوش ہی ل کو اپنی
	بہار سی ہی مرے نظیر مین زیادہ حسان ہی خنک
دھما	بلا یا ہی تو خوشی شے سودو جو میری لکھی دھما
	رقیب کو بیچ سے اوٹھاؤ حجاب اوٹھ جائی در میان کا
کھینک	کیا پریشان بی کلی سی دکھایا دل کو برائی
	نکل گیا دل تری کلی سے سی طرح توئی اسکو نکا
ہیں	فریب ہیں کر و زور ہیں یہ نہین انہیں یاد ہیں
	جو نکل دیکھو تو نور ہیں یہ مزاج ہی آتشین تباں کا

	تہی مخاطب اور ہی ہوگی ہمارا دل ایسی بوسہ دگی	
	یہہ دہیہ تم لوگی یا نہ لوگی ضعیف و بیمار ناتوان کا	
	مثال ای ترک اگر ہو رستم تو خوف اثر گانشی لرزی بہم	
	لٹان نہنہ پر جولای اوسدم یہہ ترسخ پھری کمان کا	
	رہی مرض اور روانہ پائی مروت انہن ذرانہ پایے	
	گھلون میں بوی وفانہ پایے زبان ہو اسفت اپنی جان کا	
	جہان میں جس مروت کیا ہی وہاں جو بھین خموش کیا ہی	
	یہاں کی اس غل کا ہوش کیا ہی کہ حال ہمپر کھلی وہاں کا	
	کمال گلہ دیو لسنی جلاہون مرض میں آہون کی مبتلا ہون	
	کلیجی پرداغ لچلاہون برنگ گل ظلم گل خان کا	
	الگ جگہ دی ہی جھکوسے ڈرای بت اللہ کی غضب سے	
	یہہ ظلم میں دیکھتا ہون کب کہ ایک آہیٹا ایک جان کا	
	مری ہی سن کر ذرا تال مراہی محبوب ایک ہے گل	

تورک نالو کو اپنی لبیل	جو شوق ہی گل کی دستان کا
فلک ہی ایماہ چھہ ہتیرا	ستارہ خیال و دنیا
جو خال تک اپنا ماتہ پہنچا	تو توڑا مارا اس آستان کا
لہا شکاب زخم دل ہو گھبرا	نہ آب کز قبر کی گریزا
ہمارا دنیا سی کوچ ٹھہرا	ہو خانہ ابتواستخان کا
فلک تلک حسن کا ہی شہرا	آب تراشتری
رخ و چین میں ہی رہو برا	متر کا خورشید آسمان کا
بہت جو فرقت کا درد ہو گا	ٹپ کی عاشق ہو گا
مٹھا اپہرہ بنی دیو کا	لڑو کی غم اپنی جان فشان کا
تہین سینون میں صدر رکھیا	خجوم وینک بدیا
یہ حسن میں آہ غدر رکھیا	لہ دل کا دشمن عدو ہی جان کا
وہ منع بچہ رشک حور ہوتا	تو شیشہ دل پھوڑتا
ہمین تو دہرا سرور ہوتا	وہ برین لب پر لب اوس جوا نکا

لیکا کنارہ منہ اوں سی موڑا	لباس پہاڑا وہ عہد توڑا
بہار دل اب خدا پہ چھوڑا	نہ ناخدا کا نہ بادبا
تغیر و فچا ہی اب	کہ گوش دل سی سن غزل ب
قبول رتبہ ترا یہی کب	کہ قصد ہو تیری استیجا
ہو اسی عشق ایسی حسین کا	پتا نہیں جس بُت حسین کا
یہ حال حشت ہی مجھ حزن کا	نہ آسمان کا نہ آب و زمین کا
ہر ایک دم حسن ہی دو بالا	اندھ سیہ گہ کا ہی تو اوجالا
تو مہر ہی محرت یہ اھالا	قہر ہی پر تو تری چسب کا
یہ غلط اسی ناز میں کیوں ہے	چڑھی اک آستین کیوں ہے
یہ بل جی ہی حسین کیوں ہے	کہلا نہ عقدہ ہی چسب کا
تری جدائی میں زردی گل	تری ایسی نالہ کش ہے بل
سیاہ ہو کیوں نہ روز سنبل	خیال ہی لفٹ عجب کا
جو بوتلہ لب ویا ہی جھکو	تو اب نہ شرم کی گالیان د

ملاوت بوسہ کہو رہی ہو	مزا بدلتی ہو انگبین کا
ملا ل جو دمدم ہی اُسٹو	تورنج جانان سی چکی خون
خوشی سی ہر لحظہ بہ ماہون	عتاب چھوٹ گئیں کا
پری ہی کون نہ حسین کو	فلک سی نسبت کہاں میں کچ
ملاؤن کیا جسم نازنین کو	کہو دہی رنگ باسین کا
تری گلی مین مین عمر بہری	دکھاوی منہ اب کہ خوبے
ذرا نکل آ تو اپنی گھر سے	نکل رہا ہی دم اک حزین کا
جو سر پہ لب کے شجر	ہمیشہ ملبوس تہی معطر
سو حیف ایک ایک ماہ پکیر	ہوا ہی پیوند اس میں کا
دماغ مین آتی بوی جانان	نظر وہ آتا ہی روی جانان
ملی ہمیں آج کو سی جانان	کمال جیا تھا اس میں کا
ہر ایک لب شہد سی بھی شتر	گہرا ہی غیرون مین پڑہ دلبر
نہ نفیس اغیار سی حذر کر	مزا چو چکنا ہی ای

	یہ حال و انتون کا ہی چمک میں ضیا نہیں موتیوں تلک میں
	یہ مہر آئینہ فلک میں ہی عکس خسارتیں کا
	تیرا ہون عاشق بھی سی اہت تری گلی رشک باغ خبت
	سوار تری در کی بی مروت بھی ضو نہیں کہیں کا
	جو تری گیسو میں خال دکھیا وہ حسن میں بی مثال دیکھا
	بہت بغور خیال دیکھا یہ مہر ہی لعنہ میں کا
	رہی تری نور رخ پہ ماںل سیاہ زلفوں میں یا پھنی دل
	جو حکم دی وہ کرمی یہ جاہل لہ عشق تکیا ہی کفر دین کا
	وہ حسن ہی یار تند خو کا لہ خون ہوتا ہی ایک دو کا
	ہمیشہ چہری پر اوس کے دھوکا ملک کو ہوتا ہی صبر کا
	جو اوس سی نشیہ دہون قمر کو تو دہتا لگجانی سیمبر کو
	کیسی ہی خجلت سنی اودہر کو ستارہ چرخ چہارین کا
	روانی طبع کو نہ بہو لو اسی غزل میں بس انبہو لو

	جو دوسری ہی غزل میں پہلو تو باغبان بھون اس میں کا
	سہیل کو عشق ہی چسین کا ^{مطلع اول} قمر گو حصار ناز میں کا
	ہر ن فدا چشم سرمہ گین کا بدن پہ دل غش ہی یاسین کا
	ادب کرا سی بُت ^{مطلع ثانی} دل حُزین کا مکان بھی بڑی کس کا
	جہا کا دی سہی حبسین کا یہ قصہ ہی کعبہ آسین کا
	جہا ہوں آنکھیں ملا کے جانا لڑو ہی تیر نگہ رونا
	ہو ہوں صد شکر میں نشانا مہار می چشم نشانی میں کا
	زبان پر ہی کلام اوس کا عقیقہ دل ہی نام کا
	نظارہ اب ہی مدام اوس کا وہ نام سنی کی ہے نگین کا
	دہن کہاں ای فرشتہ خویا ہمیں بڑی گمشدہ کا
	فقط تصویری روبرو ہے خیال تک بھی نہیں یقین کا
	لہو لبون کی لیے رُلا یا ^{پیشایا} لٹکے گیسوین گہرے
	ذوق میں غلط کہے کہلایا بڑا ہوا اس چشم حُسن میں کا

	نہ تاب زہنار لای جل کر وہ اولٹا پھر جای اپنی جا پر
اگر کری آفتاب محشر	مقابلہ داغ آتشین کا
	لباس سی ہو گئی ہی نفرت جنون سی اور مجہبی ہی محبت
نباہون گا اسکو تاقیات	پیہ تہہ ہی دامن میں
	شرطانی مین ہم جو پہونچی چڑھائی شیشون پاور شیشی
ہوا ہی لب خشک کہنی سی	ہر ایک فحان وین کا
	عزیزین تگو غیر دُفن ہماری جانب کے دل نہیں
پڑی گا جگر تہہ کار دامن	سی جہاڑنا تگو تہہ کا
	ہوا وہ شوخ اب سوار توں زیادہ ہی حسن اور جو بن
ہوا میں شعلہ ہوا ہے روشن	چراغ صبر ہے ہی دین کا
	یہ حسن نجشہا ہی آب گل کو صنایہ دی شمع مشعل کو
تری ہجرت کا عشق دل کو	کہ عشق ہجرت آؤں گا
	ہی آگی آنکھوں کی کور زنگس زر گل دس سخی زنگ سی میں

چمن میں گیون سروجی حس	خرام و کھسائی او حسین کا
جلانہ ای برق عشق مجھ کو	رولانہ امی برق عشق مجھ کو
دو کہانہ امی برق عشق مجھ کو	فراق اوس برق خشکین کا
ہماری سہنی میں گہر نہیں ہی	گہان میں نون خبر نہیں
دل اب نہیں ہی جگہ نہیں ہی	مکان ہی خالی ہر اک کین کا
کلام پر پیلین پن مائل	لبوئی گل تازگی کی سا
نگہی گر شمع ہی ہی گہاں	چمن ہی کشتہ مری حسین کا
جو دھم نہ ہوتا تو غم نہ ہوتا	جو عشق سہنی سی کم نہ ہوتا
جو دھم نہ ہوتا تو غم نہ ہوتا	فراق محبوب حبیبین کا
ملک ہی کب اس چمک دکھا	گہان رخسور انکھ کا
وہ تار اس کی سن فلک کا	وہ ہیرا ہی کون سے زمین کا
مچھی نقش اس اثر کا لکھ دی	کہ شکل سخت سیاہی
قبول لفون تلک بچو بچی	غلام بن جائی شانہ بین کا

رولف البار

<p>نکلانہ چرخ پر ہی مری یار کا جواب وڑو ہی درازی اور وہی بسین بزرگی ملا حکیم سب تو جواب کی دی گئے اسی بزم بھی ہی ہی وڑاوسکی نام کا وِزارت اپنی انکھ بھکتی نہیں کہے چلتی تھی جو دیکھا تو پا مال ہو گئے نالوں سی اوسکی غنچہ زوش تنگ کمال او سپر کھنچی سی تاہی اور دیکھ کر اسے ساری خشن کو چہا نانہ ہرگز ملا کہین لاغر کمال سنتی ہیں تیکے مگر کوہم ہم جشی کیوں ابھکی پریشان بن اور مانگا جو ایک تہہ دین لاکھہ گالیان</p>	<p>بھرانہ آفتاب سے خسار کا جواب ہی زلف یار میری شب تار کا جواب اب موت دیتی ہی ہی بیمار کا جواب تسبیح میری ہی تیری تار کا جواب ہن مہر و ماہ دین بیدار کا جواب کیا منہ جو کبک دین می قمار کا جواب وہ گل نذیک بلسل گلزار کا جواب جس طرح دار ہوت دلدار کا جواب خوشبو میں زلف یار کی اک تار کا جواب دہلا ہمیں ہماری تن زار کا جواب زنجیر دگی کمال خدار کا جواب میرا سوال دیکھی اور یار کا جواب</p>
--	--

نرکانکا او سکی مثل نرکانکا ای قبول

برچی کا ہی جواب نہ ملو ارکا جواب

ہماری دور میں ساقی ہی آبروی شہر	دام ماتہ میں لبریز ہی سبوی شراب
نگاہ ہی رخ ساقی پر اپنی آئینہ چہر	سبوی ل میں ہمیشہ ہی آبروی شراب
اندھیری سی ہے پتھر ہون سیکڑوں میں	چراغ ماتہ میں ہی او جھنجھوی شراب
وہ ناتوان معجکے تاحشر چہرہ ہوش آئے	اگر داغ میں آجاسی ہی بوی شراب
لنا ہنگار نہ ہونا یہ خستہ رز ہے	نہ تجھ کو کہیں واعظ نگاہ سبوی شراب
جب ابر تابی کر تار ہون یہ عا میں رند	لگاؤ غم طی نہی ہی آگی جوی شراب
ہو اوج چاک در اجڑم میکشی پر ول	عوض ہو کی نکل آئی آبروی شراب
اسی ہی محفل عالم میں رخ روین ہون	ہی سلیبی ہی لکھون میں آبروی شراب
شراب کیا پون نازک داغ ایسا ہون	نہ میری ہن آراتی ہی گفتگو می شراب
نگاہ نازی میں قیا ہوا لی ہوش	ہر ایک لکھہ پتہ ہی ہی یا سبوی شراب
وہ گل نہیں تو نہیں کچھ ہی اس میں کیفیت	نہ لکھون او سکوت تو میں لکھون ہی شراب

<p>ریشہ بے پتھی ہیکا کی می پلائی ہے لیشہ تیاق تہا جتیکہ جام تک آئی محبت ہن اوں کا جوئی دست میری قاتی کا</p>	<p>دہن ہی صاف تری آ رہی ہی سڑا زبان بڑھ گئی مانند موج سوی شراب عہد ہون اوں کا جہان میں جی ہی عہدی سڑا</p>
---	---

یہ آرزو ہی کہ محشر میں پیاس ہو جو مجھے
 قبول ساقی تو ترسی لون سوی شراب

<p>خوش ہو جی غمسی میں تو نہ ہرگز ہو غم نصیب فرہ کیا پہرے عن صلت نے اس مجھے دم بہر کل اسکی ساتھ کیا ہمیں دسی خواہ دہلای می پلا کی یہ سیرا جن کی لہکر جو کیون بیت اوں کی صفت میں تو پہیہ کراہی گل گاہی اوس پہ جوہر بل کر نازلف یار سی زیبا نہیں اوسی گردہ مہارنی لف کا بہر اوسی کھنچے</p>	<p>چاہوں جی داغ چرخ سعی ہوں درم نصیب مستقیون کی طرح ہو ہی درم نصیب جاگی تمام عمر میں بس اکیدم نصیب ساقی مجھی کہی نہو اجام ہم نصیب ہو جای تو زیارت بیت احرم نصیب جانان ہم اور بلبل شیدا میں ہم نصیب سنبھل کو کب ہو اویہ ہلا چو خرم نصیب ہو کا گل پری کا اگر موت نصیب</p>
--	--

بو گادہن کی عشق میں ملک نصیب	بوسہ کہی دلیگانہ ہوگی بھی شفا
تو یا تری قدم کو ہو ہی پدم نصیب	ہیں خاک تیری راہ میں پون ہی ستین
چاہوں اگر سر تو ہو دل کو غم نصیب	مانگون دعا ہی وصل تو ہو پھر شرتک
میں بی نصیب تو نہیں لیکن میں کم نصیب	ہنسکر وہ دیکھ لیتا ہی مجھ کو کہی کہی

تدیر سی رزق سوا ہو گا ای قبول
تقدیر سی لہی نہیں ہونی کا کم نصیب

لیون آپ کرتی ہیں مگر اپنی زبان خراب	قابل تو گالیوں کی ہوں میں چان چان خراب
واعظانی ڈال رکھا ہی دل سا مکان خراب	تاریک ہے وہ جائزہاں نور عشق ہو
برباد ہی وہاں ترا وحشی یہاں خراب	صحرا میں گئی گئی ہیں بستی میں سنگِ طفل
پہتا ہی در بدر یہ ترانا تو ان خراب	دو ٹکڑی لک اشارہ ابرو میں کر بھجھ
آوارہ منع بھی ہو ہی پیر معان خراب	تو بوجھ میں کی تو اوڑی میسکدی میں خاک
نیت تری ہی ہی موتوں اذان خراب	دل میں نہ تو نکا دیساں لب خد کا نام
خوبی ہی سنیکلی ہی پہون کا کہاں خراب	گر چہ پور تی ہو قید سی تو قتل ہی کرو

ای کاسِ جذبِ شعله‌گنِ ہی کینچ لی	ہون ہر گلی میں رتِ برگِ خزانِ خرا
ہون رحمِ دل بہار میں پیدا ہو اہم	لیا جانی کس طرف گئی ہو کر خزانِ خرا
اب گہرِ قفسِ ہی بلبلِ برکشہ بخت کا	بلبل کی دلِ طرح سی ہی تاشیانِ خرا
آغوشِ و دید و وصل کی امید میں ہو	لڑکی ند مالِ پیر تباہ اور جوانِ خرا
خود سُویِ مجھ کو پرانی دلی کشاں او سکی گہر گہر	ٹیون نالو کی طرح ہوئی پاسبانِ خرا

اشعار تیری دیکھ لپی مہنی ہی قبول

بندش بری ہی فکر ہی قفسِ بانِ خرا

ردیف بامی فارسی

تیرے لطف کا قدمی ہنِ عبت کیون ہنِ خفا	دیوانی کو زنجیر ہی دی لیگی سزا آپ
اک جنبشِ ابرو سی مہین کجی ادا آپ	عاشق کو دکھا دیجی آج اپنی ادا آپ
در پر مچھی آنی کی ایسی منع کیا آپ	پہر لٹی نہ آنی کا وہ کرتی ہنِ گلا آپ
مین وصل ہی مین کہا نہ کہا نیکی کروں مشق	آخر تو ہنشی کی ترمی وقت مین غذا آپ
بیا عبت جانا ہی بی جان ہون جانا	نادان مین مڑی کو پلاتی ہنِ دوا آپ

وقت میں تیری وہاں رہا نہیں افسوس
 آہو ہنسی جلا جاتا ہوں اسی اشکِ خبر کے
 پروانہ بھیاں کی عبت کرتا ہی تدبیر
 غواصِ ندریای فضا کا بیون میں
 آرا میں حسن اسی بہ تابان جو ہو منظور
 سرخی ہتی ہی ہاتھ میں اسی جانِ خدا
 غازی تھی ہی چہرہ پر نور کو کیا کام
 لیا غم بھی جی آئے ہی کان کی مویتے
 اسی گل تھی کسٹو سی ہم پہچین خطِ شوق
 سرخی بدن کی کیا صاعیان ہے
 ظاہر میں عداوت ہی تو باطن میں محبت
 تلوارِ فقط کہنچ تو ہو جای مرا کام
 دہلا میں شیشِ ضعف میں ہی ہم توفہ
 آجائے

مالون سی سی ہاگتی پرتی ہی قضا ہے
 فریاد سی پن اگر میں اپنی ہی جلا ہے
 شمعِ سحر ہی ہوگی کوئی دم میں فنا ہے
 لب تک مر ہی پہونچی اگر آبِ بعا ہے
 افشان تری ہی تھی چنی آکی مٹھا ہے
 چھوٹی ہی تری سرخ ہو ہی برگِ حنا ہے
 خورشید کی مانند یہ رہتا ہی صفا ہے
 ہنسکر وِندان سی وہ می لنگی جلا ہے
 مضطر نظر آتی تری وقت میں صبا ہے
 اسدِ جہ تو پہنا لکھن تنگست ہے
 ادمِ مری دل سی نہیں تھی ہن جدا ہے
 لہنچا ہی تری تیغ کی جانب کو گلا ہے
 یہہ گاہ وہ ہی جس سی کھنچا گاہ رہا ہے

جانکی نہیں کوچہ جانان میں قبول اب

تیا ہنسی ہی ہسم اوس سی ہن خفا آپ

ردیف التابی

کیون جہان قضا ہون میہاں کی سی دو

بلبل شد ایسا ہی باغبان کی سی دو

مثل بلبل نہ کہش ہن عاشقان کی سی دو

گو می دشمن پر ہوا جگو گمان کی سی دو

شمع روشن ہی ہراک سنگ نشان کی سی دو

حاکم ہی میری بنی ریگت وان کی سی دو

آدمی کو پہاڑ کہاتی ہیں گمان کی سی دو

گرو کی صوت سی و مہ ناتوان کی سی دو

سنگ تخانہ ہوا سنگ نشان کی سی دو

مردمک سی ہن نیادہ مردمان کی سی دو

قابض روح خود ہی پاسبان کی سی دو

سبز ہی لشکوہ نسیمی بوستان کی سی دو

آج کل پھولا ہوا ہی بوستان کی سی دو

گوچہ دل اسقدر صفا و بغض و شک سے

پر تو خسارتا بابا ہی بسک سونگ

مر گیا میں پر نہیں جاتی مری سریشک

میں بکرا ہوں یہ بزدل قیوں کو فریب

جنش صرصری اٹھ کر بیٹھ جاتی ہیں میں

گوچہ عشق حقیقی کو حجازی سی لیا

رشتک سی خالی ہوا نکہو نہیں جگہ کو نیکر نہ دون

خواب میں سب کے ہی میں تیرے لیے کی ہر	شکر کی ن ہی نہ چونکی خشتگان کی سی دست
اوسکی گہ کار سہ تہ کجی ہو چکر گیا	سنگ اسوں گیا سنگان کی سی دست
ماہرہ چوٹی میں شل اور پان اٹھ سکتی نہیں	یاد مجھ بہیدست پاکوہین نشان کی سی دست
واعظو تم فیکہ لیا حشر کی میدان میں	رہنمائی خضر نبوی سا لکان کی سی دست
لیا زین دلکش ہی اشکونی ہی سہ سکتی	حجم گئی ہیں نقش بابی رہوان کی سی دست
سرخ طلعت میں کیں ام کی ملی ہیں خوا	طعنہ زن زند و نہ ہیں شمشیر لکان کی سی دست
مجاہد اٹھو ایا ہی بسع اوپری کروں ہوا	جا کی پرویکو شادون دستان کی سی دست
غیر کی اوپر تعلی دیکھ سکتی ہی حسین	حاشقو نکاد و دل ہی آسان کی سی دست
سونگہ کر کہا یانہ ہرگز واہ ری کبر و غرور	ہین ہما کی ہڈیاں پیش سگان کی سی دست
شریہ نیجوابی کا دیتا ہی سحر تک و و آہ	نیز اڑا دیتی ہی ای ل وستان کی سی دست
اوس گلی کی خاک و نچا یہ تہ ہی سہ	عرش سی ہی ہیں اوہر افتادگان کی سی دست

سنگ ہو کر کوئی جان سی نکلتا ہی قبول

خاک اڑاتی ہی صبا جاتی ہی جان کی سی دست

جب آئی لب بام نظر یار کی صورت	حیرت سی بنی اہم درو دیوار کی صورت
تپ مھر کی مانند چڑھی زرد ہو غم سی	دیکھی جو سیحان تری بہار کی صورت
فرقت میں تری مجھ کو چمن ہی قفس ای گل	کیون پھر کون نہ میں مرغ گرفتار کی صورت
گلشن میں تیرا جوا آیا ہی مجھی یاد	ہی سرونگا ہون میں مری وار کی صورت
جب دیکھا اوسی پھر گیا آنکھوں میں قیساہ	گل سی نظر آتی ہی مجھی خار کی صورت
تشبیہ صبا کو نہیں دی سکتی ہم اوس	کب ہی وہ مجھ سے تری زہوار کی صورت
تیروں سی تری پائی ہی ای ترک ولایت	یہ میں زخم ہی خندان لب فار کی صورت

ایسا ہی جلا ہون جو قبول ابے ہ خود آئی

منہ پہر لون دیکھوں نہ ہی یار کی صورت

بی لطف کشتی وصل کی ای ماہ لغارت	تر پیا یا ہمین کی نہ توجہ نہ مدارات
اوس شک نہ مھر کا کوچہ ہی نہ پھپھ	اکبار مجھی جانا وہاں نہ ہو دیارات
باران جی سب کہتی میں آنسو بہہ ہی میں	سجھی میں جی ابروہ میں دل کی بخارات
شکوہ تری کوچی میں قیاب آئی نہ کیونکر	ہاں دیدہ خفاش کو دیتی ہی ضیارات

اوس نرس بجار کی ہون وصف جمع تحریر	دیوان پیرای شیخ فی شرح اشارات
کرنا ہون عاجر کی شب میں ہیہ سحر تک	فرقت کی نہ دشمن کو بھی کہلانی خدشات
پایا تھا منرا جتنا تری وصل کی دن میں	اب اوس سی سوا بھر کی دیتی ہی سحر اہت
کیا جلد ہوئی سبج گیا وہ گل خندان	وہم بھی نہ لیا تھا کہ ہوئی ایسین ہوا زات

تا نید کرو تم تو مدین میں قبول آئی

یا احمد مرسل ہی بہت شوق زیارات

رولیف تہای ہندی

دعوی جرات رقیبون کو بھی نہ چار کاٹ	آج تو دکھلا دی اسی تیغ نگاہ یار کاٹ
طی بلند و پست نیا کر جو ہی ثابت قدم	پاؤں آہستہ اٹھا کر راونا ہموار کاٹ
تیز کرتا ہی نگہ کو سر نہ و نہالہ دار	بارہ رکھی جای تو دونوں کی تلوار کاٹ
جب ہ گل آ یا تو کوٹ کٹ جائیں گی گلبن تمام	باغبان گلزار کی پہلی ہی تو اشجار کاٹ
ہی لب معشوق تیرا و سکانہ چون اس وقت	ای دہان زخم بوسہ لی لب سے فار کاٹ
کاٹ کہا میں شک سی غیار اپنی جسم کو	جسم میرا اس قدر رای یار کی تلوار کاٹ

لہجہ تو پائیں مکی نشانی ہو کیا دلوں کو سکھو	دہی جو وہ ہوسے تو انہوں ہی لب لدا رکھا
گوہ کاٹی مٹی ہو گا کچھ حصول ای کہ کن	وصلت شیریں کا دل کس مٹی نہ ہموار کا
سیریزین کی چین کی جبرین کبتا کروں	ای گلِ خوشید ایتو کی یہ گلزار کا
برہن درادوئی الفت کا اٹھادی سلسلا	خجیر سلام سی اب رشتہ زار کا

غم ہو یا شادی ہو دنیا میں بسر کر ای قبول	
زندگی کی چھ کچھ باقی ہیں دوجار کا	
ردیف الثالث	

شبکو تاج پہی دل میں لدا رکھی	اب ہی دیوانہ کی موت دے دیوار سی
لبِ معشوق نہ ہو گا جو تیرا تر کی	دہن زخم کر گلاب سو فارسی
آشیان اب چن ہری ہم اپنا اٹھائیں	ناغ ہی کرنی لگی بل گلزار سی
روز روشن میں قیبا اپنا اسی سہا ہوں	ای پی کیون نہ کروں سایہ دیوار سی
سیکڑوں کوس ہی چھی غبار آلودہ	لی جو مروت میں صبا تری ہوار سی
برگ کیونکہ ہوں چل موش گلون کی آسگے	نہیں بیابا ہی تہیت کو زوار سی

میری کیا جان ہی بھٹون جو میں آزاد ام
 کیون کیا کرتی ہو تم اپنی گرفتار سخی

سب کا مرج ہی ہی خانہ برانداز قبول

ہیں جو نا فہم تو ہی کافر و دیندار سخی

روایت احسن

اے گلزارِ رومایوں میں ابرو لالچ	دکھلا دی باغِ حسن کی جھکوبھار آج
رونی میں ہی یادہ جودل بقیار آج	اغلیب ہی کہ آتا ہی وہ برق وار آج
روزِ شمار چھوٹا ہی کیونکر ہوں داؤ خواہ	داغِ جنفائی یار نہ ہوں گی شمار آج
ہر روزہ آفتاب بنا ہی چوای نسیم	لیا اوس گلی میں جالی گا اپنا غبار آج
آیا ہی اوسکی زلف کا ایک ایک بال یاد	اُس طرح ٹوٹی انکسلسل کا آج
اے شرک صید گاہ میں پایا نہ ہو صید	اُڑی ہماری طائر دل کو شکار آج
کلک تو مہی شیر و شکر تھا تو اسی سنم	کیون اپنی یار غار سی ہی ننگ عار آج
ایسی شراب پی کی گرا ہوں زمین پر	میں حشر کو اُٹھوں تو ہوا ہوشیار آج
سیرِ چین میں تہہ جو میری وہ گل نہیں	مانند تیر دل کو ہی صوتِ ہزار آج

<p> طول ال کی فکر کو چھوڑا ہوئی تھی پائی ہی عشق و تباہی گنہہ میں بہہ بہرہ آخر کو تنگ ہو کی لڑا میں بھی یار سی ای دشت پاؤں جاوہ لفت کیا نہیں زلف و رخ صنم کا نظارہ نصیب گل حشر ہو تو پوچھو اس سی مرا پتا ناز و ادای یاری بیتاب کیوں ہوئی اوس شعلہ رو کی باغ میں آمد ہی ای صبا تازی جلای داغ و تیر کو لگا دیا جارب کش صبا ہی تو ہوتا ہی یقین خالی کی چاندنی مری غالی پڑی ہی گود کرتا ہی مجھ کو قتل تو سن خون بہا یہ ہی میں شہنشاہ عشق ہوں سیراب کر جمی </p>	<p> پٹکائی اپنی دوش سی تہنی بہہ بار آج سر و چین بنامری کپھننے کو وار آج مینی بھی اپنی دل کا نکالا بنار آج کھٹکائی مجھ کو کیوں نہیں چھتی ہن خار آج سید ہی ہی مجھی گردش لیل و نہار آج مرنا ہوں دل کو دی کی تہنیں باؤگار آج ای جان و دل ہ کیا ہوئی صبر قرار آج سر و چین حلین گی برنگ چنار آج اوٹھائی میری دل سی یہ کیا شزار آج آتا ہی میری قبر پہ وہ شہسوار آج ای ماہ سال بھر میں تو بھری کنار آج مہندی مری لہو کی لگا ای نگار آج قاتل ہوں آب تیغ کا سید وار آج </p>
---	---

کل جزند است اور کچھ ہوگا اسی قبول

سو بچی اگر تو سو بچ لی انجسام کا راج

رویف جیم فارسی

اس طرح دل سی مری تی بنی لف یار پچ	کات کر انسان کو کہا تا ہی جیسی مار پچ
قبر کی گودال میں دو نوں گین گی ایک دن	پہلو ان کی طرح گر لیں کا فروغ بندار پچ
راہ حق بہکا کی کہی لیچا ہی مجھ کو شج	حیف ہی دیندار سی کرتا ہی نیا دار پچ
گیسو خدا کی صحت جو رہتی ہی مدام	اسی رکھتی ہی تڑھی یار کی دستار پچ
تیر سید با جقدر ہو اوں قدر قابل ہی ہ	دیکھ لیسنا ایک ن می گئی نگاہ یار پچ
حرف حق کیا بوی سی ہی بن جاتی ہیں کج	کر گئی منصور سی دیکھو تو کیسا دار پچ
سونر عیسی سی ہی باہر نہ نکلی ای جنون	چہرہ کی تلو دن میں کی تی مجھ ہی خا پچ
لی نظر ایسی کمر تیری ہی تپچ و تاب میں	سیکھتی رہتی ہیں بڑہ کر گیسو خدا پچ

سرچکائی کب تک متقل میں بیٹی کا قبول

اسکی گردن کا نکالی گی تری تلو ار پچ

رولیف احایے

<p> یہ شب شب بے شب بے صبح بھار سج پہنچی نہ کس طرح نفس بے غبار سج پھر سکا کس طرح نہ کر سی فتنہ ساز سج لیونکر کر گیا یہ فلک سج کج مدار سج پیش نظر ہی یہی لیل و نہار سج تیری بیاض چشم ہی شرمسار سج پیش نظر ہی چاک گریبان یار سج اک فرد ہی اویسی جو ہی آشکار سج گرتی ہی تیری ہجر میں دم کا شمار سج اسی جان ہو گی تو ہمیں لیل و ناز سج جس طرح ڈھونڈی میں طاعت گزار سج </p>	<p> زلف سیاہ ہے تو ہی وہی یار سج اوس آفتاب ہے مگر بھت کیا تیری چین کی نور سی ہے اوس کا نور طول شب ان ہی دم کہٹ گیا مرا گردن کا نور کیوں سی معیان دم نسب ہے سود و مرکب چشم خمی بل فیتہ سیہ قبا کا نگہ میں ہی زلف شب و فرج ہی صباحت رخسار یار کا ای گل اسی نسیم سحر تو نہ جانو چمکار ہا جو بعد فنا آفتاب داغ مجھ تیرہ دل کو یوں ہی شب بیل کی تلاش </p>
---	--

ہنسنی لگا وصال کی شب میں جن میں قبول

ششم سی جہیہ ولی لگی زار زار سبح

نقطہ نہ جزو لایعجب ترا کسی طرح	چہ سہمی مان یار نہ ٹھہر کسی طرح
قطرہ کسی طرح ہی نہ دریا کسی طرح	دل قلم ہے سو کچھ بھی نہ ٹھہر کسی طرح
جگنو نہ پامی نور تیر کا کسی طرح	اودی نہ ہو سکے کسی اعلیٰ کسی طرح
پیونچی گاجشم و شری حشمان سست کو	سناغ کسی طرح سی نہ صہب کسی طرح
مجرع دل کو کر سکی ترکان کی شکل پر	ناوک کسی طرح سی نہ جب کسی طرح
وزان و نور خ سقی بل ہو اسی سنم	ٹوہر کسی طرح سی نہ دریا کسی طرح
ترم آب بوسہ تو کر م ہی مگر بہین	دعوا کسی طرح نہ تقاضا کسی طرح
سر پرسی جلد و تار لی قاتل کہ تھکوی	دہشت کسی طرح سی نہ ہیز کا کسی طرح
آرام زخم ناوک ترکان کو دی سکی	مرہم کسی طرح سی نہ پچا نا کسی طرح
سکر بلا ہی الفت گیسو کو کہو سکا	لا کسی طرح نہ سیانا کسی طرح
شوخی ترک چشم سنم کو پہنچ سکے	آہو کسی طرح نہ چکارا کسی طرح
چشم سیاہ یار کو منظور ہی کہے	کاجل کسی طرح سی نہ سُرنا کسی طرح

کیا منہ جو تیری قدسی کہی سرکشی کری
 ممکن ہی ہی طالبِ نیا کی دل ہی جا ہی
 اندامِ گامِ و ماہِ چینان ہی میرا دل
 لہلہتا نہیں ہی کس لی حالِ مانِ یا
 کم ہی ہماری خرمِ دل کی جلانی کو
 کیا منہ جو مشتری تری نورِ حسین کا ہو
 سچ ہی کہ تری عشق سی ای فوجِ جوانِ مری
 بن حسینِ بکا ہوں یہ تہت ہی اور یہ تہ
 کیا منہ جو گردِ توسنِ جانان کو چھو سکے
 پہنچے کیا تیری اور مری دل کو اسی خم
 میں عشق میں مومن و امیق و فراد پر و شوخ
 ہمسری گا گیسو و رخسارِ یار کا
 کیا منہ جو تنگ و کھلی اور عشق سی بجے

ہر عری طرح سی کہ طو با کسی طرح
 حسرت کسی طرح کہ تنہا کسی طرح
 کھجہ کسی طرح نہ کلیسا کسی طرح
 یہ تو نہ نغمہ نہ مغنا کسی طرح
 بجلی کسی طرح سی نہ بالا کسی طرح
 تر ہر کسی طرح کہ تر یا کسی طرح
 گو دو ک بچا نہ پیر نہ برنا کسی طرح
 مومن کسی طرح ہون نہ تیرا کسی طرح
 آنہ ہی کسی طرح کہ بگولا کسی طرح
 پتھر کسی طرح نہ شہِ ارا کسی طرح
 شیرین کسی طرح ہی عذر کسی طرح
 سنبل کسی طرح سی نہ لالا کسی طرح
 یوسف کسی طرح کہ زلیخا کسی طرح

صبر سر شد ز نسیم پارا کسی طرح	پہو چنگلی بہت داری دل کو مری نسیم
نشر کسی طرح کہ نیزا کسی طرح	لیا منہ نگاہ کا جو تری سامنا کری
چہ تشل میں دیر نہ عوضا کسی طرح	محبوب کے وہ اپنا جسی مقصود خیرم
نیلیم کسی طرح سی نہ ہیرا کسی طرح	دندان سی اور لب مسی آلودہ سی ملا
شکو مری غرض ہی نہ پروا کسی طرح	میں سطح نار ہون سطح جسی نہ
گرا کسی طرح سی نہ سدا کسی طرح	بی بارگرم پہلوی عاشق کو کر کے
سارا کسی طرح سی نہ آدنا کسی طرح	پہو چنگا چاند ابرو و رخسار کو تری
تو یہ سخن بجا ہی نہ بجا کسی طرح	تیری مہن کو میں جو کہوں ہی تو یا نہیں
ساحر کسی طرح نہ سیجا کسی طرح	مقتول چشم ناز کو تیری جلا سکے
زلف کسی طرح ہون درد کسی طرح	جیس ہی جہاز میں جن جس ہی ہی جہ
آدنا کسی طرح ہون نہ اعلا کسی طرح	خیر الامو او سطہا پر عمل جو ہے
ظاہر کسی طرح ہی نہ انخا کسی طرح	لچہ گو گو موی در دل اپنا سمجھ تو ہے
نادان کسی طرح سی دانا کسی طرح	میں دل کو تیری عشق میں کہیں ہکتا ہون نسیم

کیا تنہ خیال میں جو زانو پکڑے	کسی طرح سی کہ بیٹا کسی طرح
سر سبز ہوئی دین بھی دونوں حال ہے	غیر اکبھی کہ گنت بدخضر کسی طرح
یا صبح ہی عشق کا گل مرخ جائیگا خیال	اسکا کسی طرح سی نہ اس کا کسی طرح

ورجہ کمال دور ہی تحیل کا قبول

شاعر ہون میں مگر نہیں غرا کسی طرح

روایت انشاء

جنوں میں یاد جاتی ہے نسل خندان رخ	لہو بہتہ و تاپہون ہوتی ہیں تو داماں رخ
گمان پانے یا قوت کا ہر ایک پہ ہے	بہے گلشن کی کمی بار تیری دندان سرخ
سہ پہر روز جو ٹکراتا ہی تیرا ویشے	سیاہی اڑ کی لہو سی ہوا ہی زنداں سرخ
ہر ایک بوند لہو کی ہی دانہ مرجان	ہر ایک پلکے میری مثل شاخ جبرائیل سرخ
مر فیق آسمانی کہون میں ہی جہاں سیا	بہتہ و تی ہیں کہ ہوی میں مع حبان سرخ
یہ سرخ پوش مٹی کی خوشی سی ہے	نہ جانو کہ لہو سی ہی تیخ جاننا سرخ
لہان نہیں لب کیسو کا عشق جلو نما	سیہ واد حقن ہی تیخ پرخشاں سرخ

تیری گلی میں کمی سیر سکر دامن کی	بہت ہوا ہر گون سچ باغ رضوان سرخ
چھپا ہی مٹی چھین چن بی گناہوں کے	ہسکی خستر ملک تربت شہیدان سرخ
ٹیسکی نیت بھی اب نظر نہیں آتے	قیامت آئی غضب سی ہی چشم جانان سرخ
لہو خیز میں رو آتا ہی ترا وحشے	ہو ہی ہیں اسی سب نہامی حجاب سرخ
نقاب شکری جل کر جدا ہو ہی رخ سی	ہو ہی شراب سی ایسی غذا جانان سرخ

قبول صبح کی دیکھی جو اشتھا صادق
تنورِ چرخ نی دی نانِ مہر تابان سرخ

روایت الدال

تیری پوشاک ہی کیا ای بُت بی پر سفید	وصف میں اسکی سیاگی ہی تحریر سفید
سرخ تصویری پینچکی قاتل کو مری	لوتی دکھلائی تو ہو خوف سی تصویف سفید
انکو جو ہر نہ سمجھنا کہ مری قتل میں مبتل	روئی ایسا کہ ہو ی دین شمشیر سفید
سرخ زنگ پہ نازان تعجب ہی گل	خون تھا پہلی جو آتا ہی نظر شیر سفید
ماگ کو دیکھنی دل کہا ہی سبحان اللہ	نصف شب میں ہی کیا خوب تحیر سفید

دود آہو کا اہی ساف سبہ کروی گا	میری مدد کی بحث کرتی ہو تمیر سفید
لب تلک کوہ پہ پڑا ہوں احم بن خون	لہستی کہستی ہو لب آہن زنجیر سفید
جیبہائی میں می دز کی گہسا ہی ایسا	سیم کی طرح ہو اطوق گلو گیر سفید

شب کو اوس ہا سہی ہنی نذا وصل قبول
کر دیا مہرنی رونی فلک پیر سفید

جھبہ گد کو بھی کرامی گنبد گردان بر باد	تیری گردن سی ہو تخت سلیمان باد
رنگ لڑ جائیگا ہاتھ اپنی ملی گا قاتل	غیر ممکن ہی کہ ہو خون شہیدان باد
دانہ خال فی تسبیح مری تڑواریے	وست ہندوسی ہوا دین سلمان باد
جب باتن سی ہو ہی روح تری وحشی کی	دشت ویران ہو ہی ہو گئی زندان باد
سیپ ہر ایک ہو ہی گردن گردن سنی	مفت ہوا ہی ہر اک قطرہ عینان باد
سیر کو آتا ہی وہ خانہ بر انداز چمن	باغبان مفت ہو آج گلستان باد
گسٹو منظور ہی امی غنچہ دہن جمعیت	اکر چکی مجکو تری زلف پریشان باد

دم ہی ارشی کسی مصلحت حق میں قبول

چاہی شکر کری ہو اگر انسان برود

رویف الدال الہی

ہی اوس پری کو کامل و خسار گھبٹ	ٹیونکر کر تھی مہی وہ شام و سحر گھبٹ
جھپٹا تو ان کی قتل پرتنا نہ گھبٹ	مارا جو مورچی کو سیلماں فی تو کیا
ٹیونکر کری صبا سی نہ اپنی نظر گھبٹ	ہر صبح پڑتی ہی گل خسار یار پر
مشتوق کو تنچا ہی پر اسقدر گھبٹ	عاشق کو تجھ ہی چاہی ہی گو فرویتے
گرا ہی چشم تر سی بہت ابر تر گھبٹ	اب بادبان نورق دنیا اسی کروں
گل سی کری بلبل بی بال و پر گھبٹ	بیدست و پانہون عجز بھی تجھی چاہی
گرتی ہی اوسکی زلف سی وکی اگر گھبٹ	جو پیچ و تاب اوسین بین ایں بہلا کہان

اندھیرا جہان میں ہی کر عجز ای قبول
وہ دن گئی جو کرتی تھی اہل گھبٹ

رویف الدال

ما تہ میں لی جو جان جان کاغذ پھول کر ہو وہ بوستان کاغذ

اضطرار اوس کو خط میں جب لکھتا	خود بخود ہو گیا روان کا غد
لشٹی دل توان ہی دین روزوں	خامہ ستول بادبان کا غد
اپنی زردی رخ لکھوں تو ہو	شکل برگ خندان خزان کا غد
جب گھلتا ہی روز کا غد بھر	ہر کو بیچ ابھو جان کا غد
تنہا غفہ ان کی شکل نہ ہو	چھوٹی تیرا جو ناتوان کا غد
صفت دونوں طرف ہو مستی	نہ وہاں ہی نہ اب یہاں کا غد
وصف اوس رشکِ ماہ کی جو کھیر	ہو گیا رشکِ بہان کا غد
ہوش نامی کا اب کسے ہی قبول	
اب کھان خامہ اور کھان کا غد	
رویف الزام	
پاؤں کس طرح سی مین یار کو غیا سی دور	گل کو دیکھا نہیں گلشن میں کہی سی دور
قتل کی بعد بیتیج کی بوسی لون گا	سر گری کٹکی نہ قال تری تلوار سی دور
لبتک ہجر کی صدف میں ہوں گلزن	حیف آتا ہی علی جان میں یاری دور

دن سی بدتر مرض عشق کو من پاپا ہے
 عشق میں لگ سر پاموں و حل جانیں ابھی
 یوں ممکن نہیں پر آہ جو سوزش کہلا
 جو میں کیا اوی بستی میں اٹھ بیٹھا
 بیخاک کو نہ بنا ناوک مگر کانکا ہنس
 بہاگ کر غمسی لپٹا ہوں او کے پیچھے
 یوسی کی جرم پہ تیرا وسکا دہن چو لگا
 اسی صنم اونکے شش آبی سی لبٹا ہوا میں
 ایک نالی میں فنا جان ابھی ہوگی صیّا
 سیر گلزار کو جاتا ہی جو ای آہو چشم
 جب سے نیند بھری آنکھیں نظر آئی میں
 مینے جانا تباہ وہ کاٹھن کی رہا ہو نگاہیں
 ٹپک اب مرنے میں انسان ہو ہی لکھی پال

بہاگ کر بیٹھا ہی عیسیٰ تیری بیماری دور
 دشت میں کھینچ کھینچ کھون پاون ہر گ خار تری
 آستین جل کی ہو اس میں خوشبار تری
 ہو گیا درد و جگر شربت دیدار سی دور
 میں ہوں استادہ تری روزن یوار سے
 ساتھ لدار کی رہتا ہوں دل آزار سی دور
 ڈر کی لب مینی رکھی میں لب سفار سی دور
 در و زندان جو نہ ہوں چشم گہر بار سی دور
 رکھتے قفس میں شیدا کا نہ گلزار سی دور
 دیکھ پہ نظر نرس بیماری دور
 ایک قلم خواب ہوا دین بیدار سی دور
 بہاگی افعی تری زلفون کی گرفتار سی دور
 بیروت پہ چلن ہی تری فستار سی دور

جلد پونچادی خدا یا کہ شفا پای قبول

در دمی دل مین در حید کہ کز رسی دعو

ہون برنگ ابر گریان کو می بان چو کر
ای جنون معشہ انا ابتک هیچ دیکھوں باکو
شہر سی بجاکالا ہی یہاں تو چین دے
الفی کو سی صنم ہمراہ ہی وقت سفر
سو تیوں کی ہمار پر جانان نظر تری نہیں
قتل کرتی ہو تو دامن سی کفن و حجابیتو
قید میں غل تیری وحشی نی یہاں سی کیا
تھارینجا کاتزل لاکھان کا عروج
ہا کہیں چو تری زلف سا کو ہاتھ
یا چشم مست میں ملی جو میں وحشی کروں
آنی ہو تو گلشن کا مزارش میں ہے

غم نہ کیونکر کہا ہی آدم بلغ رضوان چو کر
اوسکا وامن تہام لون اپنا گریبان چو کر
اب کہاں میں بون می صبح بیابان چو کر
کوچہ جانان میں آیا باغ رضوان چو کر
سکاک گوہر خاک دیکھوں سکات مذہب چو کر
اس شہید ناز کو جانانہ عریان چو کر
ساتھ کی قیدی ہی ہاگی ہر زمان چو کر
چاہ میں اوسکو پسپا یا چاہ کھان چو کر
خود پریشان ہو گیا زلف پریشان چو کر
گیسی آہو شیر سب ہا گین فستان چو کر
لیون چلی شہی ہو ہی تم مجھ کو گریان چو کر

ایکے نامی منجھو جیسی سی ایسا ڈر گیا	لو سون ہی بہا گادیا بان کھنڈر بان چوڑ کر
لینچ تیرو سکی اسی جراح میری بس	ہر مان خم خون اگلی گاپیکان چوڑ کر
مارا ہی تیر نظر سی ہنسکی زن ہی کرو	جان جان جانی کہاں بھوکو بچان چوڑ کر
شکو کہہ اپنی ملا تا ہی اگر وہ چاندی	بہا گتا ہی جس رخ اول ماو تا بان چوڑ کر
گیسو بچان کو بکھر کر مراد دل خوش کرو	عقد اس عاشق کا کہو لوزلف بچان چوڑ کر
روح یون نکل ہی اپنی سینہ پرواغ سی	بومی گل جسطوسی نکل گلستان چوڑ کر
عشق کی کوچی یکیا پیرن سی اگی قیب	بہا گتی ہیں طفل ملاسی بستان چوڑ کر
تجھ سے کون جانظ ہی بچا یا رہے	دھونڈنی جاؤن کسی تہسا بچان چوڑ کر

اک نگاہ ناز پر دیتا ہی دل تم کو قبول
دیکھو پھر چپا و گی یہہ جنس از ان چوڑ کر

تم میری دل کی حال کو پوچھو بار بار	عاشق ہون گل چھی پی کا کہون نہر بار
ناحق اٹھانہ دوشن یہہ بار اسی شیم	اوس کوچی مین نہ پائی گا اپنا غبار بار
بیکار ہی عداوت گردون دون دم	عالم کی بندر نہین جاتی ہیں کار بار

سیرکی تیری کچی میں آئی ہن دوسرے	قابل ہماری دوش سی بہہ جلد آثار بار
روزِ وصال میں جو شجر کا ہی ڈر	زلف سیہ کا دل پہ ہی ایک ایک تار بار
حسنِ شست گل بہہ ہلا شاخ پر کہاں	رہوار پر تراہنیں امی گلزار بار
ملتی ہی تھی زلف سے قوت و باغ کو	اگر طرح تار تار کو سو گھون نہ بار بار
گلزار پھرس سی سواتنگ ہو اوسی	اگر بار اوس گل میں جو پائی ہزار بار

لالی کو چاروں غلی اسلئے قبول

اوس گل کی سوی سرح کو کیکھا چلی رہا

وہ ہنستا ہی می شکونکی قطروں کی وانی پر	پہرا کرتا ہی پانی موتیوں کا شور پانی پر
تہکی شہِ نور سب پرین نہ اٹھاتیری کچی سے	نہیں فوج اب تو انانی کو میری تانی پر
شبِ فوجت میں میری جان کی غل چاٹا	رکھا ہی پاس بانگونی نوکر نو خوانی پر
یہی ونا ہی تیری عشق میں حاصل ہوتا	کہ ہنستی میں قیاب سیرنگ غفرانی
شہید نکونری ملتی میں تیری تیغِ بران	عبث کیون خضر کو غرہ ہی عمر جاودانی
ملا عشقِ حقیقی و اعطا عشقِ مجازی سے	خدا کا قہر نازل ہو گا تیری بدگمانی پر

نہ مرا توی ایسی ہی ملاوشج من ایجا	چٹک جانی ہین مین آبِ بخج کی روانی پر
چرا تو مول کی مضمون پر خط پڑی کر ڈال	کیا فائدہ کو ٹکڑی ٹکڑی پیغم ربانی پر
شاب آتی ہی مجھ کو عشق فی ضعف بخشا	کہ میری نہیں ہی ہی میری نام جوانی پر
ز بس شقِ فغان میں نہ مودوں کی کثرت	بہت مال ہی آنکھ اب سیر یون فی غایت پر
جو انا ہی تو کر ترکِ غذا گلزار عالم میں	مرا پتی درختوں کی فضا عت کے جوانی پر
شبِ فیت میں یہ جان کنی حال ہی ہے	اصل ہی اکی جوانی ہی میری نگاہی پر
بجر خاک اور کچھ بعد از فنا پایا نہ بارون نے	نشانِ قبر شاہی ہمارے بی نشانی پر
نہ کیونکر اڑ چلی وہ رختِ نکین زین کے	لگاتا ہی پر پرو کو لباسِ آسمانی پر
میں اب غم صبحِ فوق کا نہیں چھوٹا کی	یہ لک کر جان دی مرغِ سحر کی میری جوانی پر
میری معشوق میں خاتمہ خالق کی عاشق کا	زبان کر جامی لکنت کا شلفظِ ترانی پر

بھی آغوش میں لیکر چیری کس لطف سی پہیر
فدا جان قبول ای جان تیری قدر دانی پر

واغ سودا جو گھنٹہ میں تنِ زار چہ پا	حسن کی سحر سی پی ہیں گلِ خار چہ پا
-------------------------------------	------------------------------------

دردِ دلِ ضعفِ بصرِ غمِ بیکروینِ تر	یہہ مرض اور بڑی عشق کی آوار پہ چار
دینِ دلِ جانِ بیکروینی قاتل کو	میری حسان میں مٹن کہ جہا کا چار
معدقہ تیرا جو چو راہی میں جا کر کھسا	ایک پر ایک گرا لینی کو اور چار پہ چار
ہوئی تسخیرِ قمرِ ہر عطار و مرج	عالمو پھول بہنیں یہہ سپر پار پہ چار
گہکھہ گرم جو دوبارہ کرون کا دم فوج	چہالی پڑ جائیگی قاتل تری تلوار پہ چار
آبِ خاکِ آتش و بادِ انسی ہی عشق کی بنا	نعم قلق و در تعبِ ٹٹ پڑی چار پہ چار
دیکھنی کو تری عشاق لڑی مری ہیں	چار در پر تری اور وزن دیوار پہ چار
برجہیان و نگہیں تغین ہیں و وون ابرو	حربِ قاتل ہیں میں می چہرہ و لدار پہ چار
دل کو چسب سی ہی چشمِ گلِ خسار کا عشق	واغِ لال کی طرح ہیں دل بیدار پہ چار
عشق بکتا ہی تیرا سر بازارِ امی حسن	آٹھ پر آٹھ گری پڑتی ہیں اور چار پہ چار
ہو کی چو پاں دل آیا ہی سرترگان پر	مثلِ منصوبہاں آج چڑھی دار پہ چار
جان کرتی ہیں فدا آٹھ بھون اپنے	چار کیسہ پتھاری گل خسار چار

ای قبول او سکھ بھاری جو بھوختنی

چار یاری جو ہو تو حرف میں آوے گا چار

مری گردن کا سار بوجھ کھانچی گئی	اڑا کٹلی جھنگر لپٹا پامی رہن پر
پر ابرو رحم ہی ای دست تیرا دوست شہن	عنایت کب تیری قوت ہی شیخ رہن پر
پہنکی سون فاف کی پران سی فتن	حسینا جان مجکو خداسی بخشو لیسنگ
تاری جڑ دیتی اللہ فی خورشید نشن	ہوا ہی نور و ناچہر کا چمکے داغون سے
ہر اک موی تن اچھی اچ خشک ہی سون	میری خمون کو ٹاکی نہ ہو گا در کچھ سلا
ہمارا خون ہی فی تیری شیشی کی گردن	پڑ کر جان ہی مہنی جھکا لیکش سروکا
سیرت بتکدین خم ہوا پاتی برہمن پر	و کہا تی جمی ارج کی ریاضت جذب آخر کو
بھلا کیونکر تجھ کو رشک آئی موم و عن پر	لب شیرین جانان تاک گیا ہی بڑی
نماز اگر پڑھا کرتی ہیں جین سی می لمن پر	تیری کہنی سی دہن ہو کیونکر من ای عطا
لگاؤن تازیانہ آہ کا گردن کی توسن پر	اگر اگر کر چکا پامان سہری نہیں ٹلتا
صفائی کی لپی سکو چکا وں باپی شمن پر	اگر جانوں کہ ماتہ آجائیکا سر شستہ لفت کا
بلج توبہ کرو خنجر چڑھا دو میری مدفن پر	تہا رہی رہی خونریز زبان میری ہی تم ٹپٹ

مری کم لگی سی بنگیا دشمن محسوس	ہوی ہانی جیاسی ہرق کر کر امی خرم بر
ہون کو فولا دہر و سنگیل سی بس نہیں	ہینہ سنگ تنہا طیل سی غائب گئے گہرین
مرخی انکھوں کی خلقی وز نو کی گرد تہی ہین	تصدق بیدیان انکھوں کی ہین دڑات دین
مری گردنی خم کی ہارنی چاکا و سکو کڑا	لہو خنجر کا ڈورا بنگیا قاتل کی دامن
ہین اویش معرہ کی گریساں کیا یو آتی ہین	جلاد تہی ہی پروانوں کی جسد شمع روشن
غلط فہمی ہی مر جانی پرواہی کسی کوئی	بہنسی گل لیون نہ ہو محبو گمان یاروں کی شہون
تہی پیچھی ہی مٹی کا کپڑا جاتا ہون مین	انکھ پر چالی ہی گلشن مین جسد مرگ سوچ
گل و نسرت سٹ کر شرم سی بن جاتی ہین	نگاہ مست اوس گل کی جو چراتی گلشن
دیرچی کو تری ای مھر مین برج محل سما	یقین خط شاعی کا ہوا کٹر کی کی چمن
قبول اس عشق کی دولت سراپا باغ میں چون	
شکفتہ ہین گل داغ جنون ساری می تہن	
قدر موقوف سخن کی ہی سخندانوں تہ	ہوتی ہی موتیوں کی آب سواکانوں تہ
ہجر مین نالی جو سنتی مین مضمی ہیر	ہاتھ کہتی ہین می نام سی وہ کانوں تہ

ہون خود رفتہ نہ گزشتں بھی آنکھوں کی دنیا
 میکشوخوت کرد آج خفا ہی ستی
 ساری محفل کا کوئی دم میں نکلتا ہی م
 نالی سنتی ہیں مٹون جو مری شام و سحر
 جو ہری لالی ہیں دعویٰ سی گہنہ سنو تم
 دیکھتا ہی نہیں اس جلی سی مجھہ وحشی کو
 نہ رسائی ہوئی ویا کی ہم ابر کی شکل
 درود و غم مل میں ہیں کس طرح سی نا کہین
 تاکہ اتر اٹھانیکو جو وہ دریا میں
 مثل انسان کوئی دیکھا نہیں خوابیدہ
 گو کہ ہی شمع ہی گل چار پہر کی مہمان
 جوش گل ہی یہ نواباغ میں ہی بلبل کی
 قتل عشاق کی توئی یہ بیدوی سی

گوئی جادو ہی بھلا کرتا ہی دیوانوں پر
 شیشی ٹھکتی ہی نہیں مٹھری سپانوں پر
 جان جان کہ یہاں بن گئی ہی جانوں پر
 ماتہ کہتی ہیں مری نام سی وہ کانوں پر
 پھیر دیانی ذرا موتیوں کی دانوں پر
 کہ نظر کرنا بہت منع ہی عریانوں پر
 بائی بجلی نہ گری در کی گھبائوں پر
 پہونچی صد سہ نکھیں ان مری جھانوں پر
 چھلیان دوڑ کی قربان بختیں انوں پر
 خواب کل ہو گا خیال آج ہی افسانوں پر
 سبج تک دیکھی کیا بنتی ہی پردانوں پر
 فصل امسال بہت سخت ہی دیوانوں پر
 کہ چہری پھیری نہ نقاب ہی حیوانوں پر

عشق کیسویں پہنوالی ہنِ نخبِ مجہر	بجلی کرتی ہنیں ان سلسلہ جنبانوں پر
صبح دم باغیں وہ گل تو جلا ہی لیکن	اوس پڑجاشکی فوراً چنستانوں پر
عکسِ ندان جو پڑا خندہ زنی مین ای گل	دُربنی موتیا کی پھول تری گانوں پر
لی نہ ہی ہنِ خم ہمارا کہ ہو یے	مُہر اوس کانِ ملاحت کی نمکدانوں پر
ای جنون پاؤں پڑ ہی دامنِ سحر کی طر	دستِ عشاق پڑیں اب تو گریبانوں پر
مین پری اوسکو جو کہتا ہوں تو دیتا ہی جا	پرنکل آئیں مری شبنون کی شانوں پر
ای پری کاتبِ اعمال تری عاشق مین	نقشِ تسخیر لکھا کرتی ہن وہ شانوں پر
جرم بوسی کا لکھی کون کہ دیکھا جو اوسی	غش ہوئی کاتبِ اعمال مری شانوں پر
زاد آج تو رندوئی کہی سی می پے	بند آنکھیں ہنِ فرشتوں کی تری شانوں پر
جو حسن ایسی ملک ہن کہ گناہوں کی عین	وصفِ رخ اوسکار رقم کرنی لگی شانوں پر

بجلیان تھکو جو پہنائی لگا آج بقول

بجلیان ٹوٹ پڑیں شبنون کی جانوں پر

ہنستا ہی ضیغِ غلبِ صیادِ کور پر	بچتا ہی دامِ تربتِ بھرامِ گور پر
---------------------------------	----------------------------------

بیج ہی کہ مرغِ روح کا اڑنا محال ہو
 ای شاہِ حسن تیغ کا پانی چر الیا
 تگل جو اپنی دستِ خانی سی تو اڑا ہی
 زنجیرِ سونی کی تری سینی پر دیکھ لی
 سیکش کی طرح جو ہوتا ہی سا قیامتنگ
 جھجھی چٹائی لودل پر داغِ تابڑ ہے
 بحرِ شکارِ شست لگائی جو بحرِ حسن
 سطرع ہو یہ حکم ہی اوس شاہِ حسن کا
 اوس کا داغِ عشق جو بخشی اوسی ضیا
 کراہی قص کی دل پر داغِ اسی پر ہے
 تنگِ شکرِ تارِ دہن پر ہی اسی پر ہے
 ہر تارِ مینی سین جو ڈورا ہی تیغ کا
 اسی غافل و دور نگینی گلزارِ دیکھ لو

پرواز کی یہی جو نکالی نہ مورا پر
 لچہ حدِ شرع چاہی نہ نمون کی چور
 پروانہ خود تنگ ہو چٹکی کی ڈور پر
 اکتل ضعف پر ہی جنون اپنا زور پر
 تیا شیشہ شراب کا ماہیا ہی ڈور پر
 طاوس آج اڑا و ذرا اپنے ڈور پر
 کانٹے پھیلتے ہیں پھلیان قاتل کی ڈور پر
 پروانہ لامی شمع یہ خود اپنی چور پر
 پروانہ شمع ماہِ فلک ہو چکور پر
 دیکھی تھی تو کیوں نہ پہلا ہی یہ مورا پر
 قربان نیشکر ہی تری پور پور پر
 مانجھا دیا ہی ریت کا قاتل نی ڈور پر
 گل سہن ہی ہیں بیلِ لان کی شور پر

پیوند خاک ہو کی سیون خاک کا دین	نار کفن کا بخیہ ہو بسک گور پر
حکم اوں کا ہی گل میں مری شو و شرن ہو	شکر نہ پاس بان ی نالون کی شو پر

برسون اوج بام صنم پاؤں اسی بقول
اڑنیکو ماہتہ آئین جو فرضا کر ور پر

درین غزل الف نیامدہ

مر گئی ہم دم جو دلبر کی قدم پر توڑ کر	روی وہ عرصی تلک مری پہنچ توڑ کر
مطلب دل و دست عشق سی ممکن نہیں	محفل دلبر میں پہنچون کس طرح و توڑ کر
سنگ دلیز صنم کی عشق میں لذت یہ ہے	پوچھتی ہیں سنگ در ہر تگ و تگر توڑ کر
عشق میں دس سینچے ہلکے مہ پوچھی نہیں	گو کہن سی سیکڑن ہی مگنی سرتوڑ کر
جستہ کشتہ بول شگین و مضمون ہے	لعل ہم سینی سی لیتی ہیں یہ تہ توڑ کر
چشم ترین کی جگہ تو بچی دل کو سخت	لیجھی سیر تری سہ سکت و توڑ کر
شوق بونی عین وشت ختن میں ہم ہیں	سوچتی ہیں موی گیسوی معجز توڑ کر
یہ نہیں ممکن کہ سرتوڑ ہو سکی ہمسی قریب	شک نہیں ہی چہیں لینگے ہم تہی سرتوڑ کر

سید ہی کر کر تیر لکھون کی کہتی ہیں وہ کہہ	عرش پر پونچین گی یہ سہ سگند توڑ کر
پہنکی ہی می توڑ کر شیشہ جو بہت ہو چلو	محاسب سے شیشہ ہر لین میکشور توڑ کر
گردل مضطر کی کیفیت کروں میں سنج	حرف جتنی ہوں وہ نکلیں جلد فتر توڑ کر
دور ہم و بر ہم کرنگی صاف کی صاف پکونگی	دل تو لکھو نکلیں گی یہ قلب لشکر توڑ کر
عشق کی شعلوں میں ل سینہ میں مضطر ہی	ایوں نہ نکلی یہ سپند قلب مجھ توڑ کر
سحر گلشن میں پون دل کہی غنچہ کی شکل	فصل گل ہی چوڑی مجھ کو مری توڑ کر
سخت ہی عشق بت سنگین جگر میں گشت	رگ مری چھدی نہیں نہ پشیر توڑ کر
مرضی حق ہی نہ ہو غم شیر و شیر کو	طرح پھر خوش نہ ہوں جبریل کو توڑ کر
منجھویتی ہی جی نخوت کو تم سر سی و	دیکھو عجز سے سر فقور و فقیر توڑ کر

بس قبول خستہ تن محبوبوں شکر نہ کر
روح تن سی لیتی ہیں یہ دل کو یکسر توڑ کر

مرض ہجری اتنا بھی اسی یار نہ توڑ	ای مسیحائی مان خاطر ہیا نہ توڑ
پاسبان کہتا ہی اس گل کی جو بہا ندون دلا	چھد کی رہا ایگنا خار سرد یار نہ توڑ

مچکو عشق دیکھل پھر جانی نہ پہچانی یار	استدر ہی مچھی ای عشق کی آزار نہ توڑ
ہی جو منظور کہ او سنق کا جلون دہی	دم بھرائی نہ دل آسو و نکاتار نہ توڑ
خار و گل مین نظر آتا ہی اوسی کا جلون	دل احباب تو کیسو دل اغیار نہ توڑ
سخت جانی سہی نہ نہن کچھ تیغ کا جرم	اور اک وار لگالی اہی تلوار نہ توڑ
تو خریدار نہیں ہی تو نہ ہوا اور بہت	نیخ دل کامری ظالم سر بازار نہ توڑ
یار استاد ہی کسطوری اٹھکر لپٹون	ضعف کہتے کہ پرنیاری بیمار نہ توڑ
تو جو قاتل ہی خدا کا تو نہ کہے کو گرا	دل کسی بنے اللہ کا نہ خار نہ توڑ

شاد رہ کہ گبر و مسلمان کو جو انا ہی قبول

تاہی شیخ تو یک سمتی ز نار نہ توڑ

روایت الزا

محبس اس لی ہی دل کو مری عام سیر	مچکو کہتے ابھی ساقی گلفام سیر
چاہتی ہیں جسی سچ ہی کہ وہ کرتا ہی گریز	بہاگا اوتھیا کیا جقد آرام سیر
نقشِ ماقوت کی صوت نہ جدا ہو یار	استدر ہو لبِ بان کو مر نام سیر

لیون نہ ہو سٹ کو کری دین ایا م سیر	ساتھ ہی حسنِ خدا داد کی ادا دینا
سیب سے مجھ کو سو اپن تری بادام سیر	گردن مجھی چھپا یا تو آنکھیں ہی دہا
نام لند کا ہی امی بت خود کام سیر	لیون نہ ہو تھپی مجھی عشق عزیز دہا

اس سراسی تھی کس سمت کو جانا ہی قبول
سوچ کچھ اپنی اس اعزاز کا انجام سیر

تور شک لطیف ہی تر اساز و اساز	بیمار تر کیون نہ کری تھپی بھلا ساز
مہ تھپی نہ کرتا اگر اسی مھر قاسان	ہو مانہ شب افروز کہی نور حسین سے
بس طبع اوسی وز سنی گیس کی ہی سنا	تیری نگہ ناز جو اک روز پڑھی ہے
تا خاک قدم ڈھونڈ کی لیجا تین جلا ساز	ای مھر کہی پاؤن مین پر ہی کہا کہ
گھوئی سی تری کیون نہ کری با دھبان	ہیہ سن ہیہ یور ہیہ سجاوٹ ہیہ دان
خوڑا وین صحت ہی ہوی مجھ کو خدا ساز	ناز ساز ہوی طبع اگر جو رفلک سے
عیسی ہن شفا خانہ حیدر کی دواساز	بیمار حجت کو ہی کونین کی صحت
آفت پی دل گانا ہی کانو نکو بلا ساز	دل غش مین مٹ ب پسرور کان ہی مچ

ریکل نبی ہین کی بدل سببہ سٹیا | گلون کی لپی لانی ہی پھون کا صبا ساز

دشت ہی قبول اوسین چاری سنی یاد

پہر عاشق نالان سی ہو کیا اوسکو بہلا ساز

روایت اسین

عیش و سرِ خلق ہین پنج و محن کی پاس | محفل خوشی کی پہی ہی اسی بھن کی پاس

خسارِ رضا ہین لبِ نگین کی متصل | دیکھو حطب کا شجر ہی شہرِ مین کی پاس

ہو تا جہز و عشق تو کم زور ہوتی ہارہ | تیشہ پہنچ نہ سکتا سرِ کوہن کی پاس

خالِ سید ہی انکھہ مین پتلی کی متصل | نانی کی پاس شک ہی نافہ ہرک کی پاس

نزدیک کو یار گرا یا ہی ضعف نے | دم چڑھ گیا ہمارا پوچھکر وطن کی پاس

اسی عند لبِ آتشِ گل سی بھرِ خجائے | گیون آشیانِ باقی ہی اپنا چمن کی پاس

یہ چالِ مال جانور کو کہاں نصیب | لکڑی سے نہ ہر اہتباری چلن کی پاس

لاکھون قبائین چاک ہوتین پر کیا نہ جھم | بوی و فانی مین می گل پیہن کی پاس

کس کا کم کی وہ لفظ جو معنی سی دور ہون | وہ کیا سخن جو پوچھی نہ اہلِ سخن کی پاس

آبِ بقاۃ خضر ہی کیا کام زراغ کا	جزیرہ کوئی خال نہیں ہی ہن کی پاس
اک مٹی میں رہا ہوی شیریں جان ہے	ہتی خوب دوسر کی دو اکوہ کن کی پاس
ربط سیاہ کاروسیہ کار ہو گیا	دل ہی ہمیشہ زلف شکن شکن کی پاس
ایسا دلہاس کا جوشٹے کر دیا	تار نگہ ترا بھی نہ پہونچا بدن کی پاس
جانان کی ساتھ دل میں قبو نکاہی ہے ^{وہاں}	جھلسک اور غم کی ہی اس سخن کی پاس
مطلوب کا پتا نہ کسی سی جھے ملا	لہہ پہونچا شیخ پاس کہی برہن کی پاس
چشم کمر کی یاد میں حشر انور ہون	لہہ چپتی پاس گردا ہون گاہی ہن کی پاس
سیراب جو ہوا وہ لہو تھوک کر ہوا	پانی ہی تیج کا تری چاہِ ذوقن کی پاس
موسیٰ ہمیشہ باغِ جہان میں ہن بی شر	لوشاخ ہی مگر نہیں پہل گر گدن کی پاس
عارض کی متصل مسی آکو وہ لب نہیں	ہن پھول یاس کی گلِ نازن کی پاس
نادان نہیں میں تیغی رض ہی نال	خوشبو ہی پر پیہ رنگین نشتن کی پاس

یہی حسین سی ہون کی گناہ دور
ہو گا قبول حشر کو شاہِ زمیں کی پاس

میرغ دلی ناکس تھا کالی کہانا تھی قفس	چھکی گلشن میں گیا تو یاد آتا تھی قفس
لہجِ عزت باعثِ جمعیتِ خاطر ہوا	اب چمن سی ہی سو انجکو خوش آتا تھی قفس
لہجِ خوشی صدی کہتا ہی گل گزار میں	دامِ حسی اور دل سی جگو بہا تھی قفس
عشقِ ترکان میں ہر صدی کی تسکین ہے	تیرا دک چار جانب سی کہتا تھی قفس
تیر کہانی کہانی نالی بیل دل کراوٹھا	یا داسے سینہ صد چاک آتا تھی قفس
بنتی بچ شہو میں ری تیلیاں بونج سیم	جب وہ گل ہار و نسلی ای گلچین آتا تھی قفس
وہ ہما حسی حسن ہوتا ہی نظرونِ بنیان	لوشت میرا باز کی مانند کہتا تھی قفس
گلشنِ دنیا میں خوش زمزم طائر ہوں میں	ہر کوئی میری تصویر میں بنا تھی قفس
طائرِ جان چھٹ کی سوی گلشنِ جنت گیا	آپاں زیر زمین پہنسی کوجا تھی قفس
روح کی حسین بونج آسائیں وہی کراہی تن	ناز اپنی طائرِ جان کی اوٹھا تھی قفس

طائرِ جان چھٹ گیا تن قبر میں پہنچا قیول

خاک پر رہی کہنی کو اب وہ طفل آتا تھی قفس

رویف اشین

<p> بیسوں ہی تہنی کی ہی دل آرام کی تلاش بادِ صبا کی گھوٹی پر اڑتی ہیں چار سُو تیرا نشان ڈھونڈتی پرتی ہی سبکی گتہ وزراتِ زلف و رخ کی تصویر میں ہم پہر نا کام میں ہونگا ملاوہ تو کیا حصول صنایا دین اسیر میں زلفِ سیاہ ساقی کی چشمِ مست چسبی پی ہی آہ لیا جانی قبر میں ہی میسر ہو یا نہ ہو میل و رخا اپنی عجب رنگ میں کٹے جائگی چشمِ پارسی خشکی و مانع کے آیا کہین نظر نہ وہ خورشیدِ رو بھی میں ابتدائی عشق میں ہو دلِ بصال </p>	<p> پایا اوسی تو ہی دلِ نا کام کی تلاش پہلو لٹکھو ہی ہی میری گلِ نام کی تلاش سبکے زبان کو ہی تر ہی نام کی تلاش ہر صبح جستجو رہی ہر شام کی تلاش تسکِ کام کی ہی اوسٹِ خود کام کی تلاش سیری لپی عبت ہی تھی و ام کی تلاش شیشی کچھ غرض نہ بھی جام کی تلاش دنیا میں دلِ نی کی بہت آرام کی تلاش عارض کی فکر زلفِ سیام کی تلاش لیون ہی طبیبِ روغنِ بادام کی تلاش ٹو مینی اوسکی صبح سی تا شام کی تلاش آغاز ہی میں ہی بھی انجام کی تلاش </p>
---	---

دل ڈھونڈتا ہی گیسے پچان کو ای مقول

طائر کو اپنی رستی ہی اب دام کی تلاش

ردیف لصاد

عام سب بامِ فلک ہیں اور سرِ ابرام خاص	بخت میں بیدار اسکی تہی آرام خاص
عمس می لہنی کی بھی قسمت نہیں دیتا	لیا ہماری سطر ہی گردنِ آیام خاص
عسل و گوہر کی عوض بولسب و دندان کی نو	فیض کرتی ہو تو سیر ہی بھی انعام خاص
خاص تو ہی سب بیانِ مانہ عام ہیں	متفق استبہا کی اوپر میں رعی عام خاص
اپنا ساقی ساقیان ہرین ہی منتخب	شیشو نہیں شیشہ ہی اک جاموں میں کلام خاص
زلف پچان میں لہجہ کچھ نکل سکتا نہیں	طائر دل کی پہنسا لہنی کو بھی دام خاص
خاص عام اب مسیتے ہیں نہیں قاضی کا قدر	دختر رشتہ منتخب سے ساقی گلفام خاص

دل پہنسا زلف و لاوی نہ صنم میں ای قبول

جیسی ہی بی نسل طائر اوس طرح بیہ دام خاص

ردیف الضاد

دل نقبض جمع ہو گل و پچان سی کیا غرض	وہ گل ہو تو گیر گستان سی کیا غرض
-------------------------------------	----------------------------------

<p> دامن سی کیا آل گریان سی کیا غرض دل میں ہو جو درد تو دران سی کیا غرض پیر کیون ڈرون غم شب ہجران سی کیا غرض ہون مرہ دل بھی لب خندان سی کیا غرض پھر ہکو سنبل و گل سچان سی کیا غرض پھر تو ہی کہہ کہ کوہ و بیابان سی کیا غرض اسی خضر ہکو چشمہ جوان سی کیا غرض </p>	<p> وہ جانہ یب جب بغل میں ہو اسی جنون کیا کام پھر خدا سی اوہین میں جو سنگدل روز وصال ہی میں تصدق کرونگا جان ہنسنی کی ہی جگہ میری آنسو نکلتی ہیں نظارہ زلف و رو و خط یار کا جو ہو مجھ کو بہشت کو چہ جانان ہی اسی جنون ہم میں اسیر چاہو رخندان حیر حسن </p>
<p> بی حکم او سکی گہر میں رسائی نہ ہو تنگی پھر ای قبول منت دربان سی کیا غرض </p>	
<p> شیشی سی کام ہی نہ بھی جام سی غرض لیسو کہا ہی دین یہ فقط شام سی غرض نکلی نہ کوئی زلف سیام سی غرض نرس سی ات کام نہ باد ام سی غرض </p>	<p> ہی چشم سیاتی گل فام سی غرض دیکھوں تہار می رخ کو پہ پہلے صبح چوڑا نہ ہو اور نہ باز دار قیب کو آنکھ نہ ہی ہسی پیر لی اوس گل نی باغ میں </p>

صحرا سی پیر کی آئی تو اب کوچہ گرد، مین	نکلی کہی نہ گردشِ ایام سی غرض
عاشق کو تیری عرس ہی ہی جہان ہو	مطلب نہ تیری گہری کچھ نام سی غرض

جیسی یا ہی دل چھی ای بت قبول
رکھی نہ ایک دم کہی آرام سے غرض

ردیف الطائر

گم شوق کیا کرین دیوان کی احتیاط	اڑ کون سی ہو سکی نہ گلستان کی احتیاط
اسی ترک ترکش ایسی طست نہ کر سکی	لی جیسی ل نی تیر کی پیکان کی احتیاط
غینچی اس طرح جو کہلین گی بھار مین	ناصح نہ ہو گی ہمسی گریبان کی احتیاط
سینی مین ضبط کرنی سی دل ہو گیا کجا	لبتک کروں مین نالہ و فغان کی احتیاط
بادِ خزان ہی آتی ہی کرنی دی بجو سیر	لبتک یہ باغبان چمنستان کی احتیاط
اسی غم بہاؤ سی آنکھوں سی اب دل کو کر کی خون	گڑا ہی کون خانہ ویران کی احتیاط
مین پاؤں دیکھ دیکھ کی کہتا ہوں دشت مین	تلوون نی کی ہی خار بیابان کی احتیاط
عارض کی خط نی دی صفت عشاق کو	لی موچون نی ملک سلیمان کی احتیاط

چاہِ ذوق کو سبزہ چپا تا ہی ای قبول
کر تا ہی خضر خستہ حیوان کی احتیاط

تجہسی قیب کہانی ہین اگر تم غلط	مین اور پر فرشتہ ہون امی مستم غلط
ناصح مرین ہجر کا کیونکر ہو غلط	تیری سنی وہ پند و نصیحت جو ہو صحیح
زلفون کو مشک لکھ گیا اپنا تم غلط	حرفِ دروغ چاک نہ کیونکر کرئی بان
اب ہو گیا صحیح کہ سمجھی تھی غلط	تجہسی امید وصل تھی آخر ہوا وصال
رہتا ہی سنگہ اور کا دل بد غلط	ای شاہ حسن زیر نگین ہی تھی جان
مشہو ہی یہ جادہ ملک عدم غلط	جیتی ہی کر کو تری دیکھ کر قسب
سمجھی تھی ابر تیغ کو ابر کرم غلط	سیرانی اکیدن بخیا اپنا صلق خشک

دل میں دامن جلن بتوں ہی ای قبول
زہت ادا سکوتی ہین بیتِ محرم غلط

ردیف الطائر

ہمکو ہی امی دوست دشمن کا لحاظ	ٹیون نہ ہو تجھ یار پر فن کا لحاظ
-------------------------------	----------------------------------

<p> آنکہ کوہی چشمِ روزن کا لحاظ لیون کیا عیسیٰ فی سوزن کا لحاظ چاہی ہی دوست دشمن کا لحاظ ہی یہ تیری روی روشن کا لحاظ تیج کوہی میری گردن کا لحاظ سر کوہی سنگِ فلاخن کا لحاظ ہی عبت اب سنگِ دفن کا لحاظ ہی یہ چہرہ ہر کو رہن کا لحاظ خاکِ کرتا ہی دامن کا لحاظ لہجہ تو کجی اپنی جو بن کا لحاظ ہی مری تعویذِ دفن کا لحاظ </p>	<p> جس طرح جہان کوں تھی ہون جہا چرخِ چارم سی نہ آگی بڑھ سکے ہو خوشی تو یادِ غم ہی نہ سرور طور کا شعلہ نہ چمکا اب کہے خط نہین پڑتا ہی قاتل کوہی رنج سر نہ کرتا ایک ٹکڑے میں مگر جیتی جی سکر نہ ای بُتِ قدر کے دشت میں جانِ ضریحوں مال سے لیون نہ چھیدی نوکِ غم کو دُعا م منہ قیون کو نہ اب دھلائی وہ پری وڑ کر نہ آیا قبر پر </p>
--	--

میں لپٹ اتنا نہ ای خاکِ قبول

کچھ تو کر جانان کی توسن کا لحاظ

رویف بعین

تاج توج تو پنا کری آنسو بجای شمع	شجره بی وفا کی عشق میں کیا ٹھہری پاشی شمع
پہر کیوں نہ اس فروغ غمی کے جلای شمع	محفل سی مہر دور مہون اور بار پاشی شمع
جو بعد مرگ قبر پر اگر جلای شمع	دوسو زندگی میں مرا کون تھا بھلا
تیا ستقل تیار اہ محبت میں پاشی شمع	یہاں سحر تیری عشق میں جل کر فنا ہو
پہیلی ٹوہی ہیلاق کی آگی صفا سی شمع	محفل شبنم کو پانچا جب کا چڑ گیا
نخل آگ کا آگاہی لحد پر بجای شمع	ایسا جلایا عشق نی محکو کہ بعد مرگ
گل ہو جو تیرے سامنی محفل میں آ سی شمع	ای گل ترا وہ نور ہی جسکا نہیں ہی
پروانی ساری جمع ہیں لی ہی ہی شمع	عشاق تیری شبکو سب تہیں کہتی ہیں
طرح روی یار کو دل سنی ہی شمع	طس طور سہی شعلہ عشق او کا دور ہو
افسانہ کچھ تو سوزش دل کا سنای شمع	پاشی بان ہی اور حرکت ہی بان کو
ایسا کہان سی رشتہ نظر پاشی شمع	دیکھی جو تجھ کو اتنا کہان نور آنکھ میں
پروانہ طرح نہ کہی ہو فدای شمع	بی بال پر ہون پہر مہون پرین میں سکی گرد

پروانہ کی کہی مری ملبی کی شمع رو پروانی کی لہی ہی سحر کب کی شمع

وہ گل جو آئی ناز سنی خاکِ قبول پر
گل پہنکدی لحدی اٹھا کر تجھ ہی شمع

ردیف لعین

<p>ہی نوحہ میری غل کا جانا ہر چراغ آئی اڑ کر رو بڑ تیری چو پائی پر چراغ سامنی کالی کی روشن رہی کیونکر چراغ ٹوٹ کر آتی ہیں کہلائی اوسی خنر چراغ گل چڑھتا ہی لحد پر سج تک جل کر چراغ بتی تھی تارِ نظر کی اور چشم تر چراغ ہر حجاب ہی ہی شعلہ اور ہر اک غم چراغ ڈھونڈتا ہوں ہر طرف خوشید کو لیکر چراغ جلتی ہیں اس کی ونون کنار و پیر چراغ</p>	<p>شام سی تاصبح جلتی ہیں جھپکے گھر چراغ نور کا چہری کی پروانہ بنی ای شمع رو مٹ گیا داغ جگہ لیسوی بانان دیکھ کر جب شب تاریک میں آتا ہی سی گہرہ ما گو نہ لایا پہول تربت پر مری شمع رو شمع رخ سی آنکھ لٹی ہی ضیا حاصل ہوئی ہی فتنہ عکس رخ سی ساقیا موج سرا شکوہ میں بخود پیچھا گھر میری آیا ہی لختِ دل ہیں طرف تر گانگی اور جاری ہیں</p>
---	---

داغِ دل کا آہِ سوزان کی سبب ہی مرغ
 جسکی آنکھوں کا ہون کشتہ اوستی اگر قبر پر
 داغِ غم بھی شعلِ دل میں دامِ ای بی وفا
 شکوہ ہی راہِ عدم روشن ہی عاشق کی لیے
 می اشعلی سی روشن ہی کفِ ساقی میں آج
 قبر میں مارِ سیاہِ زلف کا آیا جو دہلیا
 جسم میرِ اجلنی لگتا ہی تسلی کی طرح
 اسی صنمِ خُصا آتشِ رنگ کا کیا نور ہے
 سبجِ آئینہ دکھاتا ہی اوسکو تمنا
 روتی روتی یا دُخ میں کہتا ہوں جب ^{اوسے}
 عشقِ عارضِ فی سرِ بانور کر ڈالا مجھی
 نور تیری کان کی لوکا بھی آتا ہی یاد
 شکوہ مضمون ٹھٹھنی رخ کا جو نکلی میری فکر

ٹون کہتا ہی کہ گل کر دیتی ہی صحرِ چراغ
 روغنِ بادام سی روشن کیا ہر کر چراغ
 رہتا ہی گہن میں روشن رات بہنِ چراغ
 ہی تیری تیغِ درخشان کا ہر اک جوہرِ چراغ
 ہر خطِ ساغرِ مستیلہ ہی ہر اک ساغرِ چراغ
 گل ہو ہی میری لحد کی دفعۂ یکسرِ چراغ
 ہاتھ سی اپنی جلاتا ہوں جو میں لاغرِ چراغ
 بنگیا ہی گلن کی ٹو میں ہر اک گوہرِ چراغ
 شکوہ محفل میں جلاتا ہی مہِ انورِ چراغ
 صاف دکھلاتا ہی چہرہ والی کو نشترِ چراغ
 داغِ سودا ہی ہر اک چہرہ زار کی تن پر چراغ
 رات کو کیا ہی جلاتا ہی چھی جگرِ چراغ
 آگ لگی ہو دکھائی کو مہِ انورِ چراغ

تین ہوتا رہی کا غم بجکو تہ خاک امی مقبول
قبر میں ہو گامری نورِ رخ حیدر چراغ

ردیف الفنا ی

تو آئینی کی شکل ہی اپنا غبارِ صاف	ہم مرثیٰ مگر نہ ہوا ہم سی یارِ صاف
غربت میں گو کوئی نہیں جاوے کیش مگر	اگر جاتی ہی نسیم ہمارا تزارِ صاف
آمد جو یار کی مری گہر کی طرف ہے آج	پلٹوں سی اپنی کد تارہوں میں ہزارِ صاف
لب پہن یہہ ماہ و مہر مری یار کو فلک	دو آئینی دکھاتا ہی لیل و نهارِ صاف
اوس ستین کی سینی کا اندر سی فروغ	بس مع تیو نکا ہمار سی بلی کا مارِ صاف
آئینہ دل میں نہیں مگر ایسا ہون بے نصیب	دشمن تو کیا کہہتی ہوئی دوستدارِ صاف
اوس محسوسش نی ہاتھ میں جب لیلیا تار	خطِ شعل بنگیا ایک ایک تارِ صاف
دل اوسکا چھپی شیشہ ساعت کی شکل سی	ہوئی نہ دیگا یہہ فلک پر غبارِ صاف
لغزش نہ راجا ہوئی پانی نگاہ کو	لیا گال تو نی پائی ہن ای گلغزارِ صاف
اون کیسوں کی پیچ میں ای ل نہ آئیو	افعی کسی سی تہی نہیں نہیہا رِ صاف

<p>شعله در جلائی کوشن اس کا بن گیا خط چہری پر ہیگا نا انکھون کی سانی تین نگاہ یار کو تشبیہ کس سی دون دانتون تلکچ پہنچی تصدق کو امی ستم</p>	<p>بین رسی طعن تو وہ ہوجای نار صاف آہو کر نیکی سب یہہ تر اسبڑہ زار صاف تلوار ایسی کونسی ہی آہدار صاف دوئی ہوئی چمک کی در شاہوار صاف</p>
<p>لیونکر قبول نکلی کہ دورست جہان جہسی کہتی ہو گا غرض روزگار صاف ردیف القاف</p>	
<p>مسح سی ہتی حاصل ہوئی دوا سی فراق آہی دل نہ لیکتا ہوا شکاف فراق وصال یار نیستہ ہو اور جابی فراق ہوا بتوصل کہ جانی ہی جان ہی میر تمام ن ہو جو اس مہروش می وصل تو کیا سحر قریب ہی اور قصہ ہجر کا ہی طویل</p>	<p>عجب بلا میں پہنسا ہی یہ مبتلا سی فراق بجز رقیب کیونہ نہ نہ کہای فراق وہ ایسا آکی ملی سہ نہ نہ پر کہای فراق دل جگر کا لہو ہو چکا غذا سی فراق شب فراق لپی اتی ہی بلا سی فراق شب وصال میں پوچھو نہ ماجرا سی فراق</p>

فراق جایی اوسى پاس جبکہ وہائی فراق	بجھی صال ہی ہی عشق دی بیہ میسر
سحر کی یاد میں لب پر کہہ مای فراق	شب وصال میں ہی چین سی سویا میں
آہی وصل صنم سیکھ لی وفا سی فراق	فراق پاس پشگی بغیر وصل صنم
بغیر وصل کی دی کوں خچ نہای فراق	لہو بہا یا ہی فرقت نی میری لکھنوی
لعین مانی کی رنج و الم سوای فراق	آہی ہجر کا میں درد سہہ نہیں سکتا
ستاؤں خلق خدا کو جو نا لھائی فراق	نگارن سور سراسیل کا تیغ ہو
ایسی طرح سی ہوئی کم نہ اشتہائی فراق	سکھا دیا بھی سب گوشت کہا لیا میرا

قبولِ ساحلِ وصلت پہ کون پہونچا دی

غریقِ سیلِ فنا میں سب تشنگا فراق

روایت الکاف

متحملِ غمِ سنگین کا ہوا انسان کشتک

اسی جنونِ قطعِ کروں شیت کا داماں کشتک

دل میں کشتگی کا مری ہجر کا پیکا کشتک

اُٹھ سکی دل سی پیکوہِ غمِ جانان کشتک

دستِ جوشِ مین ہی میرا گریبان کشتک

دیکھی وصلِ مسیر ہو کہ ہو جای وصال

دست و مشت مین تو بر مری نیاده تویت
 رزمی کیون کردن گل بی هی گلزار بی
 بس نیاده نه دکها گل اسی ای نه بس
 دل مین جو چه که مری و نه زبان تک بهو خفا
 روح هوتی هی راصد مه ناریکی سے
 نه وه دکها لنگا چهره نه تهین کی آسنو
 دیکهون بکت کی چچی سکتا هی رب
 رخ پر نور کسی شمع دکهاد می آگر
 خواب آیا ادر اسکو ادر اندر مین
 کسی دن کی تو پامال کر اسی شاه سو
 بکت اسی راحت جان خشک مر اصرم
 اسی فلک آج تو گهر مین وه مری موهان
 بهی نخی مین پنهان مین کهنی ندان مین
 دیکهون تو سیتی مین احباب گریان بکت
 رهی خاموش بجلال مرغ خوش احوال بکت
 رهی آینه تری شکل کا حیران بکت
 عشق کار از دیو والی سی پنهان بکت
 مجوسی آباد رهی گوشه زندان بکت
 کوکبی سیتی مین بکنه مین سی گریان بکت
 دیکهون فردوس مین هتا سیتی شیطان بکت
 واع دیگا مجھی تع اسی مه تابان بکت
 در پیشیار رهنگا تر ادر بان بکت
 منتظر تری هی خاک شهیدان بکت
 تر رهی آسنوون سی گوشه دامان بکت
 دل مین موهان مین حسرت واران بکت
 بیچ مین کبگی اب کال چان بکت

سختی ہر کار کہہ دہیان حریفیت	چرخ کیگی گادین مین می زندان کتبک
اپنی کوچی بن جگہ مجھو بھی می تہوڑی	مین پریشان پرن امی لف پریشان کتبک
کتک برق شمع کا پیگا بھی دہیان	ہوڑ لو اینگی مجھو ورنڈان کتبک
تکی پینو اینگی کتبک بھی ای دشت عشق	ہینچون تلون سی ہلا خا بیابان کتبک
ابو اس عشق کی منزل میں قلم مارا ہے	دیکھون توطی نہیں ہوتا یہ بیابان کتبک

اندون دو غزلین کتاہون ہر زچول

جمع ہوتا ہی اگر دیکھی دیوان کتبک

جو ظلم و ستم چاہو کرو شوق سی تہم	مشتوق کی سبازہ میں عاشق ہی کی دم
سچین سفردور وراز اسکو نہ ساک	اک چشم زدن میں گئی ہم ملک عدم
تہوڑا ہی لکھون درد تو کہیں جاہی خاہ	پونچی گا کہی حال ہمارا نہ رقم
محنت میں ریاضت میں کٹی عمر گر حیف	اند تک کیا کہی پونچا ہنم
اندری شاہ کی ہکی دہوڑہ کی شاہ	اوصاف ترنی لف کی پونچی قلم
ہم ضعف سی پونچنگی نہ کوچی میں تہار	تم ہر خدا کو کسی روز تو ہم تک

لیا رتبہ میرا اور مرا طائر دل کیا	اوس بُت نی تو چوڑا نہ کوئی مرغِ حکیم
جو زہر کا خوگر ہو وہی اوسکی دوا ہے	مینِ نزن ہوں ای یارِ تری درِ واکم
ہیہنا تے کہ محروم علی پاس سی تیر	بوسہ تو کہاں مانتہ بھی پہنچا نہ قدم
افسوس ہوا میں نہ اوہر کا نہ اوہر کا	لغبی سی پہر آیا بھی تو پہنچا نہ صنم
فرقت میں تری فاین کیونکر ہو دوسے	تاثر دکھاتا نہیں اب تو بھی سم تک
تیرا کسی گلشن میں پتہ پایا نہ اسی گل	چہر آیتبس میں نہ ہی باغِ ارم
اب کوئی گدا لی نہ اوسی کوڑیوں کی ہول	تو قیر جو کچھ جام کی تھی ہو گئی حتم تک

تھی مجھ پہ ہمیشہ نظرِ لطیف و ترخم
افسوس قبول نہیں کرنا وہ تم

تو نہیں دل میں تھی پہر ہی دلِ میرا نہ کیا	لغبی بی شمع کی کیونکر نہ ہو جانانِ تار
نورِ الفت کہیں پاتا نہیں اب نام کو بھی	ہو گیا یفِ دلِ گبر و سلمانِ تار
آفتابِ خروشن کی مدھو تو بچوں	حققان ہی بھی اور گنبد گردانِ تار
شمعِ رخسار سی بخش اپنی شہید نکو فروغ	ماہر وہی بہت اب گورِ غریبانِ تار

برق کی طرح چمک جاتی ہی زنجیر سیما	تیری وحشی کا یہ ہی خانہ زندان تارک
رات دن ہی جو تصویر میں میری لکھیا	نظر آتا ہی مجھی عالم امکان تارک
دو دو چپان سی سیہ جو بنا شعلہ داغ	سخت پہ لک عدم کا یہی پان تارک
لیسو تار کی الفت نے رلایا ایا	مثل تپ کی ہوئی دین گریان تارک
دو دو آو دل عثمان یہ لایا ہی بلا	اور یہی ہو گئی وہ زلف پریشان تارک
طالب آب بقا ہو کی نہ کہو نور فنا	ہی نہایت ہی رہ چشمہ حیوان تارک

مخزن محنی روشن یہ بلا شک ہی مقول
کس طرح سی ہول مرد بخندان تارک

زندگی میں مینی کب کی تھی تم سن سی لا	روند تا کیوں اس کیوں ہی میں مینی سی لا
ابھی ہی جیسی مجھ کو تیری ندان سی اس	دشمن مجھ کو ابھون ہی چھی گلشن سی لا
آپنی قاتل کہیں قصہ یہ فیصل ہو چکے	لبتک تیغ او سکی کھٹکی مر گئی دن سی لا
حسن غارتگر کا دشمن خود فنا ہی جھسا	پہونچی کب منزل پہ گر ہر کہی ہزن سی لا
دشت افت میں کہا ہی پاؤں جیسی انجھ	ہو گئی ہی پنجہ جھشت ہی دامن سی لا

تیر ترگان سی جگر چہد جائیگا اپنا ضرور	اب لہو ٹھکو ایگی چشم بُت پر فن سی لگ
جاشی گاں آنکھو پتر کتا ہون کا شئی دشت مین	دوست کیا مین تو کہی کہتا نہیں دشمن سی لگ
سب لہو میر اپا پر یہ نکلتی ہی نہیں	لیا تری تیر و نکو ہی ای ترک میری سن سی لگ
یہ بہہ بکا کر تا ہی اور وہ بند رہتا ہی دُام	دین گر یان کو ہی دیوار کی وزن سی لگ
گر یہ بی تاثیر ہی روٹا گیا مین جہست د	اور ہی بڑھتی گئی او سکومری شیون سی لگ
گیون قیبت مِل مہرخت جانکا ہی عُد	فتح کب ہو موم کی کتبی اگر آہن سی لگ
عشق اوس لعل سیہ ہی ل پر داغ کو	ہم نہ مانین گی کہ ہی طاؤس کو ناگن سی لگ

سختیان سہہ سہہ کی پتر ہو گیا آخر قبول
میری دل کو کیون ہو ہی تہی نہت پر فن سی لگ

بہر کی ہی دل مین عشق بُت گلبدن سی آ	نکلی کیون ہر یک سخن مین بہن سی آ
اوس ہوش فی قص مین جب کی بہن میاں	ہلنی مین پانچو نکلی جہری ہی کرن سی آ
برق نگاہ یار نی گلشن حبلا دیا	ملتی ہی اب نڈکی عوص مین چمن سی آ
اوس شعلہ رو کا عشق تہا ملک عدم مین	ہمراہ اپنی لائی ہم اپنی وطن سی آگ

دو رخ کو بول جاؤ گی ای منکر و نکیر	نخلی کی عشق کی ہماری کفن سی ہے
بہر نای آہن گر کی کوئی عاشق امی سنم	سُرخ جو ہی نخلی ہی چاہِ دُن سی ہے
وہ سنگدل ہی مینج نشانہ ہی ہون تو کیا	ہرگز نہ نخلی کی دلِ ناوک فگن سی ہے
خاکِ یہ جلا کی کیا عشق زلف سے	ہکو ملی ہی مشک کی بدلی ختن سی ہے
ہر سر و باغ سر و چراغان بسا دیا	بھر کی جو عشقِ رخ مین گل و ن سی ہے
یون ہی بسا جو اسپن دل گرم امی پر	نخلی کی تیری زلف کا اک شکن سی ہے
وہ ان لب کو تیری ملی کیون امی صنم	وہِ رعدن سی آبِ حقیق مین سی ہے

نارِ سقر کا حشر مین کیا خوف ای بقول
 گو سون رہی گی ذاکر شاہِ زمین سی ہے

وہی ہی اندون مین تر ا امی تنگار	دستِ جنون کشادہ ہی فصلِ بہار
ڈھونڈا بہت ملا نہ وہ بوسی کی واسطی	یقین دین سی تنگ بو اجمہ سی یار
سہٹی مین گرم سی اسس درجہ پہلے	تو وین میری ہو گئی نخل کی خار
خوشبو مین کم ہنن گلِ شاہِ سب سے کہی	غنی سی ہی سوا دین گلزارِ تنگ

مبہشتی گل شگفتہ را جیتی جی مدام	کرنا نہ میری بعد اوسی ای غبار تنگ
امید وار چشم عنایت ہن گاہ گاہ	مثل دہن نگاہ نکر ای نگار تنگ
عشق وہاں تنگ سے وشت ہی تنگ	صحرا میں پھر ہا ہون ہوا ہی تنگ
وین رات مالہ کش ہون وقت کی آگ	اب ہن تری مرضی سی اختیار و یار

کرنا نہ بعد مرگ دہن یاد ای قبول *

دو لہ فشا رہو گاجو ہو گاجو گار تنگ *

ردیف اللام

ابر و کی یاد میں ہی ترانا تو ان ہلال	و کہلا دی بجو عید کا اچان ہلال
اللہ ری نور ہاتھ میں لیتا ہی جب و ترک	بتا ہی تیر خط شاعی کمان ہلال
می بجو دی کنارہ جام شکستہ	ساقی صیام گانہ بھجیو عیان ہلال
ابر تری نظر جو تہیں آئی تین دن	نکلا فلک پہ ہو کی بہت ناتوان ہلال
اوس مہر ش کی عشق لی بخشی ہی پہ	ہی بدر دل کی جاعوض سخوان ہلال
تو بان سب ہن ابر و خم دار یار پر	محراب طاق پنجہ خجہ کمان ہلال

عارضِ گولِ مینِ بہانِ ہی ابرو پہی نگاہ	تیا ہے کہ بدرنخان ہی عیانِ ہلال
دل میں خلش ہی ناخنِ جانان کی یاد سی	دیکھا ہی جی عید کا ای آسمانِ ہلال
سو گند لوجہ دیکھا ہوا پرو کی عشق میں	آزردہ جھپسی کیون کہان مین کہانِ ہلال
لہو راتِ افلاک ہی تو پنجہ ہر ایک چھر	پہ کیون نہ ہو رکاب میں تیری مینِ ہلال
ای ماہ تو اشارہ ابرو سی گرد کہاں	ہو جای زخم کہاں کی دینِ خوشچکانِ ہلال
جب کہنچا ہوں اس میکال کی یاد میں	بنتا ہی میری آہ رسا کا دیوانِ ہلال
چڑھینکو تیری قصے کے پہی ضرور	اسو سطلی لگاتی ہی یہہ نزدبانِ ہلال
بن جایی بدر عارضِ تابان کی عکس سی	ای چرخ پیر دیکھی جوہ نوجوانِ ہلال
چہرہ ہی خال ابرو و عارض سی شگرف	دو مہر اک سہل ہی اور دو بہانِ ہلال
دیکھیں منجم ابرو و عارض تو یوں کہیں	پاتا ہی آفتاب سی بالاسکانِ ہلال
ای ماہ تجھسی بوسہ ابرو و طلب کے	پانی اگر کلام کی خاطر زبانِ ہلال
ہر سرکاب تو سن جانان کا مین ہی ہوں	یہہ وہم ہی نہ کیجیو ای بد گمانِ ہلال
تشبیہ تیری عارض ابرو کو کس سی مین	بی اعتبار بدہی اور بی نشانِ ہلال

عاشقِ ہلالِ خالِ رخِ سُرخِ کارِ ما تیرِ نکرِ نہ پانیِ باغِ جنانِ مینِ مکانِ ہلال

کلتی ہیں وصفِ ناخنِ جانانِ قبولِ نی
ہر مصرعِ غزلِ نہ سمجھہ ہی عیانِ ہلال

خالی کہی نہ جائیگا برابرِ کا خیال	تہنچی گادارِ پر قد و لدارِ کا خیال
آتا نہیں وہ بہت عبادت کی ہی لپی	بس ہو چکا سیح کو بیمارِ کا خیال
گلشنِ مینِ گل کی پائش ہونِ خاکِ طرح	ہی ل مینِ ساتھ یار کی خیارِ کا خیال
چھوٹی ہم اوسکی یاد مینِ اسلام و کفر سی	بشیخ کا ہی وہ بیانِ زمارِ کا خیال
اب خواب مین ہی شبِ نظر آتی نہیں ہی	خورشیدِ بنگیا تری خسارِ کا خیال
دلبر کو وہ بیانِ اب مری ل کا دُراپ	خواب اوسکو ہو گیا دلِ بدیرِ کا خیال

ہو چھوٹے ضعیف کا اوسی کیا وہ بیانِ مری قبول
ہو تا نہیں گل کو کہی خارِ کا خیال

رویفِ اسیم

ہوشمیں آئی تو اک روز ضرور آئیں گی ہم پانی ہیں اے جو تمسوی ہو کہا جائیگی ہم

داع دل گو کہ نشانی ہی مگر سینی	چلا اوس گل کا جو پائنگی تو گل کہا نیگی ہم
خواب میں بوسہ لیا ہی جس را اسو کا	شرم سی سنی اوس کی نہ اب جانگی ہم
وہ جو آج ایسا تو ہوں نہیں رہی کے	آپ گم ہو گی کسی دن جو اوس پائنگی ہم
اسی فلک ہم ہی بلا نوش ہیں گر تو سخی	جس قدر غم ہیں کہلو ایسا تو کہا نیگی ہم
غنجی کہلتی ہیں تو کہتی ہیں باوا ز حزن	ای صبا حیف ای ہی پو لی ای ہی ہائنگی ہم
نہیں ملنی کی رقیبوں سی مگر اسکے سوا	جو کہو گی ہیں اسی جان بجا لائنگی ہم
خطر ملو ایسا غم سی یقین ہی ہو	ما تہ تل کر تری آگی سی چلی آئنگی ہم
و کہتی ہی چھی محفل میں پکارا وہ ہم	پاس تو آگی جی بیگا تو اٹھ جانگی ہم
ہو گا حسن اوس کا سوا عشق جلا ایسا ہیں	شعلی بھڑکین گی او دہرغ او کہا نیگی ہم
دل نالان مجھی سنی سی یہ تیا ہی صدا	نالہ رو کو گی اگر تم تو نکل آئنگی ہم
ہیں وہ افتادہ کہ کوچی سی آئنگی تری	صوت نقش قدم دیکھوٹ جانگی ہم

یاری اور کی کوچی میں اگر دیکھ لیا
 شوق زمین ہو گی قبول اور سما جائیگی ہم

بهلا ای باغبان ایسی کہاں شان گل و شبنم
 سرخ او کا مہر قطرہ بسپنی کا ستارہ
 نظر آتی ہی تو نکلے طرف پہ اوڑکی جاتی ہے
 نہیں ہتا کسی حسن و نایب عالم میں
 مرض و نیکا او کو ہی پریشانی کا دکھ کو
 زرا سین ہی گویا گوہر پر نور اس میں ہے
 زبان رخ گل ہی نور میں شبنم در و دندان
 خط گلچین کا اس کو صبح دم خوشید کا او کو
 پنجاور کیا اسی تصدق دے گی اونی
 ترے عرق آلود کی الفت میں ہیں محبوب
 چہا معشوق کو بلبل آواز کی دست کو امی
 نہ رنگ گلچین ہی پا ورنہ شبنم میں چمک گل
 خزان میں نا کس میں بلبلین چمک شید غریبان

خدا رومی آلود پر جان گل و شبنم
 نہ لی ای باغبان و نوبہ بیان گل و شبنم
 کہ ہی خوشید روی یا جانان گل و شبنم
 یہ نہ نگ نور کوئی دم ہی مہمان گل و شبنم
 لب و دندان کہاوی ہی یہ بیان گل و شبنم
 ازل کی باغبان فی ہر تی خوان گل و شبنم
 دہن گویا ترا حیاں ہی کان گل و شبنم
 بھلا پہر وصل میں کیا نخلین امان گل و شبنم
 ہو امیر گلخندان جو مہمان گل و شبنم
 نہیں صحن گلستان ہی یہ دندان گل و شبنم
 نہ کہی کی گلچین جسم عریان گل و شبنم
 لب و دندان کہا کہ لکیا جان گل و شبنم
 چمن میں جمع ہیں سب فتح خوان گل و شبنم

<p> ہی تیری یاد میں لبان لبان گل و شبنم نہ کیوں ہو بلبل شد اشنا خان گل و شبنم جہاں کی باغ میں چھپری احسان گل و شبنم جو ہوں بلبل کی مشت پیکھان گل و شبنم سنیں سب گوشِ عبرت سے ہی زبان گل و شبنم دہن غنچہ ہی جانان پر پہیہ کی گل و شبنم تیری قیدی کاخ و سینہ ہی ندان گل و شبنم خلیل و نوح دیکھیں اکی طوفان گل و شبنم نہ در دیکھا کہی مہنی نہ در بان گل و شبنم نظر آیا بھی حالِ پریشان گل و شبنم مقامِ شک ہی افسوسِ دامن گل و شبنم </p>	<p> ورقِ برگ در گلِ سطرین میں ہی عارض زبانِ سیرِ باوس سی آنکہ ہی سیر کی جلو سے بہارِ عارضِ دُندانِ جانان مجکو دکھلائی نہ کچھ گلچیں کا خطرہ ہو نہ ہو خورشید کی دشت ہنسنا جو ایک دم وہ شام سی صبحِ رونا سخن میں چل چڑتی ہیں ہنسی میں جلو دُندان پڑی ہیں داغِ دل میں آبی وقت کی آتش سی تر تلی آتشیں داغون کی اور اشکو کی ہر دم نگھبان سی حسینو کو غرض کہ ہی کچھ گہری نہ کیونکر رو کی پہر تابعدار میں سیر گلشن سی نہ کیوں نالی کر ملی بل کہ پودہ دور پہلو سے </p>
--	---

قبول آئی خزانِ خورشید بھی وقت سی آتی ہی

نہ ہو اس بی ثباتی پر شنا خان گل و شبنم

دہن سخن سی ہویدا ہی پر نہیں معلوم
 چہ پای شرم سعی داغ ہم جو سینہ دکھائیں
 عجب سہم دکھایا ہی ناوک افکن نے
 سنی ہی ہو سکی زبان سی کہی کہی دشنام
 ایللا چو کی اس خاکدانِ وحشت میں
 لڑکھلی تو نہ آیا نظر دہن ہو
 بدن تمام راختہ ہے اور نکھین تر
 یہ ہجر یار میں بیہوش ہو رہا ہوں میں
 شبِ فراق میں غن کا بند گیا ہی خال
 کہا نکلی انت دہن ہی نظر نہیں آتا
 نہ انتہا کہی پاؤں کا خشت جانان کی
 ہماری گل کا گشتہ می ہر اک گل ہے
 ہو می گل میں پانی چمن سے ہی وفا

لڑیہ وال ہی پٹکا لکڑ نہیں معلوم
 ہمارا داغ بھی ای قمر نہیں معلوم
 نشانِ تیر عیان ہی جگر نہیں معلوم
 دہن کی ہمو خبر ہی لکڑ نہیں معلوم
 لڑہر چلی گئی سب ہمسفر نہیں معلوم
 دہن دکھائی دیا تو لکڑ نہیں معلوم
 جہان کا بھی کچھ خشک و تر نہیں معلوم
 لڑہر گیا ہی مرا نامہ بر نہیں معلوم
 سحرِ نو بھی ہی اور سحرِ نہیں معلوم
 لڑہر تو کیا بھی فوج گہر نہیں معلوم
 وہ مبتدا ہی یہہ کی خبر نہیں معلوم
 گرہ میں باز آیا ہی کیون سب نہیں معلوم
 لڑہر کو آؤ گئی بسل کی پر نہیں معلوم

<p>بہشت پی ہی تہیای کوی جان ہے ملا بدن کو گلِ نغم اور خبر نہ ہو ی</p>	<p>لہر کو روح کریگی سفر نہیں معلوم جدا بدن سی ہوا سر مگر نہیں معلوم</p>
<p>بیگ اکٹہ سی پانی نہ سو نگہ دامن یار قبول کیا تھی گل کا اثر نہیں معلوم</p>	
<p>بہو لینوسی کہی نہ گوارا کرین گی ہم تعیس پر پڑ گئی اتبوی گے گلو فصل سبار آتی ہی ہن جنون لیتے دانتون کی یاد میں نہ نہیں گی ہماری جل ہن کی خاک ہوئی جہنم بھی عطا ہمسی اگر قریب کو مارا نہ جاسکا صیاد لچلا ہمیں گلشن سی اسی گلو طاقت نہیں ہی آہ کی بستی اوٹھنے کاٹو نہ جستجو میں پھرین گی برہنہ پا</p>	<p>مر کر بھی یار یار پکارا کرین گی ہم پھر ذکر حسن ہی نہ تھا اکرین گی ہم دی گا خدا لباس تو پارا کرین گی ہم بحرین سی کہی نہ کنار اکرین گی ہم گراہ کا بلند شہر اکرین گی ہم نہری تہا سی سنی مارا کرین گی ہم اب مثل بو گزرنہ دوبار اکرین گی ہم اتبو عصا نہیں کہ سہارا کرین گی ہم یوسف کو قافلون میں پکارا کرین گی ہم</p>

توجہ تیرا نہ ہو تو گناہ کا گناہ ہے ہو	سر صر کی ساتھ ساتھ گناہ گناہ کرین گی ہم
پوچھی گا حشر میں جو خدا چاہتا ہی کیا	آنکھوں میں تیری سمت اشار کرین گی ہم
اسی بن جنت اور بھی ہو گی فنا کی بعد	سیر کو لحد کی تختوں سے مارا کرین گی ہم
آمد ہی اس حسین کی اور کوچ روح کا	آنکھوں میں دم رہا تو نظار کرین گی ہم
دل ہی نکال ڈالین گی پھلو کو چیر کر	اب اپنی در و دل کا یہ چار کرین گی ہم
پر یان کر نیکی حسن میں گدہ جیسی ہے	اسی رشک جو رہی نہ گوارا کرین گی ہم
شیشی میں روز ایک کے کو اتار کر	شیشہ پری کا تجھ پڑا کرین گی ہم

پہو نچا تھا ماتہ سینہ جانان تک قبول

اب ماتہ اپنی سینی پہ مارا کرین گی ہم

نازی سی تو جو چلا گئی ای یار دم	سیری قدموں کی ہوئی مرغ قیامت دم
حسن کی عرب سے ہستی نہیں نہارت دم	ماتہ اٹھاتی پن کی چھی سی نا چارت دم
میں شناور میں جمانہ میں شور قدم	ماتہ جس بحر پہ ڈالا ہی ہوا پارت دم
جہس کی اگی بڑی تیری تیرا ہوا دم	سیری بھی باو کی گھوڑی پہین اارت دم

بعد مرنی کی گڑھی یا نہ گڑھی جسم اپنا	گاڑی ہیں تیری کوچی میں ہم ای یارِ مستم
نیون کہیں پاؤں میں پرہِ محبوبین وہ	پرہِ کہتی ہوں فرشتوں کی جو زوارِ مستم
طسح وز دھنا کی قد مبوس ہوا	چورسی شاہ سی رہتی تھی خبردارِ مستم
آمد و شد جو قیوب کی نہیں گہر میں تری	نظر آتی ہیں پیہ کسکی پس دیوارِ مستم
رہنما ہوئی گی غیر نکو تری کوچی کے	گاڑیں کیا سیل کی مانند ہم ای یارِ مستم
ہو گیا ایک نفس میں سفرِ ہستی سیٹھ	ٹون کہتا ہی کہ ہی مکثِ دم چارِ مستم
اپنی ٹوکری کسی کسی روز بھی اکی جگا	میری حق میں عینِ تری طالعِ بیدارِ مستم
عشق میں پاؤں یا بیڑیاں پناہ میں	دل دیوانہ سی ہیں اس لی بیزارِ مستم
سر کی ہل دوڑ پڑنِ فشن کروں اکھنوں کا	تو اگر آئی تو سر اکھنوں پر ای یارِ مستم
جب زمین پر چلا نقشِ نبوی گل بوٹے	خاک پر صاف بنادیتی ہیں گلزارِ مستم
ہم سپاہی سی جو گہر کی ترپ کر سیکھے	ہو گئی زلف کی پہنڈن میں گرفتارِ مستم
گرد کو پہنچیں نہ عشاق اگر سرِ شکیں	چلی سرپٹ سی ہی افزون تیرا دیوارِ مستم
ہو کی شکل کو سی حسینان میں گراہیں	کوچی ہرگز نہ کٹی ہو گئی بیکارِ مستم

<p>نہ کہیں غیر فلک خاک پہ پارت دم لب لب و طاؤس کو سہلائی ہیں رفتار دم ہاتھ منع چو میگا لگا تری ٹھار دم شجہت میں جو چلا نازی وہ چار دم</p>	<p>پاؤں ہو ہو کی پتین میری سیحا کی اگر شاخ کو گل کی بتائی ہیں کچکنا پونجی زاد آیا ہی کمی سی تو میخانہ چل ہو ہی پامال میں عقل عقول عشر</p>
<p>ای قبول اسکی ریف اور حکمتی جانی روکنا ہاتھ کہیں پائی جو بیکار دم</p>	
<p>باہر اس دیر سی کہتا ہی پر کار دم ہی تقاضا می دل اس دین تو مار دم صاف میری لپی ہیں برق دم می یار دم نقد دل کی اگر پاؤں توں میار دم یا رسول مدنی دل کہہ اکبار دم کاٹنا ہاتھ جو ہو جائیں گنہگار دم آئی جنگل میں تو اب ہو ندی ہیں حار دم</p>	<p>تیر عیاش کا فاک سے ہی کہیں پارت دم واد می عشق میں بوٹتی نہیں نہ سار دم خرمن شبر کیوں جلوہ فشاں جلا تو وہ ہی جنس کہ ہاتھ آنا تر اٹکل ہے سنگریز کیو میری کردی زرد ست فشار چلن اڑی مری بدہ کی ہیں امی حبل اسی جنون ساتھ سرسنگ کا تہا بستی میں</p>

وہ صنم قبر پر آیا نہ کہی وامی نصیب	ہاں ہی تعویذ کی بھولی رہی فقاہت
تا پے سیکڑوں عشاق کی سوز گنگا	جسٹے گاپریڑ ترار ہوا رستم
سادہ رُ عشق میں تیری ہون میں ^{شہین}	آشنا خاری ہوتی نہیں زہا رستم
اوسے قتل میں جو دو چار بلای شقت	سکھت سب سی بہن اگی چلی چار رستم
دست بڑا دریا سی ہو جائیں اگر	تو ہیں زنجیر کی بی شہہ سزاوار رستم
دوش پرتل خم می سوسج دی چل	واعظا نشہ کی باعث سے بہن بیکار رستم
بنہ حسن نظر آتی ہی ہر ہر ہر	اگی لیتی ہیں تری کافرو دیندار رستم
سرجی کٹ جاتی تو بی دیکھی نہیں ٹلنی کی	اگی رکھیں گی تری طالب دیدار رستم
دل پہ ڈلفش ہی تہنشی تاتی ہیں نشان	تیری کوچی میں اگر کہتی ہیں اغیار رستم
مشک جانان لی دکھایا بھی صحرائ ختن	الف گل لی کمی کانٹوں سی انگار رستم
باوقار اپنی جگہ سی نہیں جنبش کرتی	گٹ بھی جائیں تو اوٹھاتی نہیں کہسار رستم
پاؤں سر پر جو رکھو زینت و عزت ہو	میں سپہ جہون کہ نبوی طرہ و سار رستم
بدتر منہ ہو انچہ حور شید پھرا	تو لی اسی بن عجب پاپار انوار رستم

نہ وہ پائینگی گلی اور نہ سیمہ دامن تیرا
 پیروا و نکاحو ہوسا لکھ عرفان ہاتھ آئے
 کس طرح نکھین ہلکے کوچی عی شوق ای گل
 بہا گنا افغنی کیسوی بہت مشکل ہے
 گل مضمون پہ کھلین تختہ قریطاس آج
 الفت سنون مرگان میں یہاں کشتہ
 فاینشت نور می ہوا کانٹوں سی
 لذت زخم اور لائیکلی کوچی میں مدام
 خون دل پنی میں تقلید ہی پیکان کو مگر
 کہ نہ آیا جو مری ہاتھ پہ چیلہ آیا
 لی اڑا سا ہتھ وہ پڑتی ہی یہ ہون ^{ضمیمہ} صید
 آبل پہوٹی جاتی ہیں مری صحرا میں
 اپنی کوچی سی اٹھاتی ہو تو کیونکر جاؤں

ہاتھ منظور میں اب مجھ کو نہ درگاہت
 حینک حق طلبی کہنی میں ابرار تدم
 پہول جائیں جو اوٹھائیں تیری بیمار تدم
 میری دو پاؤں ہر اسکی میں امی تدم
 کلاب گل پش کی لی بلبل گلزار تدم
 سو کہہ کر ہو گئی امی جان جہان تدم
 آبل پہوٹ گئی ہو گئی ہموار تدم
 لاکھ بار آؤنگا کاٹو کی جو اک بار تدم
 ہنسنی میں تیری لیا کرتا ہی غوار تدم
 کہ تقدم میں ہم کرتی ہیں تکرار تدم
 تیرا وک سی بھی میں بڑھ کی گرا چار تدم
 دیر وندان کی محبت میں ہیں دیر تدم
 ناتوانی سی ہی میں سچچ ہیں چار تدم

سچ کیا ہو قبول اپنی خیالی مین

تیرگی سی نہ اوٹھائیگی شبِ تارِ دم

جان بلب مین ہون غذا سی کیا کام	اب دو واپائی دو اسی کیا کام
انگلیان صاف پیہ س پھریان مین	غیر خون انکو خناسی کیا کام
بیوفائی سی بھی کیا مطلب	آپ کو مھڑو فاسی کیا کام
ہو گا پھانسی سی مرا کام تمام	نکلی گازلہ رساسی کیا کام
تلخی مرگ بھی کیا شیرین ہے	تلخ ہی میرا دواسی کیا کام
گر گنتی صف کی صف ای جان قضا	اب تہین تیغ ادا سی کیا کام
جب کہا مینی کہ مین مرتا ہوں	بولی وہ میرے بلاسی کیا کام
غنجہ دل نہ کہے گاہر گز	ہجر مین محب کو مباسی کیا کام
آنکھوں مین نور تری حسن سی ہی	ہجر مین انکو ضیاسی کیا کام
جو کڈرت سی نہ خالی ہون کہے	اونکو اربابِ صفا سی کیا کام
داسطی وصل کی خاطر نہ سینے	ہی وہ بت او سکوداسی کیا کام

پادشاهون کو گدا سی کیا کام	وہ شہ حسن نہ پوچھی گا بھ
عشق میں ننگ و جیاسی کیا کام	ننگی پہرتی ہیں ترا سو داس ہے
مرگ سی کام شفا سی کیا کام	جس کو ہو دور و محبت او کو
نکلا پھر آب بقا سی کیا کام	تشنہ جام فنا خضر ہے ہیں
پھر مہین میں سے خطا سی کیا کام	بخشنا ہی جو نہ ہو نہ نظر

جو مقدر ہی ملی گا وہ قبول
پہر تھی حرص و ہوا سی کیا کام

ردیف النون

ہی ہاتھ میں ساغر بیت مغرور بغل میں	خوش کیون نہ ہوا پنادل رنجور بغل میں
دل کب ہی سرفیل کا ہی صوبل میں	اک نالہ کچھ چون تو جہان ہوتہ وبال
منہ پہر یوں آبیٹھی اگر حور بغل میں	جنت میں ہی جاؤں تو نہ پہون تھی ایجا
اب رکھ نہ بہت ساغر بلور بغل میں	ساقی می گلزنک سی پہر کر بھی دی ٹپک
ہی ساغر می ہاتھ میں طنبور بغل میں	لشون میں گاتا ہوا آنا ہی منقہ

واعظ نظر آتا ہی نظر اوسکی نہ لگے
جب سے کہ مری سامنی دلدار مرا ہے
لب چہرہ روشن کی ہی پہلو میں تی لہن
جھکونہ دیا جام رقیون کو پلا یا
دلبر اگر آیا تو یہ جہ جایتگا اوسے پاس
عاشق جو ترا خلد میں پہونچی پس مرن
تیس فوق شہادت میں پڑا پہر ناموں قاتل
میں شیشہ می دور جو کرتا ہوں نعل سی
میری جگر و دل کو بھی تسکین ہو یا ز
گر یوں بے را و بیان اسی شعلہ خون کا
آزاد بنا عشق قدیار میں جب سے

میں شیشہ می کرتا ہوں ستور نعل میں
دل آٹھ پھر پست ہے سر نعل میں
خورشید فی لی ہی شب چور نعل میں
ساقی لی کیا شیشہ دل چور نعل میں
شہری گانہ اکدم دل رخور نعل میں
غلان کہیں آنکھوں پر اور حور نعل میں
رہتی ہوں کفن دوش پہ کانور نعل میں
تو اوسکی عوض پڑتا ہی ناسور نعل میں
اک حور پہونچش میں اک حور نعل میں
رجائیکجا حل کر دل محور نعل میں
میں کہتا ہوں شاخ شجر طور نعل میں

پریون کا بقول اوس سی کون ملک سحر

ہو اوس شہ خوبان کا جو منشور نعل میں

تیغ ابروی ہو اسے مستلم آسانی میں
 کو مکتبی مکتبی خط او سکا ہو ی الفت لفت
 داغ ہر روز بڑی جسم پہ چہرہ وحشی کی
 ابرو یار کا اک روز چہرہ کشتہ ہو گا
 قصہ خوان یار کو غیب سے اگر ان روز
 پاس ہی غمِ محبت تو وہ نالاکھ کون ہے
 ہوئی بالفرض تیری لب کے برابر خیر
 گوشتِ ابدل میں ہی جگر میں ہی لہو
 اسی پری ہی پتہ ہی تارِ نظر کی تاثیر
 اوجِ شاہوگنا تو کیا خاک ہے بعدِ فنا
 ہونہ گم شتہ رہ عشق میں تیری اُست
 رونی میں آئی جو اس کا نہ ملاحین کے
 عاشقِ حلیتی ہو شاید ہو شہادتِ حاصل

کاش جو اس میں ہی کب نہ بھی آسانی میں
 دل گرفتار ہوا اور پریشانی میں
 خوب پیوند لگی جامہ عریانی میں
 کلاکتِ رتنے یہ کٹھناری پیشانی میں
 داستانِ میری ملا و فترِ طولانی میں
 گل ہی جو دلِ بلبلِ بستانِ میں
 ایسی نہ می تو نہیں لعلِ بدشانی میں
 یار آتا ہی عجب سے مسامانی میں
 رشتہ نور ہی تسبیحِ سلیمانی میں
 پریمہا کی ہوئی مصروفِ گسائی میں
 خضرِ معون میں نظرِ عولِ بیابانی میں
 نمکِ شولا آنسو کی پانی میں
 عیدِ قربان ہی وہ مصروفِ قربانی میں

توئی ای بحر لطافت کپی منته و یکپا تنها	ایینه غرق هی ابتک اوسی حیرانی مین
طائر رنگ تری ماهی اژدهای نهین	هی اگر درو خاصه گنجبانی مین

خوف حق سی نه بھی دانہ اشک آہ قبول
حیف هی عمر بسر ہو گئی نادانی مین

مہاری شکو سی اپنی زبان و راز نهین	غریب کش نهین تم و زبان دراز نهین
بلند طبع ہوں مین خلق ناتوان مین	فلک عدو ہی کہ طبع زمانہ ساز نهین
وہ بت نهین جو نهین سنگ سی ہی سخت	وہ دل نهین ہی کہ جو موم سی گداز نهین
آہی تو پہونچو نگاہ مین چہری تک ہی کا گل	شب فراق سی لف سیہ و راز نهین
جہشی بام پر اوسنی طلب کیا محکو	تشیب سے مری تقدیر مین فراز نهین
بہلا بھی تری سنجی سی کس طرح اسی ترک	کہ یہ مراد لبی بال پر ہی باز نهین
آہی فلک نی ہنر مند ولی ہنر کھیان	درو خذف مین لکھو اب امتیاز نهین
بھی عجب ہے کہ کیوں ہو گیا ہی دل ٹکڑی	آہی تو ابرو سفاک تیغ باز نهین
چہا پا دل سی ہی حال اوسکی عشق کا مہنی	جسی کہ جان لی غماز یہہ راز نهین

مبتول کبھی اوسی اور جان نذر نہ دی
 تہاڑی مازسی ایسا ہی نیاز نہیں

<p>بیوفا خاکِ تج کو چاہوں میں ٹون سی شگل سی رہا ہوں میں عاشقِ گیسو دو تا ہوں میں اسی بھونانہ خدا ہوں میں لہ شہید وں کا پیشوا ہوں میں دانہ گرد وں ہی آیا ہوں میں قہر ہوں سحر ہوں بلا ہوں میں ہی شبِ وصل چربا ہوں میں بوی گل تو ہی او صبا ہوں میں شعلہ رویوں سی پہ بلا ہوں میں اتبو خود درد کی دو ہوں میں</p>	<p>منہ نہ دکھلائی گرفتار ہوں میں زلف کی پیچ میں پہنسا ہوں میں ہوں جو کچھ بلا نصیب میں دل صدا دیتا ہی نہ توڑو تم سب سی پہلی جہی کو قتل کرو پیسٹ الونگا اسکو گرو نش سی زلف کا عاشقوں سی ہی بیہ کلام یار آیا تو روٹھ بیجا میں مجھ سی بہت تیری شہت رہی دے عطا خوف اب تھر کا نہیں غلکی ہی مجھ مریض سی سکین</p>
---	---

فصد ہی شمع رخ سی جل جاؤں	شکل پروانی کی فدا ہوں میں
ناز و انداز و عشوہ و غمزہ	اِن بلاؤں میں مبتلا ہوں میں
میں تو ہوں جسم تو ہی صحران	بی وفا تو ہی با وفا ہوں میں
حسنِ تجکو بلا ہی عشق — مجھے	شاہِ خوبان ہی تو گدا ہوں میں
تجکو پاتا ہوں جان کا دشمن	دوستی تہیسی کیا بنا ہوں میں
لیون نہ ہر بزمین و ان دل ہو	اپنی کشتی کا ناخدا ہوں میں
تہک کی بیٹا ہوں تری کوچی میں	لو بکو در بدر سپردا ہوں میں
ناز کر گرمی قصہ چاہے	ناز کی ساتھ ہی ادا ہوں میں
سیری تڑبت کو سرخ پوش کرو	تشتہ سرخی جنا ہوں میں

جہسی الفت بس اب کرو نہ قبول

تم بہت اچھی ہو بُرا ہوں میں

اپنی شہری سی محبو کام نہیں	یہ نشان ہی مرا کہ نام نہیں
شیشہ مفتی کی سر سے توڑوں گا	محببِ جہسی کچھ کلام نہیں

نرگس آنکھوں کی کب نہیں لو نڈی
 نظرِ جبرام اسپر ہے
 نہ مٹا آبِ اشک سی نہ مٹا
 انتہا اوج شوکر نہ ملے
 تیری قامت نہیں قیامت ہے
 موم دل ہو تو دل کا دروینو
 ایسا سوکھا ہونِ آتشِ غم سی
 بات کی بات میں گئی شبِ وصل
 ورو دل کروٹیں بدلتا ہے
 جان لینا اگر ہی خوشی کے
 ہوں وہ مجنون کہ جان کر بیوش
 چادرِ گل کہاں غریب ہوں میں
 وہاں نکیریں تنگ کرتی ہیں

سرفراست کا کب غلام نہیں
 واعظِ شبِ بیدری حرام نہیں
 داغِ سودایِ عشق خسام نہیں
 بیہ وہ زین ہے جس کا بام نہیں
 آید شری حرام نہیں
 سنگدل ہو تو کچھ کلام نہیں
 آنسو تو نہیں ہی غم کا نام نہیں
 صبحِ فترت وہی کہ شام نہیں
 ایک چلو بھی قیام نہیں
 جی چہا نا ہمارا کام نہیں
 مجھسی مجنون ہی ہم کلام نہیں
 خار کا ہی لحد یہ نام نہیں
 قبسِ بحرین کا مقام نہیں

گال کب دو مہ تمام نہیں	لب نہیں دو ہلال دونوں پہوین
چشمِ عبرت ہی می کا جام نہیں	یادِ حجم کر کے روؤ بادہ کشو
صبح دنیا میں ہن تو شام نہیں	جو تری زلف و رخ کی ہن بیا
زندگی ہی تیرا کلام نہیں	خاشی تیری مرگ عاشق ہے
زلفِ محبوب ہی پہ دامن نہیں	پہنس گیا کیون ہمارا طائرِ دل

پڑہ بدل کر زلف اور غزل
خائشے کا قول کا نہیں

قصہ کر دیا تمام ہمیں	لطف سی کر لیا غلام ہمیں
زندگی ہو گئے حرام ہمیں	و عطا جب سے کی ہی تو ہے
سکتے ہی می دامن ہمیں	تس کا دور دور دور ہے
محتسب سے کہیں کہ تہام ہمیں	لڑکھرائیں تو ماہر پہیلا کر
صحیح گیشن ہی تیرا دامن ہمیں	بلبلوں کی صد ہی ای گل رو
آیا جب وصل کا پیام ہمیں	ہو گئی ہم خوشی سی شادی مرگ

یہ اشارہ ہی ماہِ کال کا
 رگبتی خونِ دل ہی مسمِ پی کر
 حالِ دل پوچھتی ہو نزع کی قوت
 خاص تیغِ نگہ کھینچے اوسکے
 ہمصفر و خبر نہ لے اب تک
 نہ خفا ہو پھر ٹکنی پر صیاد
 دل تو قامت دکھا کی پس چکے
 چشمِ جانان پہ ہم ہو می مستون
 بزمِ ساقی میں بیٹھنا نہ ملا
 قبرِ محبوب پہ فاتحہ پڑھ دی
 جو ہو اخضر راہِ چشمِ حسن
 سرو اور ہم تہی دونوں قد کی اسیر
 ہو مبارک رقیبِ بوسل بچھے

اوسکے رُخ نی کیسا تمام ہمیں
 نہ دیا تو نے ایک جام ہمیں
 اب کھانِ طاقتِ کلام ہمیں
 نقطہ آتا ہی قتلِ عام ہمیں
 خوب چوڑا میاںِ دام ہمیں
 ہی قفس میں یہ پھلی شام ہمیں
 لیون دکھاتی ہو اب حسدِ ام ہمیں
 اڑ لیا وحشیوں نی رام ہمیں
 رہی گردش مثالِ جام ہمیں
 جب بلا نجد کا مقام ہمیں
 پہیر لایا وہ تشنہ کام ہمیں
 لیا آزاد اوسی سلام ہمیں
 ہجر نے کر دیا تمام ہمیں

ہمدی دین سی عرض کرہ قبول

شکل دکھلاؤ یا امام ہمیں

دل خاک میں ملا ہوس وصل یار میں	دل میں ممان غبار بیان دل غبار میں
ہر سرد و گرم ہی چین وز گار میں	سدری خیار میں تگر می چار میں
مہاسیا ہخت نہیں روز گار میں	تاری چہی سپہا شہای تار میں
بہتی ہیں لوگ شکستہ ہی کشتار میں	تاتار زلف یار کی ہی تار تار میں
سب عضو گھٹل گئی ہیں مری ہجر یار میں	اک دل ہی ایک داغ رہا شہیار میں
سمنون غم عیان ہی یہ صوت ہزار میں	پرزئی اڑی گلون کی گریبان ہار میں
جلکہ ہیں برق خنجر دندان سی خاک	دو چکلین کس طرح نہ ہمار سی غبار میں
لاغورہ ہوں کہ چشم ملاک سی بن ہار میں	منکر نکیر ہو نہ رہی ہیں مزار میں
رویا تو ہنسکی یارنی دانتو کی عکس سی	سوئی پرو دی مری اشکون کی تار میں
خود ہی شگفتہ لالہ خود رو کی طرح سے	چہہ آرزو نہیں جگر دہندار میں
پہلو سی دل ہی موزی دلبر ہی دور ہے	دہر اقلق ہوا بھی کُنج مزار میں

ملتی ہیں شراب تو امید ز نیست ہے
 تشکین کی لٹی ہی یہ خط سپیدِ صبح
 گرمی سی عشق کی نہ چہا بعدِ مرگ ہے
 مِشی کی تہمت او سپہی کہتا ہوں مِشا
 ہوتی ہی عشق خاک اٹا لے گئی ہوا
 مارِ سکے دانٹو نکاد ہو کا ہمین ہوا
 دل کی صدا یہ کوچہ جانان میں ہی بند
 مرغِ جنون جگر میں ہی ہیں بجا سخن
 ہی گرد آو گرم مری پیچ میں سُب
 پی لین شراب ہم تو کرین عطرِ غسل
 خون جگر ہی سکر رُخِ زرد پروان
 جوہر ہی اور تہنہ سپکا کا مغسے
 اوس شعلہ رو کی یاد جوہین سُر نہرِ یاب

انگو ر بند ہستی زحم دل بادِ خوار میں
 اشکون کا تار کہتا ہوں شہای قار میں
 دل لگ سا چکنا ہی سیری غبار میں
 خطِ سیہ کا عکس ہی مِذاں یار میں
 ہو جای جذبِ آبِ عناصر ہی مار میں
 موتی نظر جو آئی سر زلفِ یار میں
 صوت دکھا غویب ہیں تیری یار میں
 تشکین کی چاہی سب دل بیتِ یار میں
 لیا سحر ہی کہ سنگتِ نثار ہی شرار میں
 لچہ خست یار ہی نہیں رہتا خار میں
 لیا ہی مہِ نقشبتِ نیاں بہار میں
 پیسا مری کر میں نہ کوڑی کٹار میں
 جاڑا چڑھا ہی کاپِ ماہونِ بخار میں

دِ نر استیغ ابر و قاتل کی یاد ہی
 اسی گل نیاز دامن صحرا میں اپنی پاؤں
 وحشت میں سینہ چاک کیا ہمیں قہر
 اوس سر کا اسیر ہی روتا ہی متصل
 وقت کی یاد میں کہی نکلی جو آہ سر
 ہی اک سیاہی شبِ وقت سو وہمیب
 گونگہ چٹکی آہ کی شعلی بلند ہیں
 خود ہی ٹپ ٹپ کی پہونچ جاتی صدا
 دیتا ہی گالیان مجھی ٹوسی کی نام پر
 ٹپکی کانٹا تر گردون ہی تیرسی
 پلکوں کی صف آنکھ لڑائی میں کام لو
 بہتیارانی میں گناہ کا حق یہ ہے
 تباہی لہنی جزد امت دولت نہیں ول

امید قطع ہی دلِ امیدوار میں
 ہاتھوں کی نذر ہی یہ گریبان ہرین
 نکلا رگون کی طرح لہوتا رہا میں
 زنجیر کی روش کا ہی غلِ آسار میں
 ہنڈی ہو ہی چل گئی بوں کنار میں
 میرا اینس کن ہی شہسکار میں
 بجلی عوض شرر کی ہی سنگ نزار میں
 نامہ لکھوں جو یار کو میں اضطار میں
 میں خود سبک ہو اطلبِ بار میں
 مصروف وہ صید فگن ہی شکار میں
 جگہ اسیر فوج کرمی کارار میں
 سرمہ نہ سخوان مری کیخوشار میں
 نخوت پیری ہو ہی ہی تیر جدار میں

سیراب ہو کی ملک بقا میں گئی شہید	آجیات تہا تری خجہ کی دہار میں
عاشق ہون میں تھی سہی مجھ کو ہی لکھا	اوس گل سہی عشق کہتا ہوں کہہ دین میں
انسان کرئی شکوہ ملی درد اگر کوئی	راحت ہی رنج مصلحت کردگار میں
موتی ہو یا غار تو اوس کا شرف نہیں	تھسا پ بھی قریب پیہر کی غار میں
حیرت سہی عشق کی بھی ہو کا صبا کا ہی	میر سہی شہسوار ہی میری غبار میں
میں ورہا ہوں اوس گل ترکو جو کر کی یا	خندان گل جنون ہیں بدن پر ہار میں

تعمیر شہدا کی تو تالا
خون قبول صرف نقش نگار میں

خبر صدم کی سزاوار ہے نہیں	ہمسی یادہ کوئی نگہگار ہے نہیں
ناصح جو اس ترک محبت نہ آئنگی	دیوانہ میں نہیں ہوں تو ہیار ہی نہیں
سنہی کہانی آشی جیتک تھی بربول	اب ول کیا کہ طاقت دیدار ہی نہیں
گیا جلد پہنچا لینی گریبان کی خبر	ای جامہ سیب استو کوئی تار ہی نہیں
مقتل میں ڈوڑوڑ کی میں ہو گیا ہلاک	گرتا نہیں وٹہل تو انکار ہی نہیں

پس منہ کی تیر کہا تا ہون اوڑک بیوفا	پر حیف خندہ زن لب سو فارہی نہیں
مہتاب بلالہ وار سپکا ہی نگہ میں	جھپٹی یادہ کوئی سیہ کار بھی نہیں
دارستہ ہون کشکش اسلام و کفر	تبیح اگر نہیں ہی تو زار ہی نہیں
انکار وصل کر کہ نہ سید پر جیون	مشکل گر یہ ہی تھی انکار ہی نہیں
دل ہی ولای دوست سے معواستد	گنجائشِ عداوتِ غیار ہی نہیں
رہ گل ملائے محکسو جاتا ہون امی نسیم	تیری چمن میں اب خلشِ خار ہی نہیں
سبکو تنامی نقطہ موہوم پار میں	انکار اگر نہیں ہی تو اقرار ہی نہیں
لب کثرت سوال سی تہک تہک کی گئی	اب بوسہ دوندہ و دھیمی درکار ہی نہیں

بادِ خزان نی سبکو لڑا یا ہی ای قبول

گل اک طرف چمن میں کوئی خار ہی نہیں

دواجن پاس ہی اپنی ہی سنجو کرتی ہیں	بہت چینی ہمارا کاسہ سرجو کرتی ہیں
سواہین تیز تر و سنی سخن لہجائی میں کی	مراد دل شہد سنی و خانہ زبور کرتی ہیں
تری لبِ سیہ دید میں دن ہو چلا آسم	سحر سی آج ہم سیر شب و سحر کرتی ہیں

صد اکو ہٹی پڑھ چڑھ کر دیا کرتا ہی عاشق کو	ہم اپنی نام کو جھپٹے ہیں طور کرتی ہیں
مہاری تیر مڑگان چھپکتی ہیں ہیر و	سخن بخت کی اون خم کو پہ پاسو کرتی ہیں
لب سوار تیر آخرو دمان زخم سی سچو	وہی دل نی کیا میری جی بھی سو کرتی ہیں
زیادہ تیر کی کھچی سی صدہ کو تھاپے	جس نے دل سی یاد تیر مڑگان کرتی ہیں
اکٹ دیتا جھپٹا کر نقاب چہرہ تابان	سنہا و سکا کہیں اس بخت سی صف کرتی ہیں
پتنگ کو جلا یا شعلہ آواز سنا کر	تیری ساقین دکھا کر شمع کو کافور کرتی ہیں
تیرا سنہا دیکھتی ہی کہتی ہو جائیگی اندھی	عبث خورشیدی لنگھو نکو ہم ہی نور کرتی ہیں
تصویر کا دل سی بھلجا تا ہی جھپٹا کر	بہی گر خواب میں ہی ہم خیال کر کرتی ہیں
لیا جامون سی ہکو نشہ میں کب جی پر سی سا	لہاب ہم بخو دی میں جا بھم مینا چو کرتی ہیں

قبول اب شعر کہنی کا کبھی دہان تا ہی

تو پہلی ہم خیال نسخہ مغفور کرتی ہیں

الگ ہم ناکہ کش ہیں غسی پس اختیار ہتی ہیں	جد امیل ہی اور پیلوی گل میں رز ہی ہیں
تصویر افشاں کا ہمیں سوئی نہیں دیا	ستار سی کہتی ہیں رات بہر سدا رز ہی ہیں

<p> سب جان بخش کی الفت میں کچھ جان آئی گری ہم پاؤں پستی کی بدستی میں آئی اگر محم کرنا ہی تو اسی نور شید سر پر رقیبو تیغ سی اپنی بھی تم کیا ڈراتی ہو ترقی قوت میں نہ ہی قوت ہی دہی غم ہی خبر سنی کو جانان کی کہلی ہستی میں کان آئی </p>	<p> ہو اسی حبیبی عشقِ چشم پر سار ہستی میں میکش میں کہ بی ہوشی میں ہستی میں ہمیشہ مثل سایہ ہم پس دیوار ہستی میں ہمیشہ تیر ترکان میری دل کی پارتی میں قبول میں ہمارے پتہ دو چار ہستی میں مری دیدی اوسی کی طالبِ پرتی میں </p>
---	--

اوسکی یاد میں تاج نیند آئی نہیں مجھ کو
قبول اللہ کی طالب میں بیدار ہستی میں

<p> تو جو آتا ہی تو خوش میں ہن جاتا ہوں میں باغبانِ سینہ میں کہ تخلصِ تجھ ہی نہ کر آرزو ہی تجھی وہ دولت دیدار ہے رضی دوست میں ہی قسطنطنیہ اپنی گلو کو دکھا کر تجھی آج اسی بس </p>	<p> تجھ کو پاتا نہیں جبے شہین آتا ہوں میں تیرا گلزارِ سحر ہی جاتا ہوں میں بختِ خوابیدہ کو برسوں جگا جاتا ہوں میں شکر کرتا ہوں غمِ رنج جو کہا جاتا ہوں میں آتشِ گویا کو تری آگ لگا جاتا ہوں میں </p>
---	---

نہیں لٹاکے افسوس تیری وقت میں	اپنی باتوں کی لکیر نکوستا ہوں میں
بہجی کو ہوں عدم خواب جو کرتی ہیں زبا	دہن یار کا افسانہ سنا ہوں میں
نہ کہو تیری قاصد ہی نہ بھیجیں طاقت	بہجے دل کو خبر لو سکی سنگا ہوں میں
حشر کن ہی رہا محو تری صوت کا	آنکھ نہ خورشید قیامت سیڑا ہوں میں
میں تری نماز اٹھایا گز بس خوگر تھا	خلد میں حوٹکی اب نماز اٹھا ہوں میں
رحم لایا ہونج و زخمی ہوا جاتا ہوں	تیرے مرگان سی رقبہ نکوستا ہوں میں

اندھنوں باڑہ پہ دریای طبیعت قبول

اور اسی بحر میں کچھ شے سنا ہوں میں

راز الفت کو زبان پر نہیں لاتا ہوں میں	بیہ دولت ہی حبیل چپا ہوں میں
اوس کسی تاروں بیان عشق زلیخا شہر	اپنی مطلب ہی کا افسانہ سنا ہوں میں
ہوں وہ میخوار کہ بیہوش پڑا رہتا ہوں	ہوش آتا ہی تو ہر جام چڑتا ہوں میں
مرض عشق گیا مری جو دریا پہنچا	محکومت ہوئی امی جان نہاتا ہوں میں
ٹہنڈی سنسنی ہوا دیتا ہوں ای گاناکر	صہدم باغ میں غنچو نکوستا ہوں میں

تیر کی چھی می قیو نکو بگا تا ہون میں	بڑا ہوس سا سا میرا نہیں کر سکنی کے
نفس جسکے ہیں دریا میں بہا تا ہون میں	لخت لاشک کے سیلا میں کب میں رو
اب شیر کی حسرت لیتی جا تا ہون میں	قتل کی خوشخبری سنکے ہوشادی کر
باغ میں لایا ہون پہلو نکو بسا تا ہون میں	باغبان از می بھی کپڑی پھوس گل کی
بھیر میں خنجر قاتل کو چھاتا ہون میں	فوج ہو نیکی خبر اپنی جو سن پائی ہے
اسی صنم موتی کو یا قوت بنا تا ہون میں	خون لاشکون میں بیو جہ ملا نا نہ سمجھ

شعر گوئی میں ہی سیر چہن ہر قبول

خلد تراحتی شیر سی پاتا ہون میں

تیر عاشق نہ نگلی گا کوئی جھسا ہزارو میں	تو ای گل سیر کر گلزارِ عالم کی بہارو میں
گہی میں بادہ خوار وین کہی پر ہیر گارو میں	وہ گم شرب میں اب تک اپنی تلت خود نہیں
جو تو آیا تھر کوئی میری پاس چو میں	دل جان جگر ایمان سب تیر می ہی فوراً
مجھی محسوب کرنا حشر کو بی اعتبارو میں	لگتا ہو نیکی عقوبت کے رہائی بخشو یا رب
ہزاروں سی بلند آواز اپنی ہی ہزاروں میں	غزل خوانی ہماری باغ میں یک رنگ دیتی ہی

ہر اک جانب کو شہرت جلد تیری حسن کنی
 اندھیری بات میں تہی کی افشان چکرتی ہی
 تری اقرار پر محفل تعین تیار کر بیٹھا
 جو مجھ کو گم گشتہ کا اسی ہمدرد شوکت
 قیامت کیا جو لالہ ہی ہو نیت کی نیل
 تمہاری ہجر میں زمین ٹر پاجو میں دشت
 سدا چنگا دیو نسی گم مٹھ پر انکسرتے ہیں
 لنگھکا و نکو قبر قاتل نی بکایا ہے
 جو ہو تقسیم غم تو امی فلک غم دست ہوین
 تجس خاک کو میری جج ہی مادی و محنون کا
 تری آگے ہوں میں اسی پی آہوں پر حاضر
 جد اجسوسنی کر تیر و دھین نہیں رہین
 جسی گبر و مسلمان ہونڈتی ہیں یر و کتبہ

سیالی لکھہ کی اپنی عشق کی بانوں سدا وین
 جیسے تسمان پور یہ کہے سدا وین
 لکڑی جان ہوسو ناہ مجھ کو میری یاد میں
 لہین مجاؤ گھاؤ ہونڈو و سکی گھاؤ وین
 ہماری لخت دل ہی گوندہ لوبلی کی ٹون
 زمین پھٹ پھٹ گئی چٹاٹ ہی سب لوبلی
 شر پیدا ہوئی میری چمن کی آبشار وین
 سری پر سب اسادہ ہوا ہوں میں قطل وین
 سری پر نام میرا لکھو تو امید وین
 پریشان کہہ بیا بانوں میں گہی کو سدا وین
 رقم ہو جای میرا نام بھی خد سگزار وین
 تفاوت ہی نہایت پیدا ہوں اور سدا وین
 تپا پائیں تجس گس و لونکی ہوا وین

مکھوئیں گل مہنیں ام خار جان باہوں خاروں میں تری ہندو کی گولی بہت ملتی ہی تو میں نہیں ملنی کی جگہ نمیری آہوں مٹی شروں میں رکھہ لکھو ای شہر خوبان تو اپنی چوہدروں میں تو اوس سی شکوے جو رستم ہو گئی اشارت میں کہ دن کٹتا ہی مچو او نہیں شطاعت گناہوں میں زمین شعر کی کہتی پہلی پہلی گناہوں میں	محبوب کا محبت جان سون سی ہی غلش حب کو نشانہ امی قدر انداز کر تو نسر طائر کو شب باران ہی میں سون کی وقت میں ہونا پریز د آئی ہوں در پر عصا آہ لی لیکر اگر وہ نزع کی ہی وقت بالین پری آیا ہر اک ملت میں میرا سیل ہی اسی میں جسے میری کچی زبان کی قدر ہو کر شہر سی نکلون
قبول اوس کی نی نقد دلِ عالم چرایا ہی عوض دیوان کی لکھو ایہ مضمون اشتہاروں میں	
جب ہند میں نہیں تو پری مٹ کہیں نہیں ہی آسمان نور غزل کی زمین نہیں ہی اوسنِ محبت مری استیں نہیں وہ کون ہی جو پھر میں تیری جین نہیں	ہندوستان میں چھپا کوئی ناز نہیں اک آفتابِ رخ کی جو لکھتا ہوں وصف میں ہرگز نگہا کے نہ اسی آتشِ منہ اف اسکو نہیں ہی وصل کی امید پر خوشی

ابرو نہیں یہ تیغ ہماری جگر کو سہیے
 یادش بخیر کہی کہو تم ہمارا ذکر
 اک بوسہ کی کیون نہیں دیتی چھی شفا
 شیریں کوئی سخن نہ سنا غیر حرف تلخ
 خسار و خون بدہین ابرو میں ہلال
 وہ اکٹرا ہو اسی تو دل ڈرسی چاک ہی
 اُٹھتی تھی چوڑی سی ہاتھ آون کٹس سرح
 مکتولی ہی سلطنت اس زمین کی
 سید ہا کہد اسی قلب پر اپنی تہا رانا
 گر مجھ کو تنگ نہ سمجھتا ہی ساقیا
 اوس پر پہنچیں ہم تو شفا کا یقین ہے

پیکان ہی دل کی واسطی چین چین نہیں
 سب ہتھاری نہ ہم جان بان بہن نہیں
 اسی جان کا چرخ میں اتنی نہیں نہیں
 میری لپی ہی زہر دہن نگین نہیں
 زہرہ چمک ہی ہی تہا ری چین نہیں
 سر پر فلک ہی پاؤں کی نیچی زمین نہیں
 مومن ہی تو تو کیا بھی میں جو عین نہیں
 اقلیم نظم شاہوں کی زیر نگین نہیں
 التاج کوئی کہو دی یہ ایسا نگین نہیں
 فغان ہی پلا دی اگر سا نگین نہیں
 پر ضعف ہی سو پختی کا ہر گر لقیں نہیں

بستی نہوگی بس دل یران میں امی قبول
 غیر از غم اشکان کا کوئی تکین نہیں

تیری دیر کی بھوک میں جیتا بیڑی ہوتی ہیں
 رکھا اندھیر گد و رست میں اس نے سختی فی
 بہا کرتی ہیں لٹسو جب سے دھانکا تھو
 شرہ کس طرح و کی لٹکے ناصح کین کین کر
 یہاں تک روئیں کی خوگر ہو ہی ہم ہجر جان میں
 مقابل ہوئی سوئی آئی ہیں زبان جان کی
 شریا یا نہ غیر از داندہ می لٹکے کچھ آخر
 او نہیں ہوئی کی دن کیا نشہ جرات سما یا
 جو دم پہر ہی کین لٹسو کچھ منہ کو آتا ہے
 عجب نظم مسلسل رہی تھی اتوں کی وصفوں میں
 یہی مضمی بھی اٹھ جاتی ہیں ہم بھی حافظ
 سحر آلی چلا وہ موسم سرما کی شب گذرے
 اور ہرہ برق و ش بٹھا ہی صحبت ہی

تو غم کا ناشہ کر نیکو نہ نہ شکوئی ہوتی ہیں
 شب قاتلین یا جاگی تھی شربت میں تھی ہیں
 مرئی انکھیں نہیں میں کی ڈونوں سوئی ہیں
 خس خاشاک سی کب ہستی مر یا بند ہوتی ہیں
 جواب سنستی بھی میں تجھ سستی ہیں وائی ہیں
 عجب نادان ہیں جو آبرو اتنی کھوئی ہیں
 محبت کی بہت گو کہیت مہی نوحی ہیں
 مہوین عاشقوں کو رنگ کی لٹی ہوتی ہیں
 ترپ جاتا ہوں یہاں سو جسد بند ہوتی ہیں
 یہ شاعر شکر ہستی ہیں ویا موتی پڑتی ہیں
 نہ پائنگی کہیں سامین مفت آپ کو ہوتی ہیں
 نہانی کو ہم لٹک گرم سی پانی سموتی ہیں
 اور ہر مال پر مال ہم مٹی بگھوتی ہیں

بقول انجام کا آغاز ہی میں ہیاں آتا

تو لگے ہوتی ہی اسو طلی اطفال و تی ہن

دست و پاشل ہن مہم حسنی کی کھونکر کرین
 سنگدل ہن حم و چہرہ ار پر کھونکر کرین
 جمع عشاق سی کھونکر نکلتا چہو دین
 مری بھی جانا غیر ممکن کبتلاک تڑپن کی ہم
 میری دل میں سہنی کی جب دل میں رنج
 غیری پہلو میں تجکو دیکھیں ہمسی ہی محال
 برق و سیلاب شریاکن ہن اور دل بقرار
 چشم شفقت سی ہی و محبوب کا مد نظر
 بد نہالی آب تہی ہن میں دیکھہ لین
 پر لگا کر آئی ہن بس اب پہ کھکا دور
 تیغ ناز بار چلنی کو ہی آگی سے ہٹو

لونی بھاد کی وقت میں بس کھونکر کرین
 میری دل کی نا اہمیں اڑ کھونکر کرین
 دور وہ کیونکر بند کر لین دگر کھونکر کرین
 روز عشرہ مہر کی سب ہی سحر کھونکر کرین
 غور کی جا ہی پھر وکی دل میں گہ کھونکر کرین
 ہجر بہتر بزم میں تی گزر کھونکر کرین
 ہم تھی اپنی خبر ای خیب کھونکر کرین
 پیش دشمن ہو گیا زیروزبر کھونکر کرین
 دم کی دم انتونکو ہم سلاک گہ کھونکر کرین
 چوڑ کر مکو بیان پرواز پر کھونکر کرین
 ای قیو ہم تعین اپنی سپر کھونکر کرین

الفِ مہنام کہ عاشق کی دل سی ہو جدا	زر کی بندی ڈول سی حُب ز کیونکر کریں
زہر کہانی کہانی عادت ہو گئی موت اب کہاں	نالہ جا نگاہ ہر جان ضر کیونکر کریں
سحر بانی کی نظر سب پر ہی ہمیشہ قہر	چمکی سہنی میں پس جاتی ہیں شر کیونکر کریں
وحش و طیر ای گل تہی عاشق ہیں تہی سہا	پاس میرا دل میں غ سحر کیونکر کریں
باغبان بخوش ہوں میں نہیں رنگ و وفا	ہم طلب باغ محبت سی ٹر کیونکر کریں
دل سی گزری توڑ کر سینہ پیہ ہی عینِ ادا	پھر ہلا ہم تیرا گان سی خطر کیونکر کریں
قاتلو بعد فنا ہو چین پیہ ہی دوجو ہو	روح ساری جسم کی ہم خبر کیونکر کریں
عزمِ اعیا راو سکی کوچی کی طرف باجزم	ہم سفر کا عدو ہیں ہم سفر کیونکر کریں

کھیا اگر ہم نہیں شعرو سخن کی ای مقول

پھر ہلا اپنی مس مضمون کو ز کیونکر کریں

دشتِ دل کم کر سی ایسی واکچہ ہی نہیں	جور و سلم اسکی بڑی مہر و فاکچہ ہی نہیں
رخ کی آگی چاندین نور و ضیا کچہ ہی نہیں	لیسو کی سانی کالی بلا کچہ ہی نہیں
غیر کو پہلو میں دیکھوں امی تہی میں دور	سکون تقدیر ہی مٹی کلا کچہ ہی نہیں

بو تہ عذاب لب مانگون بختا ہی ہٹو خ
 چکا شہدہ مانگی پڑا رہا ہون کی طرح
 جانتی تھی ہم وفا و مہر اوس محبوب میں
 حشر کی دن ہی نہ اوٹھی ناز کا مارا ہوا
 عشق کی غیرت نی بوسی سی کہا محروم
 جھجھی مچا اپکا شکوہ غصہ کیا سی
 غیر محض میں آہستہ کہا کچھ یار نے
 ناز میں باغ عالم دید کی قابل کہاں
 وہ نہیں پُرساں جگر کا زخم مہم ہوا
 عشق اوس عیسیٰ کہ کور اس عیبہ ہی حال
 تو ہی کہتا ہی بڑا جیتی جی اور اچھا کوئی
 وصل کی بدلی ہ کر تاقسل اسی وٹھی اثر
 اسی طبع غل سی کیون بولا لیا بی فائدہ

خط ایسا جو جی اوسکی دو کچھ ہی نہیں
 دہیان میں موشی سیا کی سو کچھ ہی نہیں
 دل میں حسرت لیجلی احسرا کچھ ہی نہیں
 جان لینی میں اداس کچھ قضا کچھ ہی نہیں
 بھائی خوتی ہی حیا کچھ ہی نہیں
 غیرت کرتی ہیں مینی کہا کچھ ہی نہیں
 مینی پوچھا کیا کہا ہنس کر کہا کچھ ہی نہیں
 رنگ و بوس کچھ گلو میں ہی فاکچہ ہی نہیں
 درد دل کا بڑھتا جاتا ہی و کچھ ہی نہیں
 جان کا نقصان ہی اوفائد کچھ ہی نہیں
 اوٹھ گیا دنیا سی جب اچھا کچھ ہی نہیں
 آہ میری مارا ہوا سا کچھ ہی نہیں
 کچھ مرض جگو میں میری دو کچھ ہی نہیں

بہا ہوس انسان کا عالم نظر آ عجیب	سب طرف دل و پا بھی صلا کچھ ہی نہیں
شکو تیرن کا کرون ائی ک جھسی دورے	کاٹ وال کر گلا سر گلا کچھ بھی نہیں
عشق سی بی ہی شہرت تہاری حسن	سیری داغونہ نظرای بہ لقا کچھ ہی نہیں
حسن کا جو ہر تم میں ہی تو مجھ میں عشق کا	تم تو سب کچھ ہو گئی اور دوسر کچھ ہی نہیں
دل جگر ایمان لیکر ہی ہی ناز طلب	جان لی یچی کہ اب کسی سو کچھ ہی نہیں
دفعہ منہ پہر کر بیٹی جو میری سمیٹے	کچھ ہی اسکی جہ ہی اچان کچھ ہی نہیں
یون تو عاشق ہر گہری ہر آن ہی تقصیر	جرم اسکی کا لیکن ظاہر کچھ بھی نہیں

فقر میں ناقص معن ثروت سے امین امی مقبل

بنج اندھون شاہ و گد اکچھ بھی نہیں

دام میں پستی میں وی گلبدن ہی لین	اب قفس میں کی نکلیں گی چین ہی دیکھ لین
دیکھ لی راہ عدم غقاد کہا اب ای پی	لہل چکی تری مگر اب مجھ میں ہی دیکھ لین
مذتوں صلت ہی ہی چارن فرقت ہی	عیش کیا کیا کر چلی رنج و محن ہی دیکھ لین
آج غیر نکوتری کوچی میں لکار میں فرا	ڈینگ کرتی ہیں اب انکا بانکین ہی دیکھ لین

مرگ شیرین کی خبر سنا کی سر پڑوائیں آج	خام سودا می داغ کو کہن بھی دیکھ لیں
دشت سی پر لایا شوق سنگ اطفال ^{بچوں}	پاس آنکلی ہیں پھر لطف وطن بھی دیکھ لیں
آب و سُرخ میں جمی نگ انکا پہرہ محال	لب ہلا دیجی تو ہم عمل میں بھی دیکھ لیں
جو ہمیشہ دیکھتی تھی سیر و حشت بام سی	وہ شو ملک عدم میرا حلن بھی دیکھ لیں
لاش بھی دیکھیں تماشائی جنون آخر ہوا	پیرہن پُری جو تھا اوسکو کفن بھی دیکھ لیں
موتیو کا لطف جن جن کو صد میں ہو پند	دیکھ لیں سلاکِ قور دزدان دہن بھی دیکھ لیں
تیری سوائی کی حشت قبر میں ہی سا ہتھ	تار تار اگر کفن دزد کفن ہی دیکھ لیں
شہر ہی ملک عدم میرا الحد میرا مکان	میری دشمن ہتھ ہوں گہر بیٹن بھی دیکھ لیں

بند معنی بند کہنی میں زبان ہی ای قبول

صاف ہی میرا سخن اہل سخن ہی دیکھ لیں

ہی پہل اپنی جان نکھنا فراق میں	شکل مگر ہی دل کا پہلنا فراق میں
تیری سبب سے جان بچی کی کٹی کا دن	ای یادِ وصل پارہ نکھنا فراق میں
وصلت کہاں نصیب میں کہلا ایگاہ	ہر دم ہمارے دل کا دیکھنا فراق میں

جیسی سُرِ رُوسل مین گم ہو گیا ہوتا تو	اسی دل ہی نعل سی ٹکنا فراق مین
دل کا پھلنا ہجر مین ہی رات دن نصیب	اٹھون پیر کلیجی کا جلتا فراق مین
وصلت کی شبِ ثُحب ہی ستاری ہی جو	اندھری ہر دم آنکھ بہلنا مسدق مین
سامانِ غم سی اور ہو غم تھا نصیب مین	وصلت دکھایا ہوا نکالنا فراق مین
فرطِ خوشی سی تہ نہ وصلت مین چھوٹو	اسی ح میری تن سی نکالنا فراق مین
جیسی ہی اولیٰ چلنی کی عادتِ مدام سی	اسی آسمان چال بدلنا فراق مین
وہ آکی پہر نہ جای نفیس اسکی طبع ہی	لازم ہی روز کیڑی بدلنا فراق مین
مارِ غدا سے ہی بُری رات ہجر کے	اسی روز سوئی شام نہ ڈھلنا فراق مین
سرتاب پایہ رہتا ہی طور اپنی جسم کا	ہو جانا سُرِ رُوسل مین جلتا فراق مین

لوگوں کا غل ہی اپنی ہری تو بقول
 باہر نہ اپنی گہری ٹکنا فراق مین

تس ہی صحبت گہر مین ہی اٹھون پیر کھلتا ہین	بند کیون رہتا ہی رات اور سکاور کھلتا ہین
میرِ قہرِ یار کچھ کہتا ہین خاموش ہی	ایا خبر لایا ہی حالِ نامہ کھلتا ہین

گہ نظر اتی ہی گہ آنکھوں سی موتی ہی نہن
 رات و ن عشق دین میں دل سی تین تین
 اب تک ہم میں شگفتہ چو دجی سلم و جو
 تہلکہ سینہ میں ہی شل ہو گیا ایک ایک عضو
 خاک ہو کر مٹ گئی اور سب فاکہ راہ میں
 خون عاشق جوش میں ہی پر کر کمی نیکو دہم
 لبتک سوا اثر ہی گاہ یہ عیان ہوتا ہے
 زلف و رخ بکتک کہا تو گی بھی جی ابر
 شاہ دستور اس میں جلوہ گر ہو یا نہ ہو
 گر جی میں دورِ عدن بی آب و بحرین کے
 صبر دم افشا کی ڈرسی گہ نہیں جاتا وہ گل
 و صف گیسو دین کٹل جابی یہ کن نہیں
 ذائقہ کیونکر ٹی جب تک ٹرخی نسل میں

تیر کچھ ہونا نہ ہونا ای مگر کھلتا نہیں
 پردہ میں کی طرح انکا ہی اثر کھلتا نہیں
 بند ہو جاتا ہی جب دل عمر کھلتا نہیں
 عشق سچ نچا ہی کیا دل کو ضرر کھلتا نہیں
 جو ہر تیغ و فامی دل مگر کھلتا نہیں
 سرخ جامہ نگ بنی رہا پر کھلتا نہیں
 طول صحرای جنون ہی کشف کھلتا نہیں
 جب ملو گی شام ہو گی یا صحر کھلتا نہیں
 لیون پڑا رہتا ہی پردہ آنکھ پر کھلتا نہیں
 و انت کس ریا کی موتی میں مگر کھلتا نہیں
 روح کا اب خائن ہی سفر کھلتا نہیں
 جب تک علم مطول مختصرتا نہیں
 سینہ انسان میں ہی جب تک نہ کھلتا نہیں

کیا پڑھی آدھو ہی ہی با آہنی سپر
 اہولڈالی ہی کمر اور نامہ کھلتا نہیں

دور ہمالاں نام سیاب تا بقدری قبول

بندہ گیا جو کیٹون میں عمر بہر کھلتا نہیں

سبکو اک جھٹ ہی کوئی زینہارا چہا نہیں

خاک ہٹ جانی سے جاتا ہی شفا تفت

آپکی دل میں ہی گرد و غبار چہا نہیں

تدہ ہی چینی کا نہیں اسی دل جو میں جل جاؤنگا

عشق میں سپہم نکلتی ہیں شرار چہا نہیں

ہیگا ہی سیری صحبت سے اور اس انجنا

غیر کو ناحق بڑا کہتا ہوں یار چہا نہیں

میری دن پہر و نسی خوش ہیں کیا ہیرے

رمز میں کہتی ہیں پر شکو پہر چہا نہیں

عشق کا آغاز ہی انی ل سنہل اب سہیل

حد بڑی یہ گے انجام کار چہا نہیں

تیری مڑگانا قصو محب کو رہتا ہی نام

رات دن دل میں کشتہتی ہیں چار چہا نہیں

دل کی ٹکڑی ایک دن بہہ سنگی مانند گل

روز آنسو ہنسا شل تبار چہا نہیں

سُره سان پیسی کی محبو باریابی غیر کی

عاشق کم زور پر کہنا یہ بار چہا نہیں

عاشق صادق تر اکیو نکر نہ ہو صحرانور

چار جانب غد ہی اب یہ دیر چہا نہیں

غچینان تنگ او سکو کردی گالتا صافی	مانگنا بوسه من کا بار بار چپا نہیں
چار سو دوڑا رہی دل کو ناحی عشق دوست	حکم کا تابع ہی یہ کہوڑا سوڑا نہیں
تو قدر انداز ہی بیل ہی تیری کان	تیر تیرا مونہ جب تک دل کی چپا نہیں

جان جانی کی سواہین فلتین ہی ای قبول

چھوڑ عشق و عاشقی انجام کار چہا نہیں

سوال روز مرہ اگر فقیر تیرا ہوں	چھوڑ اپنی ہاتھ سی می دستگیر تیرا ہوں
بند ہوا ہوں تری رشتہ محبت میں	فقس کی کچھ نہیں حاجت اسیر تیرا ہوں
دل جگر پر مری سب طرح ہی تو قاف	اے جان دل سی برست قدیر تیرا ہوں
گرم کرا می اسے اللہ شاہ کون بکان	لدا ہوں میں تری در کافیر تیرا ہوں
بچھی بچھی چاہی ہی یہ کہ ہو مرا احسان	اے جانتی ہیں صغیر کبیر تیرا ہوں
وہ رتبہ عشق نی بخشا ہی چکا وہی صوفی	مرا مرید ہو اگر تو پیر تیرا ہوں
ضعیف میں ہوا پھر بہر کی وہ جوان نکلا	کمال شاکی ای چرخ پیر تیرا ہوں

کوئی غرض نہ رہی تو اگر ہو یا قبول

بچہ کی کو مانگتا ہوں میں فقیر تیرا ہوں

<p>خونِ عشاق میں ہستی میں تیری پلکین جان لیتی تیرے کمرے میں بی پلکین خوہی دیکھی بیکار میں کیونکر پلکین آبدار می می اشکوں کی نہ دیکھی اکدن گردنِ چشم تو کیسی کہ صفیں عاشق کے کاٹوں دل کو جو نہ پہنچائی یہ آنکھوں میں قاتلِ خلق ہو تم خلقِ خدا فریاد سے تیرے مجھ کو امی جان میں جیسی آنکھیں سرخ مانندِ رگِ گل ہیں دامنِ میخوار رونی پر جب نظرِ قہر سی دکھائی تھے تجھ کو عشقِ ترہ چشم میں امی کشتی دل خانہ چشم کی در پر ہی سکونت دل</p>	<p>سیان ہی آنکھ نہ گیتے ہی جو ہر پلکین تیرے اونکی نظر تیرے ہی خج پلکین چہر کا حسن ہی آنکھ نہ گیتے کاز پور پلکین تبتک بید میں گی امی جان کو پلکین گر گئیں چشمِ زون میں تلی او پلکین پہوون آنکھیں جو لہو شکر میں پلکین خمشہ انگیز ہیں آنکھیں صفِ محشر پلکین لیون نہ ہوں سوون عیسی کی بر پلکین پستی پستی ہیں مگر خونِ گل تر پلکین سکتی میں گیتی ہم اشکو لہی بہر پلکین آنکھیں طوفانِ بلا خیز ہیں لنگر پلکین لو چھائی ہی ہیں کانٹوں کا بستر پلکین</p>
---	---

دیکھو نہ نظرِ قدرت حق آنکھوں سے	نہ نور آنکھوں میں ہی آنکھوں کی باہر بلکین
آنکھوں کی سحر سی ہیں جانِ تن میں سر کی لمبی	لبھی ناوک کہی نیزہ کہی خنجر بلکین
محو تر گانگا چنا جسم خبر تک نہ ہو یہ	منظر تیرنگہ میں مری منظر بلکین
چہلنی چہلنی جو ہو اجسم اسی میں کیا جھکیوں	گرتی ہیں خنجر فو لا کو خنجر بلکین
سِل آنکھوں میں نہیں کہ دم تیر اندازی	خشک ہیں ترک تیر خنجن میں ہیں بلکین
دل ہی ترکش لمبی ہمراہ کان برو کے	جسبی سہنی میں ہی کر گتیں ہیں گہر بلکین
رسن لہ سی گو پیش نظر کو تہ ہیں	باندھنی میں ہیں گرز لہ سی بڑھ کر بلکین
اوسکو دیکھا تو پلک سے زگی اپنی پلک	ہو میں ہر گز نہ جدا ہجر میں ملکر بلکین
حسنِ خاساک سی دریا نہیں کتی لیکن	آنکھوں میں کی ہیں اشکو کا سمندر بلکین

چہرہ یار کہنا ہی جو گاہوں میں قبول
آنکھیں ہیں دشمنِ جانِ دل کو ستگر بلکین

منہ کہاں میں صبح و شام اچھا نہیں	تیرا ہر لمحہ ہی میں ای بت مقام اچھا نہیں
جنا بگر عشق سی میں تم نہ بگڑی حسن سی	تم تو پہر اچھی ہی ہو لیکن غلام اچھا نہیں

شترین او سکی تسکے رچ کسکو ہو نیگا
 خال عارض تری سر سبز خطی محال
 تیری گہر اغیار پھر آنی لگی جلتا ہون
 سیر کوثر خلدین مجکو بھی سیر جہان
 اسی سیحا تیری تک ہی پہنچ سکتا ہون
 تو نہ ہو تو قول یہ دنا کا اور اعلیٰ کا ہے
 دیکھو نین میں مینی اگر گیسو نہ مشکین با نین
 اپنی اپنی جارج و گیسو کی رنگت خوب ہے
 گو ستاری اطلس گرون میں ٹانگی ای پر ہے
 تین دن کی بھوک میں لی تیری اجمی راجا
 ساقیا بی می پی ہن ست جام می ہا
 بھڑین در و الم رنج و تعب کیون جہا
 بو سہ چاہ ذوق سی پیاس میری ہی ہے

چاہنا قاتل سی اپنی انتقام اچھا نہیں
 دانہ پیش طائر دل خوب دام اچھا نہیں
 آج کل در پر تری سیر مقام اچھا نہیں
 جام می ہی تیرا ہی جمشید جام اچھا نہیں
 آج کل بیمار ہی تیرا اعلا م اچھا نہیں
 در پر اچھا نہیں ای ماہ دام اچھا نہیں
 نور میں بی مثل الفان و نگاہی لام اچھا نہیں
 بعد نگہ سحر کی کب نگشام اچھا نہیں
 کام سچی تیری پا جامی کی کام اچھا نہیں
 عرش پر سی ہی اگر اوتری طعام اچھا نہیں
 جام شہم ست لبر سی جام اچھا نہیں
 دفعہ سود ای پر یہ از دحام اچھا نہیں
 ٹوٹ جائیگا ہی خطرہ فیض عام اچھا نہیں

دل میں ہر دم خیال امی عشق خام اچھا نہیں	نہ سب کہا کر جان پنا بچہ کاری ہی ہوتی ہے
بندگی اپنی بُری اپنا سلام اچھا نہیں	لیا ریاضت عشق میں کیجی کہ جب تک کی خصلت

مستبزی میری نزدیک قبول ان کا کلام
میری حق میں جو یہ کہتی ہیں کلام اچھا نہیں

چمچلی کی طرح ہی ہوں اپنا زبان نہیں	لطمہ کا سحر عشق کی ممکن بیان نہیں
جلو تہاری حسنِ جلی کا کہان نہیں	روشن نہیں میں دیا آسمان نہیں
باغِ غزل کی نخل کہی را سگان نہیں	مصرع تمام لاتی ہیں مضمون کی نثر
اگلی فقط دہن ہی تہا اب زبان نہیں	لو محسوس بات ہی نہیں کرتا وہ سنگدل
وہ تسکلی روحِ حج بدن سے وان نہیں	دستِ قضا سے چالِ مشاہیر سے پاک
اب باغِ دل کو خوفِ ہوا ہی خزان نہیں	پندِ مرگی سے عشق میں اتنا اثر ملا
تن سہاں میں روح کہی سہاں نہیں	ہم خاک ہو گئی جان ہی گئی جہان میں
اونکی زبان پر ہی نہیں ہوا ہی زبان نہیں	جب پوچھا ہوں وصل ہی قسینِ مہجری
خونِ جگر یہ چہرے پر ہی لوان نہیں	اوس جانِ بخت سے عشق میں ہوا ہوں خرو

<p> بچارہ کیا بیان کری گا زبان نہیں سارا جہان اوسکا ہی جسکا مکان نہیں ٹہنڈا رکھی یہ صورت حسنِ تباہ نہیں منحوس مہر و ماہ کا کیونکر تیرا نہیں دریا ہی میری آنکھوں کی آگ و ان نہیں گر ہو پیاڑ چاتی پری مل گراں نہیں عمرِ روان میں صوتِ طبعِ روان نہیں سب کہتی ہیں کر میں تری سخاوت نہیں تم بد گمان ہو اگر دین بد گمان نہیں </p>	<p> ریخ و عذاب ہجرِ جود لنی اوٹھائی ہیں جو صاحبِ محل ہی مقتدِ محل کا ہی ہر دم جلا جلا کی یہ مکر تہائی ل کو خاک چمکا جو انغ عشق جدا ہو گیا وہ چاند یہ وقتِ گریہ محو خیالِ حبیب ہوں اوست کی بارِ عشق سی ہلنا ہی محال غیرِ وں کو حزنِ آپ فنا ساتھ حسرتیں ہمکو تو بالِ ہونی نہ ہونی میں ہی شک شک تمکو عشق میں ہی کروں کس طرح یقین </p>
--	--

مشتوق سی سوا کوئی نازک نہیں قبول

عاشق سی ہی پادہ کوئی سخت جان نہیں

ردیف الو او

نچا دو پٹریوں پر باغ کی ایجان برون کو

دکھادو تم خرم نازا کر ان چھوون کو

کمند او میں نام پر شہ کو قیاب کر لگاتی ہیں
 ترقی ہی یہی حسن کی تو آدمی کیسے
 امید گردن چشم ہی پی ساغر کی بلی ہی
 تیری سینہ بخدان کا مزا اغیار چلتی ہیں
 ہمیں یں شہ الفت تہا را پہنچی ہر تہا
 امید وں ہی زندگی ہی ہم مرلیوں کے
 سو اخور شید وشن سی ہویدا نور تیرا
 کہو کا عاشقو کی تو جو پایا سہا تھی کی پی
 ریشیت اب اڑنی لگا آئی اصل اسکے
 چراتی ہیں کی بیت کا جو سکہ مضمون
 مری شیریں بالی آنکھ سی سبکی اتر جائے
 چہ یاد چشم جانان میں کہیں گلشن کو جاتا ہوں
 گل کی کٹ گئی کہو کی تیری سبز رنگی پر

عکس کو لاکھ میں لکھن پڑا دنگا چوون کو
 جمال اوس کا دیوانہ کر دیگا چکوون کو
 ابھی ہم ست ہوں کہیں کہو کی گھوون کو
 لگیں دو چار سپوہ خویاں ان چہ خوون کو
 عکس جس طرح ہوئی پرتی ہیں کوون کو
 وگرنہ تیری عاشق جہانک جہانک تی ہیں کو
 بشر معذ و رہیں کیونکہ نظر تو آئی کوون کو
 بہر خون جگر سی سب نے دل کی انجور کو
 مثل ہی موت آئے جی پرتی ہیں نوون کو
 جو بس وار پر مصرع کی کہنچوں ایسی چوون کو
 تو نسبت نیشکرئی من تری نکلی کی پوون کو
 تو خون دل سی چہ لکھتا ہوں گس کوون کو
 رہا عالم میں تو فی زین کا لون کوون کو

جوان و پیر کیو جام شیم ناز و کھلا کر
 لہو کی گھونٹ پلو تابی وہ بہت شیر خور نکو

قبول اب سیکھ کر آیا ہی پچ اوں لف پر حم

قیو آو تو و کیون ذرا تم سبکے ور نکو

غزلی کہ اوّل گفت بعد م

<p>فراق یارین مطلق نہیں تاب تو ان محکو جب آیا خط گلِ خُصا جانان پر تو میں پہنچا نہ مانع ہو میری و نیکا ای صاحب کہ فرقت میں دلِ وشن پہ میری آتی پہر کیونکہ نہ تار کی بہت سبز ہو تائیں اگر برگِ خُدا ہو تا تصرف کر لیا اعضا میں میری اس لی اپنا مقابل چاند میری ہو نہیں سکتا کہ ظاہری سب کوئی ستم کو اسلی میں کیا ہی ام وہ کہتا ہی نہیں اب ایک فترہ ہی تھی است</p>	<p>نہ طالبِ وصل کا ہونج صلہ اتنا کہاں محکو ملا دیدار بلعِ حُسن کا وقتِ خزان محکو عوضِ مہرِ گل کی ملی آہ و فغان محکو چہ پایا اوسنی چہرہ زلفِ سنی کیا جہان محکو لہ ہو مادت سے اس طرح تا پایِ بُتان محکو لہ سمجھا تا تو انی فی نہایت تا تو ان محکو نصیب سکھو ہوا داغِ عیانِ داغِ نہان محکو لہ اوس کے چم میں اپنی پہنچنی ہین پُیان محکو جو میں کہتا ہوں تجھ کو ہنسکی تہا کی ہان محکو</p>
--	--

<p>سبک کردن گشودن قمری شیدایی کہتا برابر پیری اگر قدر موزون خمی بک ہی کہتا ہوں سیل لشک سی نی میں ہیں آرون اکدن تصدق مرغ دل او سکا نشا پس از مرن ہی کاوش ہی ہی پڑائیگا</p>	<p>کہ کل وہ سیر کو آیا تہا جب دیکھا بیان مجھو زمین میں گا کر رہی ہو اسے روان مجھو جھادی اوسکی کوچی میں تو اسی آہوان مجھو نہایت دوست کہتا ہی مرا ابرو کان مجھو زمین کی خمی تو آرام دی ای آسمان مجھو</p>
---	--

زبان پیری ہی اوسکی تیشین خصار پر اکثر
 بقول اسوای سببے میں آتش زبان مجھو

<p>نہ مٹکایا کرو اتنی بھی خبر جانی د بال بال انکا بلا لائیگا اکسالم پر صبح تک ہم جو نہ گذر تھی چلی جانا تم ختم تو لبریزی تھی نہ کرو کم طر فی اختلاط او سکا سنو وصل کی شب آتی ہی بات تھی ہی یہ دیوانہ اوسی پاس رہا</p>	<p>میں اگر سچہ میں تا ہوں تو مہ جانی دو اپنی زلفوں کو ذراتا نہ کہ جانی دو خیر سی وصل کی یہ شب تو گذر جانی د میکشو ایک مہ اجام تو بھر جانی د بات کی اوسنی تو یہ کی بھی گھر جانی د دل اگر لیکو مہ مری تو مہ جانی دو</p>
--	--

دوڑ کر لپٹوں گا قاتل کا نہ رو کو کوئی تہا
 دل دیوانہ شب بھر میں سبھاتا ہی
 غیر اغیار یہاں ہی نظر آیا نہ دوست
 تم ہو خوریز علامت ہے یہ خونریزی کی
 پہول سنس سنس کٹ پٹتی ہو اہی کیون اسی جان
 لاکھ آفت سے چڑا کر اسی لایا ہوں میں
 بو کی مانند اسی پاس رہ جائیگی پھر
 نہ ہٹو کو چہ آفت سی جو سر بھی کٹ جائے
 جا چکا نور ہی اب قصہ تمہارا کیسا
 میں فن میں نہ مواءوں ہوں میں شاید
 تم اہی ناوک ترکان کا نشانہ نہ کرو
 میں پہاوس بھر لطافت کا ہوں وہ میرا
 اسی قیہو جو اٹھا سکتی نہیں جو رو کے

بوجہ سرکاری تن پرسی اتر جانی دو
 نہ کرو چاک گریبان سحر جانی دو
 ابھی شے کے سیسے اودھ جانی دو
 اپنی دامن کو لہو سی می بھر جائیے دو
 قبر میں تم مری میت تو اتر جائیے دو
 پرتقا صا ہی پہل کا کہ اودھ جانی دو
 کل خزا تک کبار نظر جانی دو
 پاؤں تاب سے پاؤں سی سحر جانی دو
 نہ ہو پھوٹ کی ای دین تر جانی دو
 اب کنوین سی مجھی یا میں اتر جانی دو
 رخم دل گہری کچھ تو اسی جانی دو
 پارو ریامی محبت سی اتر جانی دو
 اور درڈ ہوڈ لو او شخ کا در جانی دو

فکری چاک چول شایکی صوت ہو قول

موشکافی نہ کرو وصف کمر جانی دو

این مطلع پنج معنی دارد

آہن میں کمر یا ہونہ رات اثر ہو کہ نہ ہو

صد نہ ہجری کیا جانی سحر ہو کہ نہ ہو

امی سی ماہ چل تجھی شہر ہو کہ نہ ہو

زہر کہا تا ہون خدا جانی اثر ہو کہ نہ ہو

ہم چلی اب تجھی اسی جان خبر ہو کہ نہ ہو

اوسکی گھر میں ہون دل یار میں ہو کہ نہ ہو

ہون غنی سی سی سوا ماہ میں زر ہو کہ نہ ہو

پڑھی جاتی ہی یہ تلوار سپر ہو کہ نہ ہو

خواب میں ہی تری چمی میں گذر ہو کہ نہ ہو

دشہ تر قضا ہی جھی ڈر ہو کہ نہ ہو

تیر الفت کا تری ل میں گذر ہو کہ نہ ہو

صبح کو یارنی آسکا کیا ہی استرار

اوس میں شہا ہی تر چہرہ پور ہو نہ ہوا

سیری الفت کی طرح اسی ہی ہوگی تاثیر

نزع میں رکھکی اوس میں پہ صدوی اشہر

مہربان ہو کی بظاہر تیر وہ لایا ہی تجھی

زر سی فزون ہی عشق میں اپنا رخ زرد

چوٹ رکتی ہی نہیں تیغ نگہ کے ہرگز

یک حکم کی ہی سنا ہی تو یہ تیرا حب کو

دیکھوں پلکوں کی تری اکبہ ملا کر کیونکر

راہی نلک عدمین نہیں مکتی دم بھر	ہم سب کے من میں دن رات سفر ہو کہ نہ ہو
اپنی رخ سی وہ شبِ دل الٹنی کو ہی رز	مجھسی کہتا ہی بنا جلد سر ہو کہ نہ ہو
اچھی ہے کرتا نہیں ناوکی بند ہی نین طوفان	تحت گریہ ہی دامن مرا تر ہو کہ نہ ہو
ہم نظر باز ہیں دیکھیں گی تصو سی سچے	گور ہو جائیں نہ ہو جائیں نظر ہو کہ نہ ہو
ہو تا مجھس ہارا تو وہ ہسی ملتا	تس طرح کہتی بشر او سکو بشر ہو کہ نہ ہو
پاؤں میں بہی ہی زنجیر تری گویا	دیکھی ماتہ کہی طوق کمر ہو کہ نہ ہو

سیر گلزارِ محبت کے مناسبے قبول

آگِ حاصل بہتین کچھ اس کا فر ہو کہ نہ ہو

روزِ شب گوچر میں کہتا ہی جہاں شاؤ	لیا جلاؤن آہ سی اس چرخِ بنیاد کو
پیر میں اپنا دیا او سکو اوجِ فتل کا	بی کفن میں گنیا خلعتِ ملا جلا کو
قدنوں کا ترعی عاشق جو جانا ہی بھر	سرد کھلانا ہی قد تن تن کی جھڑاؤ کو
اسی میحائیں ہی تصو کہنچو انیکو ہوں	لب ہلا کر زخمِ کردی مانی و ہزار کو
لیا غصے پائری گہرا ہی آیا نہیں	پہلی آہو پچی قیباؤں سی مبارکباد کو

جب مہی آیا ہستی میں تھی پر جان دی
 عجز سی حم آیات ل کو مڑی ہینکے
 و سل اوس ہی گیا سودا مر اجا مارا
 و حست دل کی مین مٹی کا ڈھیلہ جان
 زلف جانان جا نکر سنبھل کو سنبھاتا ہون
 اتنی نالی بلغ میں بلسل کر فی فاق
 اسی میحازن ہو کر کوہ سی وڑی ہے
 ہون خوش لہجہ کہ میری زمر مو پر محو ہے
 قصہ جہ جہنوں لاغر کی بھلا کیونکر کہلی
 اسی پی تری طرح گاہی دیکھا اوسکو ہے
 خاک ہو کر اوسکی کوچی میں پڑا ہون چن
 جان لی طیار اسی شیرین عمار ہو چکے
 زنجیر بھر نہ دیکھا مینی اس سسی او

حشر میں لپٹا تھی سی دیکھہ سے یاد کو
 نرم ہو کر موسم سینے کر دیا فولا د کو
 طوق سے ایا رنی سپنا دیا خدا کو
 تنگ تر زندان سی نیا ہی مجھ آزاد کو
 قد کی دھو کی مین لپٹ جاتا ہون شمشاد کو
 بیو فاکل ہین پو پھین گی تری فریاد کو
 توب شیرین سی ہی آواز گر فریاد کو
 ہون قفس میں صید لیکن کر لیا مٹا کو
 رگ تو کیا میں خود نظر آتا نہیں نصا کو
 تو تو کیا نفر ہے ہمسایہ ہی ہزار کو
 اسی فلک ابونہ کر بر باد مہر باد کو
 تیغ کا تو حکم دی اب تبشہ فریاد کو
 آنکھہ پٹی ہی نہ رحم آئی کہین جلا د کو

دعوی باطل نی آخریہ کہایا انقلاب
خلد بنوایا تہا پر دوزخ ملاشت ادا کو

حسدن من گہر گیا ہون عرض کرا با مقبول

یاعلیٰ شکلاکشا پہو پو مری امدا کو

<p>سک دزدان سی ملی سک گہر دیکھیں تو ووستو جاتا ہی وحشی یہ کدہر دیکھیں تو لیکن اوس گل کی کسی فوز کر دیکھیں تو طرح پیر پین ہوتی ہی سحر دیکھیں تو نہ سہی سول مہین ایک نظر دیکھیں تو لتنہ جلد اوسکی تولا تا ہی خبر دیکھیں تو اپنی تو بند قبا کہول کر دیکھیں تو گتلاک وتی ہوا می تی تر دیکھیں تو چیر کر دل ہی کہا دین اودہر دیکھیں تو آئین آنکھون سی گر آپ کا گہر دیکھیں تو</p>	<p>پچکی عارض کی قریب کی مستر دیکھیں تو بول مر اسینی سی نکلا ہی پریشان ہو کر رشتہ جان ہی کہیں اوسکو رگ گل ہی کہیں ہم شب بھر میں عارض کا تصو بانڈین گہرین تم آنی نہ دو در پہ کھڑا رہی دو قاصد اجان ہی مانگی گا تو پیر حاضر ہی لوگ کستی پن رگ گل سی ہی نازک تر ہی بیو فایا ہی وہ تو نہ دکھائی دی گا اونکلی الفت کا ہاری نہیں آتا ہی لفتین سٹوہ ہم خانہ بدشون سی نہ آنی کا کیا</p>
--	--

<p>نیخ ابرو ہوئی قضی بین اب آو تو سپہ لیا کہی آہی اپنی نہ ملی گا وہ یار خون کی دعویٰ میں کیونکر اوسی وکین یا ہم صلا کرتی ہیں اس مہر کو ہی اکدن لا</p>	<p>اسی قیو کسی جیتی ہی طفس دیکھیں تو نخل کتبک یہ نہ لائی گا شر دیکھیں تو ہاتھ کس چیر میں ہم دالین کر دیکھیں تو تہی تیرا اثر ای آہ او دیکھیں تو</p>
<p>منتظم دونوں جہان کا ہی قبول ایک ہی غوری قدرت اللہ بشر دیکھیں تو</p>	
<p>دکھاؤ چہری کو شاق ہوں جفا نہ کرو شفا جو ہوگی تو مالوشی جان کہا لوں گا پڑھو نماز جنازہ کہ خوش ہو میری صبح بھی سڑتی کرو اپنی جامہ زیب پر کرو ہمیں بھی ذرا سیر غیب سی گاہ پہر نگا در بدر اسی جان شو کرین کہاتا ہماری خاک پر آئی تو آبرو بخشو</p>	<p>نقاب اٹھاؤ زیادہ بس اب جیازہ کرو طبیعو دیکھو تم اب ہی مری دوانہ کرو اداسی مارا ہی واجب تم اب قصا نہ کرو قبا دکھا کی گریبان کو قبا نہ کرو دہن دکھاؤ بس اب تنگ تم سوانہ کرو تم اس اسیر کو زندان سی ہسا نہ کرو گزار شعلہ رخ صورت ہوانہ کرو</p>

<p> تمہیں رواہی کہ مطلب میرا روانہ کرو یہ گرمی دیکھو کہ کہتا ہی تم جلا نہ کرو جلوہ دام پر اسی عاشقِ حسد آنہ کرو تم اپنی زلفِ دو تاسی اسی جُدا نہ کرو تم اپنی بندِ قبایع کی آگِ دانہ کرو گلہ نہیں ہی کرو اتعفات یا نہ کرو سمنِ عمر ہمارا چراغِ پائے کرو یہ سلطنت ہے طلبِ ایہ پمانہ کرو ہرکے عشق کا تم ذکرِ حاجب آنہ کرو </p>	<p> انہا را عشق ہی مجھ کو تہیں سی حاجت ہے ہی اوسکی آتشِ خسار دم بہ دم فسون برنگِ شمع ہو اوس شعلہ سو کی عشق میں گرم رہ بھی ہی دلِ صد چاک شانہ بختا لڑ کو دیکھتی ہی رہتی عدم ہوں گا وفا ہو یا ہو جفا ہم تہا ساری بند ہی دکھاؤ ہم کو نہ اسی جان تازا نہ زلف زمین پہ دھوپ میں اسی عاشقانِ خفت تہیں بھی عیب لگے گا جو ہو گئی ہم سوا </p>
---	---

قبول یہ بھی غنیمت ہے اوسکو تہیاں ہو

جفا و جور کا تم یا رسی سے گلانا کرو

<p> جو عشقِ حسن ہو تو آہِ آتش باریں نہ ہو جب کی غم ماتی تو پھر غمخوار پیدا ہو </p>	<p> سائی نوحِ بل میں تو فوراً نار پیدا ہو جو ہم ہو جائیں ناپید تو ماتمہ اریں پیدا ہو </p>
---	--

مری داغِ جگر میں یادِ مژگانِ گہر گری با
 مری سنی میں کتنا تاثیرِ تیرا تر ہے
 وہ گریاں مریوں کے عشقِ دیناں تو ترست
 شبِ باران میں کسی درِ بد مخمور پہر
 بجز دشمن نہ پایا دوست کوئی اس مانی میں
 تری قابلِ نظر آیا نہ اسی گل کوئی ہی گہوڑا
 تصویر میں قدِ لدا کی جاؤں گلشن کو
 ہر دمِ تاجا می تیرا سبزِ خطِ زخمِ دل میرا
 محبِ ملبوسِ چہرے کی پہنائی کو لاتی میں
 قدِ موزوں سے نسبتِ گلشن کو اگر دیکھا
 ہم قاتلِ ہوشی ہیں گریبانِ ح کا پیارا
 درِ گلشن پہچہ گرا لیکو کیوں ای جان کا
 اگر تنگی میں غنچہ ہو جانِ یار کی صورت

شمعِ غنچہ دل ہو تو گل سی خار پیدا ہو
 لبوں سے ہم لون میں گریبِ فوار پیدا ہو
 عوضِ نرگس کی فوارِ چشم کو ہر بار پیدا ہو
 مراد آئی الہی خانہِ خار پیدا ہو
 نئی دنیا جو پیدا ہو تو شاید یا پیدا ہو
 محبتِ گر صبا ہو تو ترار ہو یا پیدا ہو
 ہرکِ سرِ چین سے میری خاطر داری پیدا ہو
 نہ مریم کی لپی آفاق میں نگار پیدا ہو
 چہون جا کر جو کوئی دامنِ کھار پیدا ہو
 کہاں گفتار اوس میں اور یہ فقار پیدا ہو
 بدنِ پتخ سی گریزِ خمدِ انداز پیدا ہو
 لڑاؤں لختِ دل جساؤں میں گلزار پیدا ہو
 دامنِ غنچہ سی کیسی کہاں گفتار پیدا ہو

<p> لہو تہو کی جلی تپ میں دینا عشق بندی کو زمین پر گر تیری لفسیہ کا سایہ پڑ جائے پڑا پڑا ہونے کو خاک میں کچھ چون میں برسوں کا الہی سل ہو تو ہو پر نہ یہہ آزار پیدا ہو مری مری سنی کو اوس سانی سی نور مار پیدا ہو لپٹ جاؤں گا بونسی جو وہ اسوار پیدا ہو </p>	<p> لہو تہو کی جلی تپ میں دینا عشق بندی کو زمین پر گر تیری لفسیہ کا سایہ پڑ جائے پڑا پڑا ہونے کو خاک میں کچھ چون میں برسوں کا </p>
--	--

قبول اس میں کیا انقلابِ خردن کہا

جو بیدین پیدا ہوں تو اک دیندار پیدا ہو

<p> لیا شکر گان جان لی نشانہ بی سب کو گدورت کے بر موی ہن جات لہو ناک عالم زلزلہ خام شادی کا تصوہی نگاہوں میں چلوں آنکھوں کی گرداؤ ہو کچھ پای شکر گان کی ہر اک کو کیوں کائی تھا و نہیں یوانہ نامی ستم چہر چو پی در پی بہت سفاک کرتا ہی بنار لفسیہ یار سی ظلمات گہر سیرا غذا می غم جہان میں تپ تپ پلائی سی مٹی ہی </p>	<p> لہو تہو کی جلی تپ میں دینا عشق بندی کو زمین پر گر تیری لفسیہ کا سایہ پڑ جائے پڑا پڑا ہونے کو خاک میں کچھ چون میں برسوں کا الہی سل ہو تو ہو پر نہ یہہ آزار پیدا ہو مری مری سنی کو اوس سانی سی نور مار پیدا ہو لپٹ جاؤں گا بونسی جو وہ اسوار پیدا ہو </p>
---	--

تریخت میں پانی ہو کی بہا ہی لہو تن	لیں تیا ہی بانان مشک از رخِ محب کو
اکڑتا ہی عبث ہر بات میری بی تکلف ہے	تو امی مکار سکہ لادی سخن ساز کا دھب کو
درو دیوار آئینہ بین تیری دی روشن	نظر آتا ہی شہر لکھنؤ شہرِ محب کو
خزان میں نالہ بیل سی گویا تیر گنتی میں	تنگریا غنسی ندان میں پہچان گل کو

بقول اسکا عجیبی گروہ سایہ فگن
بجالی آفتابِ حشری مہرِ محب کو

ہوسہ کیونکر ملی اوس غنچہ دہن بھی ہو	آشنائی نہیں مطلب کی سخن بھی ہو
ومی بصارت ہی اچان پہن بیان فی	نہ لکری تری شکو نہ وہن بھی ہو
باغِ عالم میں کئی بدیہی نہ اپنا ہوگا	خار بھی کئی ملی گانہ چمن بھی ہو
بار بار دل شکنی کی ہی مگر و انصیب	وہی الفت ہی بُتِ عہد شکن بھی ہو
رسِ لفت کی لفت جو بڑھی کیا حال	نہ ملا آبِ کہی چاہِ ذوق بھی ہو
وہن اپنا نہ دکھا خیر گریات تو کر	سمجھہ ای جان تو اربابِ سخن بھی ہو
دہن تنگ کا ہی عشق کمر کی لفت	رہط کیونکر نہ بڑھی کاہش تن بھی ہو

و شتی چشم فوساز کی مہانی ہے
 لندی نگ کی کیوں یاد دلائی ہو با
 ہوسہ حال سیاہ لب رنگین بخشا
 داغ دکھلائی ہیں عادل کو چہاؤ نہ بد
 یاد آئی لب شیریں صنم زلفون میں
 خط جو کٹھا خط جانان کا تصور آیا
 الفت چشمی زلفون میں گرفتار کیا
 جوہن کرتی ہیں ثابت بدلائل تیرا
 خار مرگان کی جگہ کیوں نہ کہیں آنکھوں پہ
 وہن یار کا ہی عشق ہیں امی گلچین
 عشق قامت میں کیا کرتی ہیں عزم و
 احمی ابن ظلم جو کچھ ہمہ کیا تو لی کیا
 حبیبی الفت تری آنکھوں کی موہی امی صیفا

لپسی آئین میں ہر دشت ختن سی ہو
 لیون نکلواتی ہو جھٹ کے چمن سی ہو
 بات کی الٹی دیا شک میں سی ہو
 آخر اک روز نکلتا ہی کفن سی ہو
 پہلی مصرعین تفت دیدر ختن سی ہو
 زلف یاد آگئی نامی کی شکن سی ہو
 باندہ لائی ہیں پہنہ و ترک رس سی ہو
 گفتگو کرنی ہی اون اہل سخن سی ہو
 دشت میں کہنچ کی لائی پہن وطن سی ہو
 کام کیا غنچہ نسرين و سن سی ہو
 کام بندش سنی بندش کی سخن سی ہو
 گوئی شکوہ نہیں اس چرخ کہن سی ہو
 سہمی حشت ہی ہن کو تو ہرن سی ہو

عشق آخر کو نکالی گا وطن سی ہر کو	حسن گہری تھی باہر نہ نکلی دی گا
بانہ لین صوٹ آئیں رسن نہیں ہو	اہل دنیا سی اگر صاف ہوں ہم دیوانہ
لیا خجالت ہوئی ہی ترنگن نہیں ہو	ہینچا اوس کئی پرل نی پھوڑا بیکان
جام جھون نی دی نھر لبں سی ہر کو	تشنہ صبحان جو گئی جنت میں
یہ نہ آئند ہی اعضا می بدن سی ہر کو	جزوق ہوگی دعا دینگی نصیفی میں ہمیں

محبتِ حضرت سلطان کا اثر ہے قبول

دو مضمون ملی استلیم سخن سی ہر کو

خمار ہی کوئی جام شراب دو محبو	نہ صاف پہنچا دم جواب دو محبو
دکھائی وصل کی شب آفتاب دو محبو	نکھرئی کو جو رکھا اوسنی آئینہ آگے
خدا جو حکم کر دی گا حساب دو محبو	بیان کروں گا تری ظلم حساب آستے
گرم نی اوسکے دکھائی شراب دو محبو	ملا جوہ تو ہوا پھر جوان پیری سے
نہ اب یہ پیر نہی سیر سی عذاب دو محبو	عبث مراد دل شوریں پیری مٹی ہو
وہ چاہیں آئیں نہ آئیں شراب دو محبو	فراق مئی نی مری جان لی اب اوسنی سوا

<p> کر وہ حیف ہی لکین اپنی وحشی کے جفا ہی مجھ پہ تھاری فارقیت ہی ہے بلا تین دیکھیں مین سو یا تھا یا دیکھو مین جو بوسہ دیتی ہو تو دوسری کی نفی کا دوسری کی نگلی وہ مضمون جن پہ دل پہلی سفید بال ہی اب میری منہ پہ منشی تمہاری غنچہ لبی سی دل اب تو تگ آیا مین او سکی دل سی گرا غیر نام پر پوچھا کہیں کب پر نہ رہی گا جو تم نہ رکھو گے بہار عمر مین تھا عشق ضعف پیری اب یہ خواب دیکھا ہی یا قوت مین چا تا ہوں اسی ہوس مین ہی قاتل مر اہو پانے </p>	<p> مصیبت و قلق و اضطراب دو محبو بلا ہی اک دل وحشی عذاب دو محبو بہت حسین ہو تغیر خواب دو محبو کتابی چہری سی یہ انتخاب دو محبو زبان شہہ مین جو دیکر لعاب دو محبو مٹاؤں جہر مین ایسا خضاب دو محبو سوال بوسہ لب کا جواب دو محبو دکھاتی چرخ نی یہ انقلاب دو محبو نہ اب مراد دل خانہ خراب دو محبو پسند آئی گلستان مین باب دو محبو تم اپنی ہونٹوں سی تغیر خواب دو محبو زبان تیغ سی سنتا ہوں آب دو محبو </p>
---	--

جواب سوچنی ہو تم کیا سوال محشر کا

قبول بات کا میری جواب دو مجھ کو

چہرہ او ششخ کا واعظ کو دکھائی دے	وعظ پر بھولا ہی دیکھو بھلا لینی دو
ایسا چپ ہو گا کہ اچان نہ بولو گا کہی	اپنی کوچی میں بھی شور مچا لینی دو
نیزون ہٹ جائیگا خورشید دکھاؤ گا جو	حشر کی روز سوانیزی پر آ لینی دو
چستی جسم مراد میں دل کمنہتی ہے	نہ ہٹو گو دین ای تنگ قبائلی دو
زندگی رگ ہی یارو نہ بچاؤ مجھ کو	وہ ستم جان جولی بہر خدائینی دو
نغمہ خالی میں اسی بند کرو اسی رندو	محاسب کو درحینا تک آ لینی دو
صبح آپہونچی چلی رات ذرا سنبھلے کھو	چہرے سیلف پریشان کو ہٹا لینی دو
دم نکل جانی سی بالکل نہ ہی گا سو دا	فصلی ہی تو لہو حد سی سو آ لینی دو
نوبت نامستی منعم کی ہی آپہونچی گی	اور دو دن اسی نقارہ بجا لینی دو
ناصحو تم بھی سبھا تیلو لیکن ٹھہرو	عشق جانان دل نا فہم سی جا لینی دو
ہمد مٹول جو دیا یار کو او سکے بدلی	یار سی درد و الم رنج و بلا لینی دو
دل میں ہو آٹھ پہر اوزبان پر ہرزل	اسی ہٹو کو فی قوم نام حسد لینی دو

عشق کا دین ادا ہو گا کشن کی سبب	جان لیتی ہی اگر او کی او اسے لینے دو
یار آغوش میں آیا ہی کسارہ کر جاؤ	بوسہ لب بھی اسی تم دیا لینے دو
چہو کر بھوک تم اغیار سی کیوں ملتی ہو	بیو فاسب ہیں انہیں نام فاسے لینے دو
مرنی دیکانہ بھی ہجر کہ جلتا ہی رہو	عجک و حسرت نہ رہی ہر کجی لینے دو
ایسی ضد ہی اوستی غیر کا جس وقت بڑا	مین پکارا کہ نہ لی بوسہ کہا لینے دو
مرض عشق نہ اوستی بھی کہی حب ایٹکا	تم سیجا کو فقط نام شفا لینے دو

سنع کیون کرتی ہو تم حسن سپی کو قبول

چار دن عشق جوانی کا نہ اسے لینے دو

نہ رہوں تنگ جو اس گل کا دین پیدا ہو	بوسہ لب کی لپی راو سخن پیدا ہو
دشت غربت حسن بن ملک عدم دکھلا د	اب غریب الوطنی جامی ملن پیدا ہو
اشک سخن کرتی ہیں پلکوں سی می گل ہو کر	عشق اگر چاہی تو خاؤن سی چمن پیدا ہو
دل کچی پر کبھی احباب سی آیا نہ مرا	آئینی میں نہیں ممکن کہ شکن پیدا ہو
دل ملی ملی ہو سن اگر جلوہ د	شمع روشن ہو تو کیونکر نہ لگن پیدا ہو

آبرو حال سی پاپی سل شوشت	لیا عجب دُر کی پتی سی جو عدن پیدا
آتشِ خشن سی محبوب کی اپنی دہ بلا	خاک اگر چہ پانی نل کی تو دشمن پیدا
بوی گل تیری سراپا سی چلی آتی ہے	لیا عجب سامی سی جو بوی سن پیدا
مرو ناروح اولٹ کر جو نقاب تن ہو	حورِ بخائی نگاہوں مین دوہن پیدا
کہلی بندہ بن پیری کی تی بند ہی ہاک اسی	زلف بل پر اگر آجانی رسن پیدا
فاتحہ کو وہ مسیح آیا نکل کر لپٹوں	کاش نباش ایسی لینی کو کفن پیدا
نہ کہیں مشک اگر غور سی فیکہیں ہینا	ہر شکن سی تی امی زلف ختن پیدا
انقلاب کو کوئی نہ کہلاتا ہی بغض شد	جھکو ہو عشق قیہ کو جلن پیدا
ہوسہ لینی کو جو ملت انہیں چکونہ ملی	ڈوب لی کو مری چاہ دہن پیدا
اکہنہ کہلاتی اگر دشت غزالا کو دہ شوخ	سیکڑون کو سن تاک اوسین ہرن پیدا

وہ دعاسی ہوئی ہوسی پہ ضامنہ قبول

اب خدا سی یہہ عاہی کہ دہن پیدا

جان تن اکہنہ دل کلیجا ہو

لیا یہہ عاشق کہی کہ تم کیا ہو

پس میری وہ برق بیٹھا ہو	ابر ساقی شراب دریا ہو
قتل کرنی لگو تو ہو چنگیز	جب جلایے لگو سیاحا ہو
ایک سی ایک خبر وہی خوب	ایک دل ہی پہلا پہ کسا ہو
سہم ہو ہی خلق کے مگر اپنا	دیکھی ایک ہی نہ ہو یا ہو
جان لیگی وصال کی لذت	ہجر کی صبح ہی نہ ہو یا ہو
اگ دل میں پڑی پڑکتی ہے	عشق پھر کس طرح نہ پٹکا ہو
تم لگاوٹ کرو تو جان کہان	میں نہیں چاہتا کہ تم چاہو
تشنہ لب سحر سے نہ غرق کرو	امی بتو حسن میں جو دریا ہو
ایک ہن میں پیش چشم وحدت میں	پہول ہو حنا رہو کہ پٹا ہو
قد و لحسپ کی رقم ہن وصف	ٹیون غزل کا نہ رتبہ بالا ہو
اشک نخلین کہیں نہ اکھو سنے	دیکھنا راز دل نہ فشا ہو
قد موزون یا رجب دیکھے	سرو موزون باغ دھما ہو
حسن سے عشق کا ظہور ہوا	نور سے نار کیون نہ پیدا ہو

دیکھئے نطنام کیسا ہو ای صنم عشق میں زلیخا ہو نامہ ہر چاہیے کہ غفتا ہو	وحشیوں کی ہمیں ملی شایہ ماہ کفان جو دیکھے تجھ کو میں اگر بی نشان خط لکھوں
	شعر کا شوق ہی تہین تو قبول نظم میں نطنام ایسا ہو
	ردیف لہار
غم دل کی ساتھ داغ رہا یہ جگر کی ساتھ میر اکفن قضا لپی آئی تھر کی ساتھ راتوں کو باتیں کرتا ہوں یوں دور کی ساتھ نسبت گز نہیں رگ گل کو کر کی ساتھ ساری حسین پہرتی ہیں میری نظر کی ساتھ جس خونی فی نفع دیا ہی ضرر کی ساتھ ناسور ہی مدام ہی داغ جگر کی ساتھ	اک شب سوی چین سی ہم اوش کی تہ میں ہی گزر گیا جوین گدزی شبِ سال بہلا می کس سی دل کو یہ وحشی کان میں تشبیہ گل کو تجھی اگر دون تو خیر ہی پایا یہ جذب حسن پرستی میں آنکھ نہ لی مارنجی ششی کی جان گئی جب ملا وہ گل کا تجب جگر کا داغ ہی جیسی اوشی طرح

موقوف ہی اوسی دست در انداز پر قضا	میری نہ کچھ چلی گی قصہ او قد کی ساتھ
مژدہ سنا جو یار کی آنی کا اپنے گھر	اپنی خبر سے ہی نہ میں اس خبر کی ساتھ
شوق وصالِ یار میری سر کی تھک	لیونکر نہ اُنس مچ بھی اس دُسر کی ساتھ
یوں جلوں گر ہی پشت لب یار پر عرق	شبنم کی قطری جیسی ہن گلبرگِ تر کی ساتھ
جب آیا خط تو بوسہ سیبِ دقن ملا	ہیہات ہمیں خار ہی پامی ثمر کی ساتھ
اوسکی سنہری رنگ کا ایسا بھی ہنس	الفت جیسی طالبِ نیا کو زر کی ساتھ
جب کہنہ چاہوں میں شبِ باران میں آگم	جلِ حل کی جگنو کرنی میں ہر ہر شکر کی ساتھ

دل پاں پاں ہیں نہیں حاصل کچھ امی قبول
اکسیر ساز پرتی ہیں اوس سیمبر کی ساتھ

ہی نتیجہ جو میری فہن رسا کا تازہ	آپ مضمون چلی آتی ہیں تازا تازہ
تازہ مضمون سوچ بھی کہتا ہی وہ شوخ	دل جو دو ہلکے ہو جائی کلیجہ تازہ
چلو ان جہاں بچیت اور نہ نکلی گا کوئی	الفت زلف کر سی گی بدن ایسا تازہ
قیس و فرید کا پیر نہ کر اسی خضر جنون	گوں تازہ کوئی دکھلا کوئی صحرا تازہ

اپنی تصویر مصوصی وہ کچھاتی ہیں
 دور رہنا میری گلزار سی فیصل صابر
 وصل کو توئی جو ترسیا بہت سی بہت
 کیون لہو لگی مرہونہ بہہو کا وہ شوخ
 دو دو خط گرد دین بند کی نہ کیونکر کھلی
 جیسا تازہ ہی تر اسب فتنائی بہت
 ہی ہمیشہ شجر قامت جانان سربز
 خط ہی رخ پر کبھی کیا نہیں گل پر سبز
 نمی غم خانِ فلک میں ہیں می حسی کی
 غم نو دیکھی بھی کہت ہی یہ چرخ کھن
 وعظ کو آیتا خود دست ہوامی پی کر
 اجرتِ قتل کا طالب ہی وہ قاتل ہی
 خط سبز او سکا بھی آیا ہی یاد ای جراح

اور کلام می مثنوی کو یہ نقش تازہ
 گلِ مرغِ دل دیوانہ نکر تازہ
 ہمیں معشوق کیا اکبت ترسا تازہ
 میری قتل نی نکلا ہی یہ غارتازہ
 دمدم ہی ہن یار کا حُسن تازہ
 ہو گا ایسا نہ ولایت میں ہی میوا تازہ
 گلِ رخِ آن ہی ہر کان کا پتا تازہ
 پھول تازہ نظر آبا بھی سبز تازہ
 کہا ناہرِ صبح پہنچ جاتا ہی تازہ
 باسی کہا نا بھی دیا ہی مزایا تازہ
 آج رزون نی پہنسا ہی یہ ملا تازہ
 یہ ستم تازہ ہی محشر میں یہ عوا تازہ
 زخمِ دل کرا ہی زنگار کا پہا تازہ

سامی ہی نظر آتا نہیں لیکن ہر کو	دہن یا لفظ آہا ہی غمت تازہ
مرد و ابرو و زلف ستم ایجاد نہیں	تیر تازہ ہی کان تازہ ہی چلا تازہ

اسی بقول آج ملی ہی تھی بھی تازہ نہیں

نہ شکستہ ہو تو مضمون بند ہی کیا تازہ

جیسی جی شکل اگر مجھ کو نہ دکھلائی تھی وہ	خاک پھر بعد فنا قبر پہ ہی آئی تھی وہ
وصل اور میر سے کجا تو نہیں کی غم سیا	میں تعشلی سی لپٹ جاؤنگا جل جائیگی وہ
روح پہلی ہی بچ جائیگی اس دہر کی سے	لاشہ اوٹھیگا مراد سی جو اٹھو آئیگی وہ
چاپلوسی نہ چلیگی طلب وصل میں کچھ	میں بناؤنگا جو باتیں تو بگڑ جائیگی وہ
ہونگی ہم سیدہ پیر شک سی تیرینی قریب	تیراوس ترک کا ہم کہا تھیگی مر جائیگی وہ
صبح وقت کی تصویر میں بچ جائیگی روح	اپنا چہرہ جو شب وصل میں دکھلائیگی وہ

خون ناحق وہ عبت غصی میں کہتی بقول

کہ چکین گی جو جھپٹ تل تو پچائیں گی وہ

گل سواپن رخ تری ای نگار تہا	دلہلا تین کیون نہ مجھ کو چین کی بہار تہا
-----------------------------	--

دو جان جابی ستر آئینہ من گان کی سیل کی	لڑ آئی پای یار کامیری غبار ہما
مجھ سے چار ہو تو زبردست وہ نہ ہو	جانا نہیں قیس پیر کو کی چار ہما
لشعلہ روسی لہنی کی حسرت ہی رات بول	پھیلائی ہی چمن میں جو اپنی چار ہما
ای منہ غور سخاوت نہ چاہیے	دو ہاتھ میں تہاری خدا کی ہزار ہما
دنیا میں ہاتھ پھیلتی ہیں پیسے کے لپی	سائل کو اور کی لی کرتی ہیں خوار ہما
تیری حنائی ہاتھ کی مچھلی اسیر	بی ام حشرن کی آیا شکار ہما
اب صرف مشق قطعہ گلزار ہی ہ گل	بالیدہ شاخ گل سی قلم ہی ہزار ہما
جیب النسی پٹ سکانہ وہ راہ و فاحلی	بی کار میری پاؤں ہیں بی اعتبار ہما
جاتا ہی مجھ سے کر کی جو دین سال کا	سچ ہی تو میری ہاتھ پر اچان ہما

اوس میں شانہ کرتا ہا میں تہا م کر جین
ابے قبول ملتا ہوں لیل ہما

دی جاتا ہی وقت میں تیغ جگر ام	تو آنکھوں میں پرتا ہی جب آتا ہی نظر ماہ
اوس ماہ کو شخون ہی جو عشاق کا منظور	مریخ تو ہی تیغ لپی اور سپر ماہ

ہر روز ترقی پہ ترانور ہی ایسے بد	اگر دون پہ چمکتا ہی فقط چار پہ ماہ
عاشق شمع پر نور کا تیری جو ہو ہے	ہر شب تھی آگ کی دکھاتا ہی جسک ماہ
موتی بدن یار سب نے خط شاعی	سب نے فلک نور ہی دل چھر بگڑا
ای شاہ حسینان یہ ہو تجھی مقابل	تو حکم جو نہ لاتی تو ہو شہر براہ
آنکھوں میں می نور سایا ہی تجھ	آیا نہ شب چار دم میں ہی نظر ماہ
وہ چرخ بہن کرنا نہ پھر جانا فلک پہ	اک رات تری کوچی میں کرنا جو گز ماہ
تو ایسا پری نور کہ خورشید ہی ہو	جام اپنا تری سانی لی آئی اگر ماہ
ہر شہر سیا بان میں تجس ہی سحرک	پاتا نہیں اور چاند کی ٹکڑی کو گر ماہ

عبارت میں کیونکر قبول ایک سنی بھی

انگلی سی جو دو ٹکڑی کری خیر بشر ماہ

ردیف الیاسے

آتش عشق سی کیونکر دل مصطفیٰ نکلے	موت ہے آگ سی باہر جو سمندر نکلے
دم نکلتا ہی جس ہی می داور نکلے	پیشتر جان سی شاک کا خنجر نکلے

گہری بی بال و پری میں بھی ایام بہار	جب خزان باغ میں آئی تو مری پر نکلی
پھر کی دیکھا نہ مری گل بی گرفتار و نکو	دم بہارہ دن کی تہ دام پھر ک کر نکلی
پاون کی کاٹی تو سوزن سی نکل سکتی ہیں	خار غم دل میں چھپا ہو تو وہ کیونکر نکلی
اوسکی کوچی میں قیون بی شہر فی ندیا	سیکڑ و تین تین کچھن سیکڑون خنجر نکلی
چمکی پھر سینی کی داغ اتنا نہ کہہ ایدل	شکر کی جاسی شب ہجر نین تہ نکلی
ہلنی دیتا نہیں ضعف او چلی فصل بہار	سیر کو روح مری سینی سی باہر نکلی
کہیں شہر ماکہ وہ گھرسی نہ نکالی باہر	دیکھہ امی چشم کہیں اشک نہ باہر نکلی
دیکھی گروچ دہن میں دُر و دندان یی	شرم کہا کہ نہ بھی سیپ سی گوہر نکلی
سید ہی صحرا کو چلی یاد ہوئی مجنون کی	گھرسی طفلی میں جو ہم طوق پہن کر نکلی
یاد میں عارض روشن کی بھی ہوشکین	جلد ہو صبح کہیں مہر منور نکلی
سر جگائی ہوئی دروازہ میں بیٹھا ہوا	یا خدا تیغ بکف جلد تگر نکلی

چشم انصاف سی کی جبکہ نظر میں قبول
ایک ہی شکل پہ محتاج و تو نگہ نکلی

یون مہر ہی تری رخ انور کی سامنی	ہو جیسی ماہ مہر منور کی سامنی
آئینہ زرد ہی رخ انور کی سامنی	عینہ چل ہی زلف معنہ کی سامنی
جبھی کہ تیری عارض انور پہ کی نظر	آئینہ ہی سیاہ سکنہ کی سامنی
فوراً گداز ہو کی بہا ہی مثال برف	جب آہ گرم کہنچی ہی پتھر کی سامنی
جب تک نہ مین گردن مرا ثنا محال ہی	دیوار بنگیا ہون تری در کی سامنی
خود او کی سر پہ تاج کا مین بیکتا ہون بہ	کیا خبر بھکاؤن صاحبِ فسر کی سامنی
نامہ تو یہ تھا ہون مگر اسی مجھی یقین	پہاڑی گا او سکویا رکھو تری سامنی
مطلب جو او سنی پوچھا تو آنسو بہا دی	کچھ کہہ سکا نہ شرم سی لبر کی سامنی
تہا ایک نقد دل سودہ خون کی بہہ گیا	کیا نذر لیکے جاؤں گا دلبر کی سامنی
تیری طرح نہ وہ بھی سیکے گلہ ملا	کیا کیا گلی کٹی تری خنجر کی سامنی
دوزخ شر ہی سینہ سوزان کی دوبر	طوفان قطرہ ہی مژدہ تری سامنی
تصویر یا کہنچی ہی اور دیکھتا ہوں مین	ششدر ہی ایک ششدر کی سامنی
باعث مری حیات کا ہی وصلِ شعلہ رو	آتش ہی آبِ خضر سمندر کی سامنی

ایسے ہی متبول شرابِ ظہور کے

پیاسا جو جاؤں ساتی کوثر کی سامنی

دُن کو دُن شب کو شبِ تاریلی پہرتی ہی	الفتِ کامل و رخساریلی پہرتی ہی
کسی دامن کی لیلی خاریلی پہرتی ہی	روح میرا جو تنِ زاریلی پہرتی ہی
گردشِ نگرِں بیماریلی پہرتی ہی	مجھہ میں طاقت یہہ کہاں کی پہرتی ہی
کیون مری ٹھون کا باریلی پہرتی ہی	مجھکو اوس چہ میں پہونچا کی نگل جالی روح
جستجوئی کمرِ یارِ لیے پہرتی ہی	گہہ سو ملکِ عدم گہہ طرفِ ملکِ جو د
ہوسِ مریمِ زنگارِ لیلی پہرتی ہی	سبزہ رنگون کی کیا دل کو سراپا زخمی
اوسکی الفتِ سرِ بازِ لیلی پہرتی ہی	بدفِ سنگ جو کرنا ہی تو کر لین اطفال
شیرہ ہی وہ شبِ تاریلی پہرتی ہی	دُن اوس مہر کی جلدی سی قیثبِ نای
کو کو الفتِ زنا ریلی پہرتی ہی	دیکھی ہی تہو ہون کس طفلِ برین کا سکار
وہو پ میں خواہشِ دیدارِ لیلی پہرتی ہی	جستجو کرنی میں مہر کی میں مہر گرم
تو گر بیان کی ابھی تاریلی پہرتی ہی	سی صبا چاک جگر ہی ہو مجھہ وحشی کا

کوئی گلرو نہ خریدی گامری نخت جگر	چشم تر کیوں سر باز لپی پھرتی ہی
کیا خبر مرغ گرفتار کی پوچھدین صبا	بال و پرد و شپہ دو چار لپی پھرتی ہی
روز و شب ایک ہی آنکھوں میں دنیا تار یک	الفت کا کل خمدار لپی پھرتی ہی
کہیں لیجا بھی شد کہ اب بخت دل	کو بکو در بدر ای یار لپی پھرتی ہی
ایک گل باد خزان نی چین میں چھوڑا	دماغ دل لبس گلزار لپی پھرتی ہی
بحسب طرف نکلا او دھر دیکھی قلیت پیا	شو محشر تری رفتار لپی پھرتی ہی

سرکٹی پر ہی ہوئی ہم نہ سبکار قبول

روح بار غم دلدار لپی پھرتی ہے

عین ہشیاری ہی بیہوشی یہ مجھ آؤ کی	خود فراموشی نشانی ہی ہتھاری یاد کی
سچ و غم دیتی ہی مجھ کو خودی ہم تراؤ کی	جب خوشی بھولی اسی اپنی خدا کی یاد کی
روح تڑپنی قالب خاکی میں آنی کو بہت	جب عدم میں تیغ عریان یاد کی جلاؤ کی
سیرت ہی بت پڑہ گزاری صبا کی طر حسی	تو سن جاناں فی ہشی ہی مری برباد کی
ہر بن ہوئی لہو جاری ہی مرگان کیلک	اس جگہ ہی آب پانی نشر فصاؤ کی

سخت جانی کی می گزیندی جو ہر کھل گئی	تیغ خانہ ساز قاتل بن گئی فولاد کی
زلت فی سبیل کو گلشن میں پریشان کر دیا	کہوئی سوز و غم قد دلہ ارئی شمشاد کی
ہند میں پر یان پڑی پہرتی جو میں ہوا نہ ار	قات تک پہنچی ہی شہر حیاتِ مومِ ادا کی
دخترِ زکو کی سستی میں جب سنی خراب	محتجب سے میفرود شون فی مری فریاد کی
کوہ کندن کہہ بر آوردن کی معنی تین ہی	جان شیریں کس شقت سی گئی فراد کی
سخت جانوں سی پڑا ہی اس قدر پیلا سی	چلتی چلتی تیغ آری ہو گئی جلا د کی
اوس صنم کو داستانِ سننی سی نفرت ہو گئی	قصہ خوان فی گوشِ حبیبی سی روداد کی
عشق فی بروئی کتابی کا دیباچی لکھو دیں	ہی توجہ د مبدم شاگردِ استاد کی

وصل کا سامان ہی آمد ہی اوکی ای قبول

وی رہا ہی دل صد امجد کو مبارکباد کی

جائی کا میراجنوں میں لہکی چوٹی آگ ہے	تصفیہ ہوگا لہو کا شربتِ عتاب ہے
کیا نزاکت اوکی لکھی جای مجھ بہ تیاب ہے	جسکی تن میں فرشِ مخمل نشان ہوتا ہے
سرو مان ہوئی میں غم اور جسم سی اہجاء ہے	تیغ ابرو کو کہی نسبت ندون محراب ہے

حال میری سینہ سوزاں کج مجھ سی گھلا	بیقراری دل کی ظاہر ہو گئی سیما ہے
راحت دل و دہی حبیبی ہی قربِ شمعان	غم کی نزدیکی ہوئی ہی دُوری احباب ہے
سوہ یا قوت سی صف لبِ جانان لکھا	وصفِ انتون کا لکھا ہی متیون کی آب ہے
راز پوشی حیف عالی ہمتون میں نہیں	حال کہل جاتا ہی سبک چادرِ مہتاب ہے
نالہ و زاری میں ہوتا ہوں ہمیشہ خرچ ہی	ای فلک عالم مرا ہی کم نہیں دُلاب ہے
ہو گئی چشمِ قصور یادِ دندان میں صدف	اشک ہی ہنسک میں گوب ہر نایاب ہے
حسرتِ دیدارِ دلبرِ حشر تک ہی ناصحا	دیدہ بیدار کیونکر آشنا ہو جی آب ہے
ساقیا کیا تیغِ ابرو کا پڑسا میں عکس	کت گیا سیرا جگر موجِ شرابِ تاب ہے
نرم نخل سی زیادہ ہی شکمِ اوس خور کا	ناز کی میں بڑ گیا موسیٰ بیان ہی حباب ہے
اشک کی قطرِ ن سی نی میں نکلتی ہیں شرر	ای صنم پیدا یہاں ہوتی ہی آتشِ آب ہے
غرقِ بحرِ عشق چکر کہا کی اک عالم ہوا	کو نہ تاثیر اک تھا نکلا جو اس گرد آب ہے

مہر میں یون ہی ضیاءِ دئی علی سی متعل

ماہ میں ہی نورِ حبیبی مہرِ عالم تاب ہے

مقتل سی تو جو سر کو مری کاٹ کر پھری
 لی لی کی میری نامی کبوتر بہت گئی
 اللہ ری جوش اشک کہ دریا بہا دے
 پہرنا دہر نہ حضرت دل رپاس سی
 میری طرف سی نامہ کبوتر جو لی گیا
 اللہ ری ناز کی کہ دھننگ ہو کبود
 تیرنگاہ صید کو چو کی محال ہے
 کیا جان سنی آئی چوان کی سمت سے
 دوزخ سی منہ نہ ٹھوی مری آہ تشن
 تقدیر پھر گئی ہی کہ فرقت ہوئی نصیب
 گردش ہی ل کو سینی میں یں ناری جری
 تو خود بھی شہید کری یہ کہاں نصیب
 فرقت میں اشک کا جو سمندر بہاؤں میں

تن پاؤں پر شمار ہو سر گرد سر پھری
 گردان ہو گئی نہ ادو دہری ادھر پھری
 جس جس طرف کو پشت میں ہم چشم تر پھری
 سینی میں اب جگہ نہ ملی گی اگر پھری
 دوش صبا پہ یار کی جانب سی پر پھری
 گرد دست و ہم ہی تری خسار پر پھری
 وہ بھی خطا کری جو قضا و قدر پھری
 کیا وجہ ہی جو حضرت دل تم ادھر پھری
 طوفان سی کہی نہ مری چشم تر پھری
 پھری تہاری گرد و مقدر اگر پھری
 آتش پہ جس طرح سی گتھالی میں پھری
 پھر جای دہر تیغ اگر حلق پر پھری
 رتا ہوا جہاز کی مانند گھر پھری

<p>یارت ایک یار کی مہربانی بھری سائی کی طرح ساتھ ہی آئوں پہر بھری ہر رندست شہر میں اب بخاطر بھری اپنی بہو دن کو تان کی جب تم او دہر بھری کیونکہ نہ مردنی رخ بیمار پر بھری پتھر سی لعل اور صدف سی گہر بھری تو کب ملا جو شہر میں ہم در بدر بھری</p>	<p>ساتون برسین ساتون فلک خلاف ہوں صحرایں بھی فریق ہی حضرت جنوں بخود ہوا ہی دیکھ کی ساتی کو محتب تلوارین چل گئیں دل غمدیدہ پر ادھر جب ہی جواب شہریت دیداری مسج دندان لب کی ہوم ہی سب یوں دہر بھری مجنون پہر جو دشت میں لیلی کہان ملی</p>
<p>دہو ہاتھ چشمہ لب جانان سی اسی قبول سو خضر کی خشک لب رف چشم تر بھری</p>	
<p>شیشہ پھر کسکی لیلی اور جام کسکی واسطی ای دل دیوانہ پھر آرام کسکی واسطی حیف ہی ہم ہو گئی بدنام کسکی واسطی پھر تو ای صیاد لایا دام کسکی واسطی</p>	<p>بھڑین ای گل جی گلغام کسکی واسطی دو درج صورت میں ہو پہلوئی ہ آرام جان نگدل نا آشنا قاتل سنگریو فا بلبلین مت سی مین ام رگ گل مین ایہ</p>

عشقِ چشمِ باری نمی ممکن نہیں تر ہو دماغ	اسی طبعِ سیور و عن بادام کسکی واسطی
بھر شہرت چاکل دل اوسنی کی مثل نگین	دیکھنا زخمی ہی کون ز نام کسکی واسطی
اور طائر کیا کوئی پہنچی کو ہی اس امین	ختم ہوئی ہی زلفِ عنبرِ خام کسکی واسطی
جلد اگر لاتی مری خط کا جواب ای نہ بر	نقدِ جان سنی میں ہی انعام کسکی واسطی
واعظو آغاز بدگوئی کبیرہ ہی گناہ	دیکھیں ہوتا ہی بخیر انجام کسکی واسطی
زلف دیکھو ہی سیاہی کفر کی اس لامین	پیچ میں آجالی اسلام کسکی واسطی

تم کہان اور یارِ بدخوسی کہان وصل ای قبول
کر رہی ہو یہ خیالِ خام کسکی واسطی

کچھ تو تاثیر کری سربانی میری	کیا کروں میں نہیں سنتا وہ کہانی میری
کوئی کہتا ہی مرا حال کوئی سنتا ہی	عشقِ جانان میں ہی مشہور کہانی میری
خون عاشق کا ہی دہونی سہی تی چہنتا ہی	رہ گئی خنجرِ قاتل میں نشانی میری
بحرِ ہستی میں جابِ لبِ ہون لاریب	ہی فنا ساسنی بنیادی فانی میری
آہ کی تیر تیری سنی سی کیا کیا گزری	وکی ہی ای ترکِ فلک سخت کمانی میری

پانی کوچی میں جبکہ دی نہ بھی مہر فنا	جان لی تھی مگر دست درخانی میری
بہی لکھہ بیجو کہ خط بیجا منظور نہیں	قاصد اکھو یہ سپہ پیغام زبانی میری
عشق لی گہیر لیا سن شباب آتی ہی	کٹ کئی آگ کی شعلوں میں جوانی میری
بسکہ کوہ غم فرقت کی تلی ب کی مولا	کوہ ہی ہی سوا لاش لٹھانی میری
حوض پُراب کی موت ہوئی اک پل میں قبر	مر گیا پر نہ گئی اشک نشانی میری
سیر شحرور کی صفائی علی و کشتی میں	تیغ ہی اونکی لپی سیف بانی میری

نہ کیا فوج نہ آزاد کیا محکوم قبول
ایک ہی بات نہ نصیت ادنی مانی میری

صورت شاہد اصل کا جوا دراک کری	آئینہ دل کا کدورت سی شہر پاک کری
ہو جو حاصل تو تو نگر کوہی کردی یہ فقیر	کینیا کی ہوس میں ل کوئی کیا خاک کری
کچھ ترغی مست از سی نہیں رازی شوخ	شبِ وصلت میں جو توجیب سحر چاک کری
سیر کو آتا ہی دگل چنستا فون میں	کیون صباد ورنہ اگر خس و خاشاک کری
دست بردار نہوں قبر میں وحشت سی کہی	پنچہ شل ہی گریبان کفن چاک کری

دست قدرت نمی آید نو کو پاک کری	منفصل ہو گی گناہوں سے اگر روئی بشر
بیری بینی گل زنبق کو فر خاک کری	چشم روشن تری ز گس کو بصارت بخشی
صید کو اپنی جو توبہ فراق کری	تیر فرکان سے جو مارا ہی تو کیا قاتل
موت ز کی نہ ہرک نہ کہین تاک کری	خُم سی شیشی میں سمجھ کر اسی لانا ساقی
دیکھی کیا مری حق میں بت بیاک کری	حسن دیکھا تو کہا بھولی سی ماشاء اللہ

مہر سادہ عقیدت ہی می دل میں قبول

کیون نہ بندہ مجھی اپنا شہ تو لاک کرے

سیری گہر میں جلوہ گر تیر چراغ ای طور ہی	خانہ دل میں ہر اک جانب سکی نور ہی
نالہ موخہ ضعیف اسکو صدائی شور ہی	دل کہانی پر کسی خلق کیوں مغرور ہی
کوی جانان جنت الماوی ہی جانان حوری	بعدِ مردن ہی گناہوں کی سبب نہ چاہی
چو پہنچو لاہی بدن پر دانہ انگور ہی	شوقِ میخواری نی بہی میں گایا ہی مجھی
یہ پید از خمِ دل کو مرہم کا فور کری	راتِ فرقت کی کئی ظاہر ہوئی صبحِ صال
ہی شفیق میں ہرہ یا ماتی یہ یہ سینہ زری	عارضِ جانان پہ تل ہی کلف ہی مین

بہیک ہی مانگی تو بھر عبرت ابلِ دل	مجھ گدا کی ہاتھ مین جامِ سرِ فقو رہی
تیری زلفون کی سیاہی کا تصوُّد بند گیا	عید کا دن ہی نگاہوں مین شبِ بھوری
دہیان ہو کر صید کرنی کامری صیاد کو	شاہبازِ روح اک بی بالِ پُرِ عصفو رہی
مہر و مہ ساغر بنی میری سیح کی لپی	دار بست افلاک مین تارا ہر اک انگور رہی
شمع کی مانند روشن مین ہماری موی تن	جسم اپنا آتشِ فرقت سی کیا محروزی
ہی ہ زو دیک نہیں عیاض پراو کی ترس	مہر تابان پاس ہی ماہِ درخشاں وری
دستِ موسیٰ ہی نبل مین شرمِ مستِ یاری	نورِ پاسی سنگِ جوی وہ سنگِ طہری
وصلِ قسمت مین نہیں جہرت ہی مین گاہِ صلا	مین سلمان مین ہت ہی مین شہزہ حوری
خط کی آتی ہی ملا ہکو نہ زلفون کا ہتا	سیح تو ہی مار سیہ اکثر غذا ی سورہی

کوچہ گردی مہوشوں کی عشق مین چہوای قبول
غیرتِ عشقِ حقیقی سی نہایت دور ہے

سوزشِ آہِ رسا کی اکمل ہی	اخترِ انگریزین چرخِ منتقل ہی
ایک ہی نور مین نبی و علی	دو جو سمجھ انہیں وہ احوال ہی

تیغِ ابرو سیجِ روان کو صیقل ہی	سیجِ ابرو سی کیون تیز ہو فہن
خاکِ نقشِ قدم کی صندل ہی	دردِ سیرِ تیری کو چمی مین نہا
کوئی جانان نہیں یہہ مقتل ہی	کوئی بسل ہی کوئی مرثا ہی
جان دینی مین قصہ فیصل ہی	سامنا عشقِ یار کا ہی اگر
شکیم یارِ شکِ محفل ہے	نرم ہی پر نہیں کوئی رویاں
سروِ جانان مین بھول ہی پل ہی	گل تو عارض ہی اور سیبِ فن
ہجرِ جانان کا غم کوئی پل ہی	جان آنکھوں مین ہی قریب ہی مرگ
تیغِ ابرو سے یار مین بل ہی	سخت جان آج کوئی قتل ہوا
موتیوں کی گلے مین پیکل ہی	عشق وندان مین اشک ہیں جوڑان
روح تو سن کے ساتھ پیدل ہی	مر کی بھی ساتھ اوس سوار کی ہون
دودِ آہ اپنا اوس کو کا جل ہی	دن پھری ہیں سیاہ بختی کے

سرمہ دی اوسکی آنکھ مین تبہ بول
آپ چشمِ سیاہ کھل ہے

ہو اُٹھتا سب جان کہی گی گھر کی گھر خالی
 تصویر یار کا نکلا تو غم دخل ہوا دل میں
 خبر دل اور جگر کی کچھ نہ پوچھو ہمدردی
 دل اک چشمہ ہے اوسکی نہہ سوتی میں چہری
 مثال چوتے جو خام میں خم کرو نہیں جا کر
 تم اپنی گوہر انداز کہ نہیں ہنس کی کہلاؤ
 سحر کو رو میں کی محبت کو خیال شعلہ کی شبنم
 مری طالع ہوں بہار اوسکو خواب گ اگر آئی
 زبانِ خم میں ای جان لذت پا کی پھر چائے
 ہمیں طائرِ فریبہ سمجھ کر دامن میں لایا
 نہ نکلا حیف ہی لت سی ہی کچھ کا دل بنایا
 ترجمہ کی عوض سکروہ ظالم ظلم کرتا ہی
 بنائی نافرمان اس لی تقاش قدرت

کہ قمری گرو قد ہی آشیانہ سرو پر خالی
 کہی مہمان سی پایا نہ ہنی اپنا گھر خالی
 نہ دل بیکار در دون سنی انغون سی خالی
 ہماری آنکھیں اشکون سنی ان کی عمر خالی
 دماغ پختہ مغز ان جنون ناصح نہ کر خالی
 ابھی ہو جای آب تاب سی سلکے خالی
 نہ جائی گاشکون نالہ مرغ سحر خالی
 کہی دربان سی بات نہیں ملے سکا در خالی
 نمک سی کی بھری پہر ہوا زخم جگر خالی
 قفس میں بند کر کی لپی لپی سنی مشیت خالی
 کہہ ای الفت رسی ہی قلبِ سیمبر خالی
 ہماری نالہ دل میں اتھری سنی عقد خالی
 یہ نکتہ سہو کا ہی گئی جائی کر خالی

نہیں ہی چاند ہی داغ جنوں سی چرخ خالی	ترغی قوت کی کچھ رشید ہی کتب نہیں بہتے
سلو تو علی اوت سی ہی تل کی نظر خالی	ہم پناقل ہو جانی مین چہکار سمجھتی تھی
نثر سی اوکی الفت کی نہ تھا کوئی شجر خالی	جھکی نخل جب گلگشت کو وہ گلبدن ہو چھا
چلا اوس طرح ذی تجہ محرم اور صفہ خالی	دھون مین جس طرح خالی گلیا خالی چاندی
نہیں پاتا رقیبون سی جگہ کوئی مگر خالی	اوسے دبا تون مین اپنا کون غم مین چھوڑا
اوہر بہر کر دی جام می گلگون دہر خالی	مرامی دل ہی ساقیا لہر زیشکوی سی

بتا تو ای قہر لہر قہر کو بلجھان مین کیونکر
نہ کاکل تیج سی خالی نہ اوس گل کی مگر خالی

وہ آہ بام پر طالب دیدار جا پہونچی	بڑا ہو ضعف کا ہم رہ گئی اغیار جا پہونچی
ولا کہلتا نہیں قتل مین کسی سیر ہو تی ہی	طلب و سنی کیا کر ایک دو چار جا پہونچی
قیب ابلیس کی صورت فلک ہی چڑھ جائے	گری جل کر جای آہ آتش بار جا پہونچی
رو ملک بقا ہو تی ہی طی اکثر ضعیف	بہلی چلی ہلکتی رہ گئی بیمار جا پہونچی
دہر کا چشمہ جب خالی ملا آب مروت سے	لب کوثر تری تشبہ نہ دیدار جا پہونچی

<p>اگر تک اس پری کی گیسوِ خمدار جا پہونچی نمبر لی ساقیا گہرین تری بخوار جا پہونچی گلِ خورشید تک خارِ سردیوار جا پہونچی</p>	<p>ہمین ہلنا محال اور خانہ زنجیرین غلامی کرسن کی عین پہونشی مین ٹکری شیشہ دغا یہہ جوشِ ناسیہ ہی اب چمن مین پہونچی کیابل</p>
<p>ہنیں ہی ای قسبول آفتابِ حشر کا نظر ہم اوس لبر کی زیرِ سایہ دیوار جا پہونچی</p>	
<p>کب ٹوٹا ہی آئسوون کا تار دیکھی کسجا رولیف ہوتی ہی بیکار دیکھی پیر پیچ سنبھل اور گلِ بیخار دیکھی یوسف اگر مین آپ تو بازار دیکھی واہون نہون مگر لبِ اظہار دیکھی کیا رنگ اب کہاں شبتار دیکھی پرنج کی سمت مین لبِ سرفار دیکھی محشر کہین نہ لائی یہہ رفتار دیکھی</p>	<p>پونچھی نہ پونچھی اشک مری یار دیکھی کیا رنگ اب کہا مین یہہ اشعار دیکھی کیون جا کی دیکھی گلِ سنبھل کو باغ مین گہر بیٹھی بن پرنگی نہ یہہ خود فرودشان راضی ہوا ہی سنی کو وہ در و دل مرا دن بھر تو یادِ عارضِ جان مین مٹی خون مین تیر کا نشانہ ہون بوسی کی جرم پر قبل از وقوع واقعہ بڑھ چلی یون نہ آپ</p>

ہم سیر کرتی پھرتی ہین باز عشق	ہو کون جس دل کا خریدار دیکھی
ہم کہا یا کرتی ہین غم دلداران	کہا تا ہی کب ہین غم دلدار دیکھی
ہر آن کوہِ فرقتِ جانان ہی بن	مجھ نہ تو ان کو دیکھی یہ بار دیکھی
دیکھی دُردن ہی نہ بتکینِ دلئی	اب چل کی او سکی لعل گہر بار دیکھی
سودا ہوا ہی گیسو شکر کا	جامہ ہی تار تار ہی تار تار دیکھی
کچھ معجزہ دکھائیں اگر ہین آب	میرتا ہی اب یہ آپ کا بیمار دیکھی
ساری اسیر چٹ گئی قہر سی	ہو تا ہی قتل کب یہ گنہگار دیکھی

تا ئیدہ کی تو اب قصہ ہی قبول

چل کارِ سید ابرار دیکھی

تیری عاشق ہوئی لیکر ہمان ہوئے	بچہ دی ایسی ہوئی چاکِ گریبان ہوئے
تیری دروازی کی سانی ہر طہر	برہمن بتکدہ او کعبہ مسلمان ہوئے
کوچہ یار میں آنا کر عذفِ قیوب	راہِ فردوس الہی کہیں شیطان ہوئے
کوچہ دوست سی دل کی جانب ہوا	الفِ مصر میں یوسف رہ کفان ہوئے

بہولی ہم زلف کو تو خواب پریشان دیکھا	زلف بی اگر خواب پریشان بہولی
دیکھ کر یار کی چال ایسی آڑی ہوش و حواس	نقشِ لکھنی میں قمار پر خمی ان بہولی
دھوکا کھایا تری گھر آئی سزا دی قاضی	جرم ہم ہوا خاکی دکان بہولی
سیر کو نکلی تھی پرواہ ری تقدیر کا پھیر	سید ہی ان میں گئی راہِ گلستان بہولی
حسنِ انسان فی کیا حسن بہوں کا پھیکا	عشقِ بلیقہ میں پیوں کو سلیمان بہولی
خاک سی خلق ہو خاک میں پھر ملنا ہی	یاد خالق کہی صانع انسان بہولی
بارشِ اشک کرای دیدہ گریان ہو قوف	ساکنِ اردو سافوح کا طوفان بہولی
سبزہ خطِ ذوقِ یار پر آیا آخر	کسطحِ خواہ چشمہ حیوان بہولی
ہدفِ تیر ہوئی یا تیر شمشیر رہی	عشقِ ابرو و لبِ ناکِ ترکان بہولی
جھبھی ہی پیشِ نظر چاندی صورتِ تیری	سورتِ نورک حافظِ قرآن بہولی
ای جوانِ عشق کی ہم ترپتی این بدنِ کتاب	بابِ پنجم کی سوی گلستان بہولی
کفِ ساقی پہ جو ہو جامِ شرابِ طاہر	یہ بیضا کی چمکی عمران بہولی
حشر کا دن ہی کبِ سنج کی بوی لون گا	آج ہی تم دیتے شہیدان بہولی

سامنا سیری شب ہجر کا کرنا ہو گا	نہ درازی پہ ترمی لف پریشان ہو لی
دہن یار کا مضمون شعر اکو نہ ملا	رہستہ چشمہ جوان کا لب ان ہو لی
بہر گلشت جو گلزار میں وہ گل آیا	مخون مرغ ہوئی لطف گلستان ہو لی
دیکھتی دیکھتی لب زلف میں دل جا اٹکا	جب غنن دیکھا تو ہم سیرِ نشان ہو لی

نام لی حیث در کرار کا دوزات قبول

مرد ہی تو تو نہ یاد شر مردان بہو لے

سیر کر و نذر تو قاتل سی صفائی ہو جای	جان پاؤں حج سروتن میں جدائی ہو جای
سنگدل ہی وہ کہی صاف نہو گا مجھ سے	آنہ ہو دل خود میں تو صفائی ہو جای
غم سی مرجاؤں پہنوں قبر کی تاریکی میں	گر ترمی لف کی پہن سی رہائی ہو جای
اوس پری کی جو تصویر میں کرون میں نالی	آہ جوب سی نکل جای ہوائی ہو جای
لکھوں دیوان میں جو گشت نگارین کی صوف	ہی یقین جدول رنگار خانی ہو جای
باتیں وہ کرتا ہی بس چپ ہوائی قند لبو	کہیں پہکی نہ تہاری یہ نہ ٹھائی ہو جای
صبح وصلت سی ملون یا نملون میں لیکن	شامِ وقت سی کہیں جلد جدائی ہو جای

انہین دہر کون میں سہر ہو گئی آیا تم صال	کبیں ایسا نہو دیش جدا ئی ہو جای
کر چکا قتل مجھی چشم منون ساز کا سحر	اب تری ہونٹوں سی اعجاز نما ئی ہو جای
آئنی کو تری زانو سی صفا کا ہی غور	سامنا ہو جو کسی دن تو صفائی ہو جای
جیتی جی قیہ تعلق سی نہ ہم چوٹیں گی	روح سینی سی جو نکلی تو رہائی ہو جای
مرگ اب کیسی وہ جانِ جہان آپہو بچا	موت میری سر بالین اگر آئی ہو جای
چشمِ جادو کا تری عشق مجھی ہی صہی ستم	سامری سی نہ کسی روز لڑائی ہو جای
خاکِ در پر تری تر پائی اگر جھکو جون	آہنی پاؤں کی پنجیہ طلائی ہو جای
ای پری بخت رساکاش دکھائی ایہ تر	تیری کوچی سی تری لہون بسائی ہو جای

اگر خدا دوست مرا ہی تو وہ کافی ہی قبول

غم نہیں دشمن اگر ساری خدا ئی ہو جای

زخمِ تن ابرو و خدا رسی پایا ہمئی	داغِ دل چاند سی رخسار سی پایا ہمئی
تشنہ بوسہ چاہِ ذوقِ ای یار تھی، ہم	خوب پانی تری تلوار سی پایا ہمئی
کو رہم ہو گئی رونی میں کٹی عمر تمام	یہہ مرضِ زکسِ بیماری سی پایا ہمئی

گل رخسار ترا خا رس پایا ہمئی	سبزہ آیا ہی تو بوسی ہمیں تو دیتا ہی
نہ تو در ہم سی نہ دینار سی پایا ہمئی	دل غ بڑھتی گئی لیکن نہ وہ مغرور ملا
دردِ نومرہ سیم زنگار سی پایا ہمئی	تیری زخمی کو ترا سبزہ خطیاد آیا
جس قدر رنج و الم یار سی پایا ہمئی	ایسا صدمہ کوئی اغیار سی ہو نہ ملا
جو مزا سایہ دیوار سی پایا ہمئی	لطف یہہ سایہ طوبی میں نہوگا ای یار
صاف تسبیح کو زنا رسی پایا ہمئی	دلِ دانا کی لپی ہوتا ہی رہن رہبر

دوست ہی پر اوسی نادان کہیں کیوں نہ قبول

کہ عداوت کا لقب پیار سی پایا ہمئی

ای پری اپنی طبیعت میں دانی ہو گئی	تجکو جو مرغوب میری شعر خوانی ہو گئی
کیا کروں نازل بلائی آسانی ہو گئی	میں کہاں عشقِ قدو لدہ ارای اعظ کہاں
زیب تنِ جو بوقت کی فی الفور دانی ہو گئی	سبزہ رنگی ختم ہی اوس پر کہ پوشاک سفید
خوابِ بے بسف زلیخا کی کہانی ہو گئی	اوس پری روئی کیا ہی اشد مجکو عزیز
اس خزانے پر سلیمان کی نشانی ہو گئی	دانی اوس کا دل پہی ارب کی کتابی

آج کل کیونکر نہ ہو دیکھو وہ گل ہنسے
 آج بھی چسکی تھک دیکھو پایا بی نقاب
 نالہ موزون کی موزوں تپم ہنستی رہی
 اب آتی ہو پہلی دل میں آنکھوں میں کہی
 ناصحوں بس زیادہ عشق نی بھر کائی آگ
 ہاتھ کائی میں کہاں جاؤ گی میری ہاتھ سی
 میری وحشت دیکھو مجھوں ہل کر مر گیا
 عشق میں غیر از گل داغ اور کیا بننا مثر
 جو سخن تیرا ہی میری حق میں میٹھا نہ رہی
 کہینچی کاغذ پر جو تیری شکل دی بایں حسن
 کاشتی ہی صلیق ہجر یا میں پانی کی دھار
 ای گلہ بیفادہ پہولی تھی اپنی حسن پر
 لب سخن کی میں گہلی تھی نہیں مطلب کہلا

عشق سی رنگت ہماری زعفرانی ہو گئی
 اب نہ کہہ کہنا وہ ساری لن ترانی ہو گئی
 بار بار ہیر و دار و فغانی ہو گئی
 سیری جانب سی تہین بیہ گمانی ہو گئی
 بیہ نصیحت مجھ کو پر یون کی کہانی ہو گئی
 خوب ست آویز خون محشر میں جانی ہو گئی
 ناقہ لیسے کی مجھ کو سار بانی ہو گئی
 حسن کی معلوم ہو قدر دانی ہو گئی
 عشق لب میں تلخ مجھ کو زندگانی ہو گئی
 صدق پہلی بن کی او سپر حمانی ہو گئی
 آب میں ہی آب خجھر کی روانی ہو گئی
 وہی دن میں شکل تم سبکی خزانہ ہو گئی
 ختم تجھ پر ہی پر ہی شیرین دمانی ہو گئی

از گیسب تیری خوف سی ای محتب	می تری خاطر جو رگمی تہی ہ پانی ہو گئی
تن سی پیری مین نہ کئی سطح موجِ رُمان	خوف کی جا ہی رت جب پُرانی ہو گئی
ساقیا جلد کہ شیشی خم سی ٹکراتی ہین سر	زرد و رفت مین شرابِ ارغوانی ہو گئی
چپ لگی ہی حالِ مرغِ عشق مین کیونکر کہون	مہرب پر ہو گئی دل پر نشانی ہو گئی
اہلِ محفل عاشقانہ شعر سُکر روا تھی	یہ غمِ نخوانی ہماری نوحہ خوانی ہو گئی
نا خدا سی کام ہی مجھ کو نہ فکرِ بادبان	کشتیِ دلِ ہیمان سی دُخانی ہو گئی
کیون ترئی زابِ اُٹھانِ قاصدِ خطِ مجھ کو دی	خواب مین کچھ گفتگو اوس سی بانی ہو گئی
ساقیا اب تک کیفیت کہان تیری بغیر	جام مین پانی شرابِ ارغوانی ہو گئی

ای سہولِ عشقِ محبوبِ حقیقی کا ہی غنہ

بچ پنا اکدن کا دودن کی جوانی ہو گئی

آفتاب ای سُنچ پیا یا جب ہم افلاک نی	خوشہ انگورِ پروین کو لگی ہم تا کنی
تیری اُنون صفا نی کی ہی پیدا ای ہی	موجِ آبِ در کی صورتِ ریشہ مسواک نی
پنا ہر اب کسی کو سر گرہنتا نہیں	باؤگی کہوڑی پہ چڑھو ایا تری فتراک نی

جادو بای دشت جو سمجھای و مجنون ہی	پہاڑا ہی دامن صحرا مجھہ گریبان چاک نی
عیب ظاہر کر رہا تہا آسمان عیب جو	پردہ پوشی کی تن خاکی کی لیکن خاک نی
ایک شعلی میں جلایا سو سوں کا خاخوس	صاف میدان دکھا کر ڈالا ہی عشق پاک نی
تیر جوڑا شست ہی نڈھی مگر پھر کچھ نہیں	مرغِ دل کو خوب پھر کایا ہی جھوٹی تاک نی
کونسی مجنون سدا گرد کی ہبہ خاک ہی	اسقدر کیون پائی ہی گشتگی ہر چاک نی
کس طرف ساری ہو ابد ہضمی می کا مرض	قاضی ہضمی سی موجد مگی ہم ڈاکنی
کر کی کیسہ پای نازک میں ہماری سامنی	ہمسی کیسی ماتہ ملوائی تری دلاک نی
و اعظا ہم نشہ می میں نکر لی تجھے عجب بزر	سر کو جھکوا یا ہی قدموں پر تری پاک نی
طاق سی شیشہ نہ جب تونی اُتار اساقیا	طاقِ نسیان تیرا اظی ظلم لگی ہم تاکنی

ہو گئی بہبودی کو نین اپنی ای قبول

جب مری تائید کی اگر شہِ نولاک نی

جیاسی تم نہ مری دل کا تہ عا سمجھی	جو سمجھی ہی تو بس اتنا کہ بی حیا سمجھی
وہ ہوشیار ہی سمجھا کی لا اوسی نا صح	تری کلام کو بیخود جو ہو وہ کیا سمجھی

جو سمجھی اب تو بھی کیا سمجھ کی قتل کیا	غم نہ اٹھ کہاؤ کہ جو سمجھی تم بجا سمجھی
جو ایک نقطی کی سمجھی بلند سی رستی	تو وہ خدا کو نہ سمجھ آپ سنی جدا سمجھی
اوسے نہ لایا کوئی بلکہ جا کی بھڑکایا	کسی کو کوئی بھلا خاک آشنا سمجھی
طیب عقل فی آخر کیا علاج اپنا	شب فراق میں ہم زہر کو دوا سمجھی
کسی طرح نہ ٹلی سہری دم گھٹایا	شب فراق سی اوں لف کی بلا سمجھی
ہنساکے گل کو چین میں لایا بیل کو	یہہ جوڑ توڑ تڑا ہم نہ ای صبا سمجھی
چھپی ہیں تلو زمین اڑنے کی مٹت کی کانٹے	ہماری آبلون کو خار کھر با سمجھی
فسر و غ اوسکا محفل میں ہی جا پہر	جوشل شمع کوئی آپ کو فنا سمجھی
پہن کی طوق جو ای قین بیٹی پہلو میں	ہم اپنا اور تر ایک سلسلا سمجھی

خدا کی یاد نہ کی عمر کہوئی غفلت میں
تم اس جہان میں اگر قبول کیا سمجھی

یاد وہ برق جو برسات میں آجاتا ہی	منہ برس کر عجب اک آگ لگا جاتا ہی
جسم پر پوند یون سی آبی پڑ جاتی ہیں	قطرہ ایک ایک بدن میرا جلا جاتا ہی

<p>ای گہٹا میرا ہو اور گہٹا جاتا ہی کس بہانی سی مجھی ابر رلا جاتا ہی سیری ہی آنسوون کا تار بند جاتا ہی دل پر ابر غم فرقت دہین چھا جاتا ہی کوئی دم میں خطِ تقدیر مٹا جاتا ہی مجھسی ہی آگی کوئی آبلہ پا جاتا ہی آپ ہنستی میں بہلا آپ کا کیا جاتا ہی ورنہ اب آکی ہا ہڈیاں کہا جاتا ہی بخود دی میں مجھی یاد او کی لا جاتا ہی دو جہان ایک ہی سہلی میں سا جاتا ہی عشقِ گل سی دلِ بلبل کو چھڑا جاتا ہی</p>	<p>اجر میں خون نہ رلوا تو برس کر جھکو چہنٹی وینٹی مجھی دس شوخ کی یاد آتی ہیں دیکھوں لگتی ہی یہ سادون کی بھری اکبتک دم گہٹا جاتا ہی جب آگی گہٹا چھاتی ہی کیون گزرتا ہی سی سی تو ای سیل سر شک سرخ کانٹی نظر آتی ہیں مجھی ای صحرا نہ سوا چھیری غش آتا ہی روتی روتی اسی سگِ یار پہونچ کر تو سعادت حاصل ظلم کر جاتا ہی ہر مرتبہ اگر نا صح وسعتِ نورِ خدا داد تو دیکھو یار و لاؤ بالی جو کہی باغ میں آتا ہی ہ گل</p>
---	--

خوفِ اغیار سی جھکو نہیں رہنا قبول

دل مگر یار کے تیو زسی ڈرا جاتا ہے

اوس سیتن کی دل میں محبت تقسیم کی
 ترسایا اس قدر کہ چلے ہم جہان سی
 اکسیر نہ مانہ ہی نا فہم کے لیے
 یا جان جانی یا کہیں قاتل سی ہو صال
 طالب ہو کون طاقت یدار کو ہی
 میرا سخن کرین گی مری بعد عجز نریز
 انداز و ناز و غمزہ سی لکنا ہی لک ل
 اوس حور کی فراق میں مرنے ہی مجھ کو باغ
 تو گنج تھا مرا سوا اڑا لیکیا غمی سر
 میں تلخ کام اوس لب شیریں ہون بھض
 نکلا صدف لسی رخصت گوش تک گیا
 ہون صرف و صدف مینی زلف و بان بایر
 میری دوا کو آیا تھا اپنی پری اوسی

اب زر کی کچھ ہوش تنہا ہی سیم کی
 حالت تو دیکھ جاؤ تم اپنی سیتیم کی
 اس دور میں خراب ہی مٹی فہیم کی
 دشوار ہی یہ زندگی امید و بیم کی
 جلوہ تو سی پراں لکھ کہاں ہی کلیم کی
 ہوتی ہی اہل دور کو لفت یتیم کی
 یہ بجا رنج ٹوٹ پڑی ہی غنیم کی
 لذت ہی آب سر و دین ما جہنم کی
 پائی مری رقب نی فتمت فہیم کی
 منہ میں مری بانہیں پتی ہی نیم کی
 قیمت و چند ہو گئی دوزیتیم کی
 تفسیر لکھ رہا ہوں الف لام مسم کی
 سا قسط ہوئی میں دیکھنی مضین حکیم کی

<p> بی اشتہا سخی سی ملی نان چو تولون مضمون گند طبع سی پیدا ہون کس طرح دل میرا توڑ غیسر کو لہجہ کی بام پر کیا جانی کج آئی ہی کس گل کی پارس سی ملتی ہی آنکھہ تیغ نگہہ چل گئی ادھر محشر میں مجھ تیسر کا ہی نور دیکھنا نعمت نکہاؤن تیسری فاقی لیسیم کی اولاد آج تک نہیں دیکھی عیشیم کی بنیا و پست ہو گئی عیش عظیم کی ہر موج شلخ گل سی ہی خوشبو لیسیم کی پستی کی ڈھال نیم نگہہ سی دونیم کی خط شعاع پیشیم بنی گی گلیم کی </p>	<p> بی اشتہا سخی سی ملی نان چو تولون مضمون گند طبع سی پیدا ہون کس طرح دل میرا توڑ غیسر کو لہجہ کی بام پر کیا جانی کج آئی ہی کس گل کی پارس سی ملتی ہی آنکھہ تیغ نگہہ چل گئی ادھر محشر میں مجھ تیسر کا ہی نور دیکھنا </p>
--	--

تا وقت مرگ مجھ کو بچالی گی اسی قبول
 دیو رحیم نفس سی رحمت رحیم کے

<p> اشک جاری رہی گو دیدہ تر بند ہوئی عاشق چشم تری اٹھ نہ سکی دسی کہی آنکھوں میں اکی ہی بخت جگر اپنی نہ کی دل پا چاہ و ذقن میں گئی ہم زندان میں غم رہا ہونی کا سکھ ہی یہہ جا شکر کی ہی جاگی یا سوئی یہہ سوتی نہ مگر بند ہوئی آخر اسکی یہہ سزا تھی کہ نظر بند ہوئی بی وفا وقت بد افسوس جگر بند ہوئی اوس طرف بند ہوا وہ ہم ادھر بند ہوئی دل گہلا میرا جو زندان کی دہند ہوئی </p>	<p> اشک جاری رہی گو دیدہ تر بند ہوئی عاشق چشم تری اٹھ نہ سکی دسی کہی آنکھوں میں اکی ہی بخت جگر اپنی نہ کی دل پا چاہ و ذقن میں گئی ہم زندان میں غم رہا ہونی کا سکھ ہی یہہ جا شکر کی ہی </p>
--	--

کٹ گئی بند نہ باتون میں مگر بند ہوئی	تیغِ اغیار سی تیز اپنی رہی تیغِ زبان
استدر خون بہا را بگد ز بند ہوئی	آج وہ قتل میں مصروف ہی کہو نیک پہنچون
دونوں دیدی نہ مری تاب سحر بند ہوئی	شب کو آمد جو سنی تیری تو دکر صیوت
ای پری غول پری زادون کی بند ہوئی	اڑ سکیں خاک کہ ب مجھ تری حسن کی میں
ای صنم جب سی تری وزن در بند ہوئی	بند اوی دن سی مرانا نظر آنکھ میں ہی

بمصفیر گئی سب طاقت پر دازِ بول
داخلِ دامِ بلا ہو گئی پر بند ہوئی

دڑکی تاسی ہم اپنی لب دریا چھوٹی	سلسلا سبکِ فرائش کا اب کیا چھوٹی
گل تو کیا چاہی گلشن میں نہ پتا چھوٹی	ای خزانِ ہجر میں ہون باغ کراں تاراج
صدقہ جان کی دی دکھین چھا چھوٹی	ایک بوسی کی لی ساتھ پڑا بہر تاراج
جمعہ جلدائی جو بہادرون کا تو بیرا چھوٹی	پاؤن دریا پر اوسی خضر ملی آئی مراد
صیدا و سکا ہون ہم کیا کر جولا سا چھوٹی	بمصفیر و مری پر توڑ نہ منقار وں کی
نیچہ کوئی چلی کوئی طسپنچا چھوٹی	بانکپن ختم کرو اپن کسی دن مہیر

کوچہ یار کی جانب کو ذرا چل نکلیں	نا تو انی سی اگر ساتھ ہمارا چھوٹی
درہ ہی ہو بند تو غیرن کی لپی وا ہو جا	بینچی غرنی کی جو ہم آئیں تو پردا چھوٹی
شہد شیریں مین لب ایسی جو بھی بوسہ دی	نہیں ممکن کہ وہن سی مہن او سکا چھوٹی
دن کو ہو مہر فدا رات کو صدنی مہتا	تیری چھری پہ اگر زلفِ سخن سا چھوٹی
کون بچ سکتا ہی ابرو و ترہی ای شک	تیغ پڑ جائی اگر تیر سی جیتا چھوٹی
عین معشوق کیا عشق نی مجھ عاشق کو	مین پنہو ٹون جو مری یکا سا یا چھوٹی
اوسکی مین پاؤں چھو ہوں تو کہتا ہی ہنوخ	کہین ایسا نہواب ہا تہہ ہمارا چھوٹی
مجھ علی شوق کو بہلا ہجر مین ہو خاک شفا	مرض الموت ہو اور او سپہ سیا چھوٹی

لی چکی بوسہ چلو کوچہ جانان سی بول

اب خدا جانی کہ ہاتھی چٹھی گھوڑا چھوٹے

روز و شب صدمی آہتا ہوں مانی کی لپی	خلق ہوں خلقِ خدا کا سرخ کہانی کی لپی
عمر بہر جلوہ نہ تو دکھلائی گاتا بتا	ہمئی آنکھیں بائیں مین آنسو بہانی کی لپی
بعد دن یاد آئی گی فضا کئی دست	خُلد مین ترپین گی ہم دنیا مین آنی کی لپی

شردہ جان بخش ہی نہ ہر کی قائم مقام
 قتل اس دیدار کی بہو کی کا ہی منظر اگر
 قبر پر اس کشتہ ساعد کی پہونچی ہو اگر
 بیوفا ایسا تجھی پایا کہ مجھ سودائی نی
 جل کی اوس طفل بہمن سی جو مینی جان ہی
 سنتی ہین پیر معان نی در کی ہین آج
 آہو ون نی مست ہو کر بہر تن کی لہ لی
 تہک کی سوجاتا ہوں سکو کہ تی کرتی دیا
 مینی جو عارض کہانی کا سوال اوس سی
 قبرین ہم پہونچی ہو کر کشتہ چشم سیاہ
 چہری پر چھوڑی ہی کب لطف نشان یار
 کیون پہل پہل جلی جب شیمان برباد ہو
 لاکھ غم ہون ہم مگر ہون کی نہ دل برداشتہ

اوسکی جانب سی رقیب آیا بلانی کی لی
 تیغ کہینچو امی ہین ہم زخم کہانی کی لی
 گجری پہونچون کی اُتار تو تم چڑھانی کی لی
 نام تیرا یاد رکھا ہی بھلانی کی لی
 لی گئی ہندو مرا مردہ جلا نی کی لی
 میکھو چلتی ہو نیجانی کو ڈھانی کی لی
 آئی تھی اوس مست سی آنکھ ہینانی کی لی
 یار یا حبیب کو آئی جگانی کی لی
 ہو گیا موجود وہ آنکھین کہانی کی لی
 ایک ن تو او دو و انسو چڑھانی کی لی
 جال پہلا یا ہی غمقا کو پہنانی کی لی
 باغبان لیجای چوب گل جلا نی کی لی
 تیری در پڑی ہین صد اٹھانی کی لی

<p>کھینچا اونی تیر تر کشی لگانی کی لپی ہکھوڑو ایا قریبوں کو مہمانی کی لپی</p>	<p>باہر آسینی سی ای دل ہی بہت گشتیاں واہ کیا انصاف لٹا ہی اسی بزمِ راج</p>
<p>سیر کو گلشن میں جیسی لوگ جائیں ہی قبول آئی ہیں دنیا میں سب نیاسی جانی کی لپی</p>	
<p>ہی یقین خیل پر نیراد میں انسان ملجائی سیر کرنی کو اگر دل کا بیابان ملجائی دوئی وحشت ہو اگر دشتِ غنّ الاں ملجائی مہربان ہو کی کسی وز تو دربان ملجائی ہو کفن میرا اگر دشتِ کلا دامن ملجائی سیر کرنی کی لپی کو چہ جانان ملجائی دماغ میرا جو تجھی ای مہ تابان ملجائی مرغِ دل کو جو تری تیر کا پیکان ملجائی تیری رفتار سی ای سرو خرامان ملجائی</p>	<p>بارِ تجھہ پاس جو ای رشکِ سلیمان ملجائی ہفت اقلیم سکندر کو نہ پہر باید رہی وحشی چشمِ فنون ساز کو تسکین کھان مخملِ یار میں یارب ہو رسائی میری مرہی شہر کی باہر یہہ تراد یوانہ میں یہہ سمجھوں کہ ملا روضہ ضوان جو مجموعہ سرخ میں جل جل کی ہو تو خاکِ ہاہ ہو اوسی شلیخِ نشیمن ہی سو ای قاتل کیون نہ پامال کری کبکبت او کی رفتار</p>

دم خضای نہایتی جو مہی قاتل خفگی جائی گلی خنجر بران لمبای

شکر خالق کا بجالای نہ کس طرح قبول

بتجہا محبوب جو مداح کو جانان لمبای

یہی کرتا ہوں دعا صبح و سہا یا باقی	وصل باقی رہی جبتک کہ ہی دنیا باقی
تیری سودائی کا سودا گنجیا گلشن سی	سیر کرنی کو جو باقی ہی تو صحرا باقی
بند ہر آنکھ ہوئی اوسنی اٹھائی جو نقا	بی حجابی مین رہا نور کا پردا باقی
وصل کا ہی وہی اقرار قیامت کی ہی دن	حشر میں ہی ہی وہی وعدہ فردا باقی
بسل اب تک تو تڑپتی ہیں گیا گو قاتل	محفل آخر ہوئی لیکن ہی تماشا باقی
کیسی ہشیار کہ دیوانی ہی مانگین گناہ	چندر روز اور رہی گا جو یہ وعدا باقی
وہن سرخ کی بوسی نہ دی اسی قاتل	حشر کی دن ہی رہا خون کا وعدا باقی
یاد اتنا ہوں کہ آئی نہیں تیا وہ مجھی	دور ہوں بزم سی پر دین تقی ہی جابا
تنگ ناصح ہوا گل دیکھ کی دوچار نسو	ابھی ہر آنکھ کی پری مین ہی دیرا باقی
ہمنی وحشت مین گریبان قبا چاک کیا	قطع کرنی کو رہا دھن صحر باقی

<p>مردہ دل سیکڑوں ہی زندہ کی جانان نے ساقیا نسیض دکھاو رنہ کوئی ساعت میں</p>	<p>ہی جہان میں ابھی اعجازِ سیما باقی نہ یہ محفل ہی نہ ساغر ہی نہ سینا باقی</p>
<p>ای قبول آپ کیونکر نہ کہوں نقشِ برآب بی نشان سب ہیں فقط نام ہی اوسکا باقی</p>	
<p>جائیں گی دنیا سی تجھ کو رولاتی جائیں گے آئی ہیں منہستی ہوئی آنسو بہاتی جائیں گے فتنہ شورِ قیامت کو جگاتی جائیں گے اور یہی ہم تیری آنکھوں میں سماتی جائیں گے میں یہ سب جہاں تہاکا ہو کر جاتی جائیں گے آپ منہستی جائیں گی مجھ کو رولاتی جائیں گے اور یہی ہر روز یہ مجھ کو دباتی جائیں گے عاشقوں کی خون کو کتک جاتی جائیں گے دل کو تو بھولی ہی تجھ کو ہی بھلا جائیں گے</p>	<p>مرتی دم ایجان و دل ستا جائیں گی وصل سی محروم پہرہ کی بلایا ہی تو کیا یا کہتا ہی چلین گی سیرِ قتل کو جو ہم جس قدر الفت تری لاغر کرے گی اسی صنم نیچہ مارا مردہ زمین پر دیکھ کر نازدک ہلا کر وہ دیکھیں گی مراندا ز عشق آج لڑلو نگار قیوں سی نہیں تو اسی ستم حشر کی دن ہی ہی گی کیا زبانِ تیغ لال بی وفا دل لیک ہی کچھ تو فی دل داری کی</p>

<p>خند سی ساقی نی بہادی پڑی جھوٹا شراب سکراتی آئین گی گنج شہیدان میں جو وہ جتنا بڑھتا جای گا سودا کی گیسو دراز شعلہ رخسار اگریوں ہی رہا ہر شب بلند سوی شرکان کی برابر ہو گیا ہی جسم زار تو ابھی ہی طفلِ مکتب سن مطلق حرفِ غیر</p>	<p>آج میخانے سی ہم انسو بہاتی جائیں گے زندگوں کو یارین گی مڑوں کو جلاتی جائیں گے اور ہم زنجیر کی کڑیاں بڑھاتی جائیں گے چاندکیا سب ستاری داغ پاتی جائیں گے دیدہ ترکب تک مجھ کو سکھاتی جائیں گے آلتی پٹی میری جانب پڑھاتی جائیں گے</p>
--	---

ایک دوسری رشک ہی تھکواہی تو ای قول
لاکھوں عاشق کو چہ جانان میں آتی جائیں گے

<p>نظر تیری جو جھپسی ہی تبت بی پر پرتی ہی پہر شہر میں یوسف ای قتی رشکِ سفاک دکھا دی اب بھی رخ ورنہ جنوں کی آمد ہی جبرِ صبا کی تعریف پر وہ مجھ سے پہر پڑیا خراہِ ناز کا تیری مزا آنکھوں کو ملتا ہی</p>	<p>مری نظرن میں اپنی موت کی تصویر پرتی ہی کہ کینچ کھنکر تر ہر شہر میں تصویر پرتی ہی مری آنکھوں میں تیری لف کی زنجیر پرتی ہی آلت جاتی ہی اچھی بات تھک پر پرتی ہی گلی کپس مزی سی ای پری شیر پرتی ہی</p>
---	---

وہ رعب حسن گہی عشق کا مطلب کیا چنان	زبان تک اکی الٹی پاؤں پہنچ رہی ہوتی ہی
نہ پہیرا کہہ آتو آدیکھون تجھی سپر قضا آئی	کوئی دم میں ہر اک آنکھ ہی بت لی سپر ہر ہی
سٹکا اورن کا وہ ناوک فلک تہا ہی پی مہری	نظر مجھ صید کی حسرت سوئی تیر ہر تی ہی
یہ چہوڑا ایک ہی گل خن ان کیا تیری ہتھ آیا	چمن میں غنچہ سان بل بہت لگی ہر تی ہی
مرض میں ہر ہی مٹی کو کہا تا ہون قہر سے	شفا ہوتی ہی فوار ہر کی تاثیر ہر تی ہی
یہ بیخی خواب کیا ہی میں تیری ہتھ پڑا ہون	گلاب ٹھوکر میں کہانی ہوتی تعبیر ہر تی ہی
بہت چاہا نہیں ہوتی سالی یار کی دل میں	بہشتی ہر طرف کو آہ بی تاثیر ہر تی ہی
وہ ہون یوانہ نازک دماغ ای تو گلستان	ایسی موج صبا میری لی زنجیر ہر تی ہی
کیا خسر ہزاری تیخ ابرونی چہن آہ	قلم سر ہو گیا شمت کی کتبیر ہر تی ہی
بشر خط غبارِ ناصیہ کو کیسے سمجھی	جو اس نسخہ میں ہی ساتھ ساتھ لکیر تی ہی
تلون ایکو کہتی ہیں جو ہی اوس لاؤ بائی میں	کہ سو سو بار اک اک بات یقین رہی ہر تی ہی

زیارت کہ رہا ہون ای قبول اشق رہی رہی

نظر میں مرتد شہیر کی تعبیر ہر تی ہی

عبث خیال یہ ہے ہیسمی جوان بجا
 ملی جو قوس قزح ہو تر کھان اُچی ک
 گلی جو پائی تری کو چہ ارم پایا
 چلا ہی دم میں مجھی لیکلی شیخ کعبی کو
 تری چہری میں ہی ای گل عجب چینی
 سفر ہی ملک سے م کا دم اب تو رہی ہی
 خلش ہی آہہ پھر دل میں ہجر مرگان
 ہمیں ہی عاشق بی مثل جان ای تندر
 کروں کلام دہن میں جو پاؤں عتقا کو
 آلت رہی بین ہم جان عشق کا دفتر
 جہی یقین ہو دل ہی ترا ملا مجھ سے
 ہم اپنی یوسف گم گشتہ کی خبر پوچھیں
 ہم اوس مسیح سی حال دل مریض کہیں

ملی زمین سی اگر جو آسمان بجا
 بنی کمان کا چلہ جو کہکشان بجا
 ارم کا ملنا ہی ای گل اگر کمان بجا
 آہی راہ میں اوس بت کا آستان بجا
 تنگمٹہ ہو دل بلبل جو آشیان بجا
 آہی آکی کوئی دم کو جان بجا
 رہائی ہو کہیں سینی سی اسنا بجا
 کہی پنچھوڑی جو عشق قدوان بجا
 کمر کو پوچھوں اگر کوئی بی نشان بجا
 کہیں اگر کوئی مطلب کی داستان بجا
 دہن دہن سی بان سی اگر زبان بجا
 جو کوئی مصر کی سستی میں کایان بجا
 آہی آج تو کہیہ قنوت بیان بجا

<p>یہ تحفہ خلد میں لیں مجھسی دوزخ حورین خطا کری وہ بہلا کر طسح نشانی میں بشر یکساں پر فرق گفتگو میں ہی</p>	<p>جو تیرا سیبِ فتن مجھکو ای جوان بلجای قضا کا تیرا قدر کی جسی کمان بلجای یہ نہ ذکر کیا جو کسی سی مری بان بلجای</p>
<p>ادا کروں دُروندانِ یار کا کچھ وصف جواں تہ بول زبانِ گھر نشان بلجای</p>	
<p>جلوہ گریغ میں ای سرو جو تو ہوتا ہی نخلین کیونکر نہ مری فکر سی نگین مضمون آج کل دیتی ہیں درپردہ وہ شکین مجھی کرتی ہیں سکوا ادا کر کی دو گانہ وہ ادا خوف سی آنکھ میں کی ہوئی جو جی شکر عکس کیو کا وہیں سنبھل تر بنتا ہی فیض پر باندھی کمر ساقی دریا دل لی تجاکر طرح دکھاؤں دل مضطر کی تڑپ</p>	<p>پاگل شرم سی سرو لب جو ہوتا ہی صرف اشعار مری دل کا لہو ہوتا ہی چاک پیرا میں دل تہا سوز ہو ہوتا ہی خون عشاق سی قابل کا وضو ہوتا ہی پہر خفا کس لی ای عربدہ جو ہوتا ہی بال وہ سرو جو کہولی لب جو ہوتا ہی میکشو مژدہ کہ لبر نہی سب ہو ہوتا ہی چن ہو تا ہی مری دل کو جو تو ہوتا ہی</p>

باغِ عالم میں لطافت سی کہانی کیا دی	اپنی جامی میں گل صورت ہو ہوتا ہی
اشکِ کائنات کی لکون کی پہلا کسی	نہر کی پائ میں موجوں سی رفو ہوتا ہی
بو اہوس ب غل مز بخیر میں غل کرتی میں	تیری سودی میں پہلا کسکو غلو ہوتا ہی
شعِ عارض کی کوئی نہتی ہیں کون کی تو	یون جو پچیدہ ہراک زلف کا سو ہوتا ہی
ہی ہراک رنگ میں پیدا صفتِ زانی	دود اطفال کی مٹی کو لہو ہوتا ہی
زلف کی بوج پہنچتی ہی تو خجالت کہا کر	مشک نانی میں نہان صورت ہو ہوتا ہی

خاصہ اپنا نہیں دریای فصاحت ہی قبول

اس سہی مرغِ معانی کا کلو ہوتا ہے

ہماری تجھ جی ای جان مبری ہو جای	تو درو ہجرتی فی الفور دل ہی ہو جای
خدا جو چاہی تو طالع کی یاوری ہو جای	فلک برائی کری تو وہ بہتری ہو جای
ہلالی آئی تو کہہ دے لکھے ابرو کی	ہونج کی مدح اگر زندہ انوری ہو جای
شنای چشم جو لکھی وہ نہ کسی کہلاے	کری جو جسم کی تعریف غصری ہو جای
غور حسن نہ کر عشقِ نئی وہ وی ہی نظر	کر یہ شکل کو میں کیون تو پری ہو جای

کمال ہو دُر ویا قوت کی پرکھنی میں
 قدمِ زمین پہ رکھی جو وہ سرِ لپا نور
 سبھون کو آج و قتل میں قتل کرنا ہی
 شبِ فراق کئی آئی جلدِ صبح وصال
 ابھی جو یادِ قد شعلہ رُومین کینچون میں
 رُائی آگی رقیبون کی ہو جو نہ نظر
 ہی اتفاقِ جہان عشقِ طفلِ رگر میں
 نہال ہو جی پہلِ دس گل کی تیغِ کاکھون
 طلسمِ شیشہ ابھی دیکھنا ہی آنکھوں کو
 کمر کی عشق میں دیا ہی ہو گیا میں بھی
 دکھائیں آہِ شررِ زرا کی ہم جو نیرنگ
 ترا حجاب ہی رو کی ہی درین بند تو کیا
 شبِ وصال میں تارِ روزِ حشر صبحِ نہو

جو دیکھ لی لب و دندانِ جو ہر ٹی جہاں
 تو مہر و ماہ کا ہر ذرہ مشتری ہو جہاں
 ہماری ہی او وہ ہر عشقِ بہری جہاں
 طلوعِ مہر ہو طالع کی یادِ رے ہو جہاں
 درختِ آگ کا یہ آہِ آوری ہو جہاں
 تو ہمسی مٹسی ابھی جنگِ رگری ہو جہاں
 جو جنگ ہی ہو تو کچھ جنگِ رگری جہاں
 لہو سی شلخِ تننا ابھی ہری ہو جہاں
 نہ بند شیشی میں ساتی کہیں پی ہو جہاں
 نصیب ایسی کسیکو نہ لاغری جہاں
 ابھی تو سرخِ یہہ چرخِ خضر جہاں
 فنا اک آہ سی سبکِ در جہاں
 دراز اور تری زلفِ عنبری ہو جہاں

بقول سی دہن یاد کا جو وصف ہو خوب

عیان جہان میں سب پر بخشنور مئی جای

یاد گہر میں تھی کیونکر کوئی مضطر نگری	ای پری تیری طرح دل میں کوئی گہر نگری
تیری ملکین کہیں یاد آئیں نہ مجھہ وحشی کو	اور بخود بھی فضا دکا نشتر نگری
صہم چو نک کی آنکھ اپنی تھی کہوئی ہری	آئینہ سامنی جب تک کہ سکندر نگری
نوجوانویہ وصیت ہی کسی عشق کی	آگ میں کو د پردی عشق کوئی پر نگری
بیوفا کی لپی فر بادنی کی کوہ کنی	دلکشیرین کطرح سی کوئی پتھر نگری
یمنی دل او کو دیار نہیں الفت کا یقین	جان ہی اپنی جو دی و توبہ ہا و نگری
اس قدر سوز و رن ہی کہ اگر پہن کوں	زندگی آگ میں اکدم بھی سمندر نگری
شور اگر ہو کہ یہ عشق لب شیریں کا جیش	سامنا دیدہ گریبان کا سمندر نگری
آب چاہ و قن صاف کب دیتا ہی	آبِ خنجر بھی جو چاہیوں تو گلزار نگری
نظر آجائی ہکو یہ نہایت ہی محال	زار جب تک وہ کمر اپنی برابر نگری
روزن اک مہنی بنایا ہی در جاناں میں	خوف ہی آئی جو دربان کہیں شہر نگری

دل ہی سینہ ہی جگر ہی ہوتی سب نچے	جو کہہ ابروئی کیا کام وہ خجہ نہ کری
دل مرانی کی کہی بات نہ پوچی پہر کر	جو ستم توئی کیا ہی کوئی لب نہ کری
ای پری چہرہ اگر ہو نہ ترازیر نقاب	سامنا تو کہی خورشید منور نہ کری
جل کی دل سینی سی نکلی تو کل جانی دی	عشق ولسوز کو دل سی کوئی باہر کری
عشق ابرو میں لہو ہو کی بہا میرا دل	کہی غم کوئی مضبوطی دل پر نہ کری
پگئی ہی تری آئینہ عارض پہ نگاہ	مکڑی پھنی کو کس طرح سکت نہ کری
ای پری کبہ کی تجھ کو نہ پہر کل عامی وہ خود	نامہ لیجا کی رقابت تو کبوتر نہ کری
دل کو چھیدا ہی مری آنکھوں میں تپا ہی لہو	جو کیا ہی تری ترکان فی ہشت نہ کری
لات کیوں ماری علیانی جو یہ نہ نیا ہی خوب	جو غلام اوکا ہو وہ خواہش افسر نہ کری

کاسیاب اور ہوئی ہم رہی محروم قبول
کچی ایسی کسی عاشق سی مقتدر نہ کری

چہرہ یار مری دل پہ بلا لاتا ہی	حسن جو کہتا ہی وہ عشق سجا لاتا ہی
تو اب میں دیو دراجا تا ہی اگر ہر شب	زلف کا عشق مری سر پہ بلا لاتا ہی

آج گلزار میں گل سستی میں میں بھی شبنم
 کہیں ملنا نہیں ہرگز وہ بت ہر جانی
 تلخ گرجاتا ہی ہر روز وہیں کی طلبیب
 چاک اسکا ہی ہو دل پہاڑوں اسی کی آگی
 زر و پوشاک تری کسبھی نہ مجھہ زار کو کیوں
 خوش نگہداشت میں ہوتی میں بی دام شکار
 فرصت انکی تری کوچی میں نی کسی کہاں
 روزِ خلقت دل عاشق کو صفا ملتی ہی
 کم نہیں دیوسی قوت میں دل زار اپنا
 دل سی نقشہ چہ کنگان کا اگر پوچھا ہوں
 ناصحا کو چہ جانان نہ چہٹی گا چپ ہو
 ہوں فقیری میں وہ قانع کہ مری کہانی کو
 جو کوئی جاتا ہی وہ خاک بسر پہر تا ہی

خبر آمد کی تری پیکر صبا لاتا ہے
 دلِ میناب بھی روز ہکا لاتا ہے
 زہر کا جام پلانی کو بنا لاتا ہے
 آج خیاط نئی سی کی قبلا لاتا ہے
 کاہ کو اپنی طرف کا ہر بال لاتا ہے
 آنکھ دکھلا کی وہ آہ کو لگا لاتا ہے
 پر بھی اشک کا سیلاب بہا لاتا ہے
 ساتھ ہی اپنی یہ آئینہ چلا لاتا ہے
 قاف سی روز یہ پڑھ کر لڑا لاتا ہے
 بھگو چاہِ ذوقِ یار دکھا لاتا ہے
 روٹھتا ہوں وہ خود بھگو مینا لاتا ہے
 ہڈیاں اپنی سعادت سی ہلا لاتا ہے
 کوچہ عشق سی عاشق کوئی کیا لاتا ہے

قل کر نی مجھی آتا ہی شہ حسن مرا ساتھ اپنی سپینہ زودا دلاتا ہی

حال دل کہتا ہوں جب میں قہ وہ کہتا ہی قبول

تو تو ہر روز نئی بات بنا لاتا ہے

ابر دیکھا تو کہا دل فی بخارا اپنا ہی	برق چکی تو صدا دی یہہ شرار اپنا ہی
بسکہ سر گرم ستم لالہ عذار اپنا ہی	داغ داغ اسیلی سارا تن ار اپنا ہی
تجھ پہ مرجائیں گی ہم ہی کجی گانہ قریب	ہم تری صید ہیں لیکن ہشتکار اپنا ہی
ساقیا ہم سی زیادہ کوئی میخوار نہیں	بیخودی ہستی میں جسکو وہ خمار اپنا ہی
تہا نا ہی پنچہ حسرت فی مہتار دامن	اگی جاتی ہو کہاں تم یہہ مزار اپنا ہی
ای صنم کسلی دامن سی چھڑاتا ہی تو	بیوفا ایسا نہ بن جا یہہ غبار اپنا ہی
سیکڑ دن پہولی ہوئی میں گل داغ حسرت	دل نہیں سنی میں یہہ باغ بہار اپنا ہی
دن ہو یارات ہو اکھون میں ہی عالم اندھیر	دھیان لفون ہی میں اب لیل و نہا اپنا ہی
جان لی بن کی محب پر نہ اوٹھایا لاشہ	جان لون پہر اوسی سطح کہ یار اپنا ہی
اس سی سنی میں خلش آٹھ پہر ہی ای گل	غچہ دل نہیں پہلو میں یہہ خار اپنا ہی

<p>خوہتاری جو وہی تو بہت شاعر اپنا ہی جس قدر عشق میں فکرت ہو وقار اپنا ہی نالہ کش دل جو ہی سہی میں ہزار اپنا ہی ایک مدت ہوئی سنان دیار اپنا ہی اب تنگی اسی ناچیز سوار اپنا ہی خامہ جادو در قلم و سحر نگار اپنا ہی</p>	<p>دل ہی توڑو گی تو ہم نہ کہہ ہی ہو زمین گی نظرِ باری میں ہوتی ہی زیادہ تو قیر سینہ اپنا نہیں انھوں سی گلستان ہی اب کہی دل میں ہی ہوتا نہیں جلوہ نما حرصِ دنیا کو جدا کر کے دل سی کبھی پڑہ کی اشعار مری ہوتی ہیں پان بیخود</p>
<p>دل بہت خوش ہی مرا خوب گذرتی ہی قبول ان دنوں کو چہ جانان میں گزار اپنا ہے</p>	
<p>تلوار سی ضرور مری موت آتی ہی لاشی پسینگی یارانی بجلی گرائی ہی شانی کی او سکی زلف رسامک سانی ہی آئینہ سان ہماری تمہاری صفائی ہی تارِ نظر کی سی سنی سلائی بنائی ہی</p>	<p>سریں ہوائی ابر و قاتل سہائی ہی میں جانتا تمہاروی گا مجکو وہ مثل ابر شانی تک او سکی زلف سا اب پہنچ گئی عارض کہاؤ پہر ہی ہم میں ہی ہو تم چشمِ صنم میں سری کی جاؤ و داؤد</p>

<p> آہِ شرِ نشانِ مری او کو ہوائی ہی پیچہ ہی بدِ راورِ مہ نو کلائی ہی منہ اپنا لیکے رہ گیا کیا منہ کی کہانی ہی یاروں فی آ کی صبح کو میت اٹھائی ہی زنجیرِ پھین ہم تو ہماری رہائی ہی آج آنکھ کیا ہی ناز و اداسی لائی ہی ای ل یہ میٹھی زہریلی ترسٹھائی ہی زنجیرِ عرش آہِ رسائی ہلائی ہی زنجیرِ اپنی پاؤں کی ہنی بڑھائی ہی تلواد میری گرم لہو میں جھپائی ہی سوتی میں سپاسِ بحرِ گرم فی جھپائی ہی اور بہائی یہ نہ بھی کہ یوسفِ بہائی ہی </p>	<p> ہی شعلہِ رو کی سیر کو گلرِیزِ چشمِ تر امین دست بستہ ساسنی او کی تمام نور کچھ غیر کی سخن کا نہ اوسنی دیا جواب گدڑی شبِ صال تو خوابِ اجل میں یون دل کچھ تو پہلی زلفِ مسلسل کی یاد میں کی صلح آ کی گھر مری اس خانہ جنگ فی ناحق ہی بوسہ لبِ شیرین کا اشتیاق اوس حور و ش کی در کا جو وہو کا اسی ہوا زلفِ دراز میں دلِ وحشی جو پھنس گیا پہا لی پڑی ہین سلیبی قاتل کی تیغ میں لبِ اداسی لبِ پہر کہد ی غش دیکھ کر بھی اندہی کو میں فی نورِ کیمورت کیا عزت </p>
--	---

لاکھوں ہی خون ہو گئی ہو گئی چلی قبول

سنتی این ادس نگار نی مہدی لگائی ہی

جوان پیر کی دل میں سنی سی درد ہوتا ہی	ہمارا شعر جو ہی عشق میں ہر درد ہوتا ہی
جسی ہی عشق کا دل جام پاتا ہی شہادت کا	جدا جو خوب آب تیغ سنی ہر درد ہوتا ہی
عجب ہی عجب قاتل تیری شکل عفرانی کا	کہ جب میں دیکھتا ہوں سنی چہرہ درد ہوتا ہی
مہتاری عشق کی تاثیر بخشی ہی یہ نہ لون کو	دلِ نالان سی میری تنہا لان درد ہوتا ہی
کبھی گلگشت کو گلشن میں جانا ہی جو وہ گل و	رخ رنگین سی او کی زرد ہر درد ہوتا ہی
زمانی میں فریب ہو فنا مر دکھاتی ہیں	نہ تہو کی جو عروس دہر پرہ درد ہوتا ہی
مجھی دیتا ہی وہ ایسی شراب کا ساغر	کہ جامِ آبجو ان جکی آگی گرد ہوتا ہی
سفیدی اور تڑپ ایسی دندان نی پائی ہی	ترمی اتون سی جو مٹا ہی ہلے زرد ہوتا ہی
ملا جب مجھ کو ڈر کر چال چو کا اپنا گھر ہولا	کٹا جب نگ و شمن زرد شکل زرد ہوتا ہی
خس و خاشاک سی شعلی کہی بچتی نہیں دیکھی	تری کوچی کا کورا تپ میں باد اور درد ہوتا ہی
کیا ہی فوج تو سر گرم ہو تجھیز و تکفین پر	ترا عاشق کوئی ساعتیں قاتل سر ہوتا ہی

قبول اس میں مرا کیا جرم ہی حاسد جو میرا ہی

مراہر مصرع صاف او سکی دل کو کرد ہوتا ہی

<p>چرا کر لیکیا دل کو وہ ہم بیدار کیسی تھی ہوئی اعطاب ہی آخر عشق میں دست کی گسردان چہی تلو و نین میری خلتش ہوئی لگا دین اوسی آتی جو دیکھا اوٹکی وڑا بستر غم سی وہ کہتا ہی کہ رو پر وصل مقطر نہیں بہتا ہو یا بہ طول وقت کو کہ لٹنی چہتا ہو نین مجھی ای برمن باد پہنایا اپنی لغت میں گئی ہمراہ حسرت یہیں چھوٹای شاہو کل چڑھائی جامہ کہ کر کی رہن پہنچی مسجد میں مہاری گسٹون کی کون نہ جہاں سیر تھی بت کو وہی میں ہوں ای گل ظاہر ہوں سوختہ جس میں وطن کی باغ سیر سبزہ صحرا سی میں بہو لا</p>	<p>کیا بیخود دکھا کر انکھ ہم ہشیار کیسی تھی بہلا بیدار ہم تو تھی ہی یہہ نیندار کیسی تھی نہیں معلوم میشت جنون یہہ رخسار کیسی تھی وہ ہنسکر بولا شوخی سی کہ تم ہمار کیسی تھی ہماری ہجر میں دیدی یہہ ریا بار کیسی تھی جہیں کیسی تھی میری ماری کی خسار کیسی تھی یہہ کیا دام بلا تھی رشتہ زنا ر کیسی تھی گئی کون داغ لیکر صاحب بنا ر کیسی تھی اری رند و یہہ اہل جہہ و دستار کیسی تھی سیہ پوشی یہہ کیسی تھی یہہ ماتہ دار کیسی تھی وگر نہ اگی تم میری گل کی ہار کیسی تھی چمن میں کس دوش کی اچنی گلزار کیسی تھی</p>
--	---

عوضِ محروم وفا کی اجنبی ہو جو مجھ پر ہے	مجھی حیرت ہی تیری عدوہ اقرار کیسی تھی
آنچکھ مگر گئی ہم تو بھی یہ بید ہی نہیں ہوتی	پریشان مجھ ہی تیری گیسو خدا کیسی تھی
پست کر مایسی تا صبح سوئی صول کی شب	سحر تک شام خمی قوت میں ہم بیدار کیسی تھی
نہ اک قطرہ لہو کا جسم میں باقی رہا میری	لہو کی پیاسی تلے ابلے فار کیسی تھی

غزل کہنا نہ آیا حیف تجھ کو ای قبول اب تک
مزا پایا نہ کچھ بھی یہ تری اشعار کیسی تھی

پہرتی ہی ہنگامتی ہوئی ہر سو نظر اپنی	بتلا دہن تنگ سی نازک کمر اپنی
ہم بھی تو تصویری اوی سمت گئی ہیں	اوی چپی سی دل لئی تو چھپن خبر اپنی
نی دیکھی تری حشر کو بھی صبح نہوگی	سو قوت ہی نظارہ رخ پر سحر اپنی
عالم تو ہی اوی طرف اوی سکا یہ عالم	سنا نہیں جس نے یاد وہ بیدار اگر اپنی
کیا جانی تری عشق میں پھنچی ہیں کد ہم	افسوس کہ ملتی نہیں ہلو خیمہ اپنی
تو ت ہوئی سو نگہا جو ترا سب بخندان	تا تیرہ یہ کیوں نہ دکھاتا شرم اپنی
نیزی کی انی پاد ہوئی جاتی ہی دل سی	ظالم نہ ملا میری نظری نظر اپنی

مین ملک سلیمان کا سحر کر دن اوس سی	دی ٹی ہ پری مہکو انگو سٹہ اگر اپنی
مین ایک کو توڑ وچکا خون ہوتا ہی یہی	دل بہ چکا آنکھوں سی خبر لی جگر اپنی
اب پہونچون پہلا کعبہ مقصود کو کیونکر	طی کر گئی منزل مری سب ہسفر اپنی
اختفا یہ کیا دل فی کہ ہم ہی نہیں آگاہ	کیا جانی کہ آئی ہی طبیعت کد ہر اپنی
مضمون سی جتنی ہی مری دل کو محبت	شفقت یہ نہیں کرتا پسر یہ پدر اپنی
عارضی سی د مہرین ای مہر منور	دی ایک ہی کسے سی مہر کر اپنی
افواج مضامین ہی لڑی کر کو فی شاعر	سیف دوزبان خامہ ہی کاغذ سپر اپنی
اب رحم کر و مجھ پہ کہ مین و تا ہوں کب سی	تم ہنسکی دکھا دو مجھی سلک گھر اپنی
ای با و صبا ہکو پتا صاف بتادی	تو لیکتی ہی خاک چمن سی کد ہر اپنی
دیکھی سیخ صاف اوسکا تو جالی کو کر ٹی	بنوای ذرا آنکھ تو پہلے قمر اپنی
مشہور ہی تہم جاتا ہی دریا ہی کسی وقت	بہنی سی نہیں رکتی کہی چشم تر اپنی
سی ناز اوس حسن کا مین عشق پہ مغرور	اوس سمت کشش یار کی ہی اوراد ہر اپنی

بی فکر رہی ہم نہ قبول ایک گہری ہی

فکرون ہی میں عجب سر ہوئی ہی بسرا ہی

وہ بحرِ حسنِ راہی بحر میں کہ بر میں ہی	کہہی وہ دل میں ہی گاہِ چشمِ ترین ہی
وہن ہی آنکہہ میں اشکوں میں جلوہ گر تری آفت	صدف صدف میں ماورِ گہر گہر میں ہی
عدم کو پہونچی اسی از نو اگر زنی میں	ہمیشہ گہر میں ہی ہم مگر سفر میں راہی
ہو رشکِ سروِ جانِ قد ترا یہ بوٹا سا	جو ایک پل ہی صنم میری چشمِ ترین ہی
خنخ کی بوسی ملین گی نہو گا دل کو قرار	بس اب یہہ داغ ہی ای لاکہ و جگر میں ہی
ہم اپنی جانِ محبت میں اسکی دیتی ہیں	ہمارا رشتہ جان ہی تری کر میں راہی
وہ سادہ دُجو کر ی اپنی حسنِ پرفتون	تو ایک دم ہی نہ آئینہ پانی گہر میں ہی
وہ آیا گو دین میری تو میں ہوا یہ پیش	ہزار حیف کہ میں غش ہوئے بر میں ہی
کہا نکاحِ صل کوئی بات ہی ہوئی نصیب	تمام شب ہوئی ہم دہشتِ سحر میں ہی
فراقِ یارِ جلا یا کیا وہاں ہی ہمیں	رہی بہشت میں یوں جسطحِ سفر میں ہی
ہی ل میں داغِ سیہ او سین یا و ابرو کی	ہلالِ حسن کو جسطور سی سپر میں ہی

وہ ہی قبولِ جہی گو ہزار پر دوں میں

بہشتہ چشمِ قصورسی بی نظیرین رہی

جب کہ وہ خوش جمال آتا ہے	سب کو محفل میں حال آتا ہے
غم کی کرتا ہوں میں پرستاری	دور و سینی میں پال آتا ہے
خواب میں خوب رویا کرتا ہوں	زلف کا جب خیال آتا ہے
کب ادھبا بازلف اک موسے	تاکر بال بال آتا ہے
تیر مژگان کو روزِ حسرت سے	دل مرا دیکھ بہاں آتا ہے
روز ہی غارِ ضنون کا نور دو چند	محسوس وہ پر زوال آتا ہے
جب اویسی خوشحال کہتا ہوں	اوس کو مجھ پر جلال آتا ہے
سرو جب دیکھتی ہیں قامتِ یار	عشق اور نکو کمال آتا ہے
تہالی پانی سی بہرتی ہیں ایسا	عرقِ افعال آتا ہے
مصروعِ قامتِ صنم ہلکو	دل کی سانچی میں ڈال آتا ہے
پہر پہنچتا ہوں اس کی کوچی میں	گو وہ کوسوں کنال آتا ہے
لبِ شیرین کا ہی مقابلہ آج	زرد ہونے کو لال آتا ہے

لکھون موئی کمر کا کیونکر وصف	ہو فِ خاں مین بال آتا ہے
آئی تیرا دھان تنگ نظر	نظر امِ محال آتا ہے
پیچ تپھسی کری گی تیری زلف	عاشقون کا وہاں آتا ہے

اندون زرد اسلی ہی قبول

روز و وہ مجھ پہ لال آتا ہے

سوزِ درون کی می ل و سکو خبر نہیں ہی	آہیں شر نشان میں لیکن انہیں ہی
روٹی میں بات دن ہم لیکن بختک دن	مثل گھر ہمارا آنسو ہی تر نہیں ہی
شعرون میں کسو باندھوں میں لائون کسکو	اک دہم سہا ہی سکوا و سکی کمر نہیں ہی
مرتی میں پر نہیں پاس نقدِ اطاعت حق	کیونکر کٹی گی منزل زادِ سفر نہیں ہی
زندہ سمجھکی مجھ کو کرتا ہی وارِ پیر وار	میں مر گیا ہوں کب کا اوسکو خبر نہیں ہی
اوسکی گلی میں کیونکر پہنچی گی روحِ اپنی	روحِ الامین کا ہی اوسجاگز نہیں ہی
ابر کی تیغ تو لوثر گان کی تیر مارو	عاشق ہوں میں مجھی کچھ فِ خطر نہیں ہی
اشی ہدانِ مضمون کیونکر بلاؤں تسکو	اب نذر کو بہتاری خونِ جگہ نہیں ہی

جیتک کہ بام پر وہ رشکِ قمر نہیں ہی	جسدِ جہ چاہی چکی مہتابِ آسمان پر
ایتک مہتائی ل میں کیا میرا گھر نہیں ہی	کوچی سی اپنی بستر اُٹھو او تم نہ میرا
پرنی سچو مجھکو منظور شر نہیں ہی	او جس رو بستر تو کہہ سکتا تھا نہ واعظ
بیقدر شاخ ہی او جس میں شہر نہیں ہی	وہ خامہ کیا کہ جس سی مضمونِ نو نہ نگلی
تن پر جو سر نہیں ہی اب دسر نہیں ہی	تن پر سی سرجو او ترا بس کمر و او ترا
موجو دستدای لیکن جس نہیں ہی	حاضر ہی عاشق او سکا معشوق پر ہی غائب
غجنون کی ہی گرہ میں کیا تو نہیں ہی	او گل پہ مال اپنا سب فی کیا تصدق
نقطہ ہی کو سنا جو رشکِ گہر نہیں ہی	ہر ایک بیتِ صفتِ ندان میں ہی صدف و آ

اہلِ ہنر کی آگی پڑہ ہی قبولِ اشعار

کیا یاد شاعری کا جھکو ہنس نہیں ہی

اسقدر غل می ہی گہر میں کہ مہان تنگ ہی	نالاہائی ل سی دور و جہر جانان تنگ ہی
حیف ہی کیا دیدہ گردون گردان تنگ ہی	ایکجا پر مجھکو او سکو دیکھ سکتا ہی نہیں
طوقِ آہن سی سوا میل گریبان تنگ ہی	وہ گہنجا تا ہی و صد مون میں اپنی شغف

داغ دل ای باغبان تیری گلشن سی مسیح
 پاؤن کی نیچی سی بکی سرکی جاتی ہی مین
 دل کبان بھلاؤن مین جیستی تہار عی شق مین
 مین پریشان ن سایہی سی ہالون مکی سی
 غرق حیرت آسنہ صاف عارض دیکھکر
 گہرین آتاہون تری اسکو بھا کر ای صنف
 دل بہر آیا گیر گلشن مین جو یاد آیا وہ گل
 کون سی ہی جہان نالی کری وحشی ترا
 جہتو کب نکھین لڑا سکتی ہین نکھون سٹی سی
 کشمکش صد سہی ای دیکھین تیری کون کون
 رشتہ نظارہ ان تک پہونچنی دی صنف
 وہی ن مین ہونو گہر کر نکل ای یہاں
 روز و شب نور و دونوں غاضون کای فزون

دل کشادہ ہی مرا تیرا گلستان تنگ ہی
 کثرت عشاق ہی اکہ ہی جان تنگ ہی
 وسعت جنت سی عالم کا بیابان تنگ ہی
 تنگ مین نہ ان ہنی ان و مجھ ہی نہ ان تنگ ہی
 سرخی لب سی تری لعل بدخشان تنگ ہی
 اسقدر نالی کی مینی کہ دربان تنگ ہی
 میری لون ہی ہر اک مرغ خوشحال تنگ ہی
 کوہ مالان رہا ہی اور بیابان تنگ ہی
 یہ وہ آہو مین کہ ہر شیر نیشان تنگ ہی
 دل بہت ہیر کچہ زلف پریشان تنگ ہی
 چشمہ سوزن سی کھنکھان چشمن انسان تنگ ہی
 ای پری تیری کلی سی باغ رضوان تنگ ہی
 ماہ تابان تنگ ہی مہر خشان تنگ ہی

پانی پانی ہی عدل را بریں تنگ ہی	یاد دندان میں نکلتی ہیں وہ اشکون کی گھر
روح سیرِ باغِ رضوان کی ہی مشتاق ای قبول انفس میں آج کل مرغِ خوش احوال تنگ ہی	
<p>ہمیں چشمِ مہ و نور شید میں جالی دیکھی چاند دو ایک تری چہری کی ٹالی دیکھی سیکڑوں علمِ فراست کی رسالی دیکھی تیری آنکھوں ہی کی سب کھینی والی دیکھی نامِ گلشن کا تری بادِ صبا لی دیکھی خانہ کعبہ میں رہتی ہوئی کالی دیکھی شک ہو تو پہلی سبھو کو وہ دکھالی دیکھی چاک شانی میں اور آئینی میں چھالی دیکھی ہو یہ بہ اوگلا کہ پھر چینی کی لالی دیکھی چمن میں پڑتی ہوئی جھالی دیکھی</p>	<p>لی بصر تیری ہی دیکھنی والی دیکھی رخِ روشن پہ عجب نور کی بالی دیکھی طی ہوئی طرحِ فرس کی نہ تری شاہسوا کیسی نگرس کہ ہر انسان کہان کی آہو بہیجہ و گلی اوسی میں ملکِ بقا کی جانب تیری زلفوں کی تصویٰ کیا گہر دل میں نہ کر تا ہوں جو میں گوہرِ دلِ قلب نہیں ایک صحت سی جلا ایک ہو اسینہ نگار داغِ دل لالی کی صورت جسی فرقت کا ملا دو خوش آب کی ڈرون ہی پھر شاداب</p>

یار آیا تو چلے داغ جگر پہلو سے	بیوفا مہنی بیہ آغوش کی پالی دیکھی
جاگنا سونی سی بہتری کہ بنی لنگا دیں	آنکھ اُدھر چپکی اُدھر خواب میں کالی دیکھی
جو کہ نا دیدہ ہی ای لہ ہلک سمجھا ہی	دیکھی بہالی تری پلکوں کو تو بہالی دیکھی
جیسے جو بات کری پائی خدا سی شرہ	اُگی اوس بت کی کوئی نام خدا لی دیکھی
پتلیوں سی تری آنکھوں کی چھین لٹکا	گزد پلکوں کی طرح بر چھین والی دیکھی
شجر عشق حقیقی سی ملا بلغ بہشت	دل میں جڑا سکی تو فردوس میں ڈالی دیکھی

نہ دو اکام کری اور نہ دعا امین قبول
مرض عشق کی کچھ رنگ نرالی دیکھے

کب دل ہمارا کو چہ جانان سنی رہی	بلبل ہزار حیف گلستان سی دوری
بیٹھا ہی مجھسی بہاگ کی مچھون ہزار کوس	دانا جو سی وہ صحبت نادان سی دوری
رتبہ بلند ہی تری عارض کا بدر سی	خورشید ای پری تہ تابان سی دوری
ای ترک زخم تیغ کی لذت اُٹھاؤں کیا	میرا دیاں زخم نکدان سی دوری
کر لو دوا بلبل شید اکو ای گلو	صیاد ایسی میں چنستان سی دوری

مین ناتوان جدا شدہ خوبان سی ہو گیا	مورِ ضعیف اپنی سلیمان سی دوری
جامی کو بار بار جھٹکتے ہو کس لیے	دامنِ مہارِ خاکِ شہیدان سی دوری
کھل جا ہی سنبھلے ہی جو گل آئی آفتاب	وہ آفتاب دیدہ گریان سی دوری
غربت میں کوئی قبر کا جار و کشت نہیں	با و صبا ہی گورِ غریبان سی دوری
عالم تمام کیون نہ پرستش تری کری	ہندو سی ہی بعید مسلمان سی دوری
قاتل کہیں کہڑا ہی خفا ہو کی مین کہیں	محشر کی دن ہی ہاتھ گریبان سی دوری
رنجور تو ہی لبِ سنہ پہونچی گارلف تک	ای دل ختن کا شہرِ بدخشان سی دوری
جلِ حل کی پوستِ شت میں تیرا بدن کا ب	چرمی ہی جامِ اب تنِ عریان سی دوری
اب آہوانِ باریکامین چھوڑتا ہوں عشق	جوان پہ ہوں فریقہ انسان سی دوری
وہ ہونڈا بہت نہ دل کو دہن کا ملا سراغ	خضرِ انیا حیفِ چشمہ حیوان سی دوری
آزاد وہ نہیں جو ختن کی کری نہ سیر	وہ قیدی جو کاملِ پیمان سی دوری

یارِ نجف میں ہند سی پہونچتا بول کو

اب تک یہ مور اپنی سلیمان سی دوری

پیچ سنبل مین مین تازلف عقد ہو جای
 لعل ہی سرنج کہ ہو پنچہ رنگین نگار
 ملی آنکھوں سی ہوئی ایللی نرگس ہمار
 لام گیسو ہی الف بینی دین اوسکاٹا
 ایک نگ آئی وراک جابی ملی لب سی اگر
 عشقِ جانان مہی دل نہ پھری لبِ خاموش
 زلفِ پر پیچ کی کچھہ وصف بنوون کچی
 تو وہ نازک ہی چین میان کروں لوسی کا
 انتہا ہو جو اطاعت کی تو عالم ہو مطیع
 جن چہن سپرہ کہیں گیسو جانان کو بلا
 چار ابرو تری کچی تو رباعی سی ہوش
 عکس پڑ جای خطِ سبز کا تیری جو ذرا
 ایسی مین مدح کروں اوٹھ نہ ہی بات کوئی

سروی ایللی سید کہ تراقد ہو جای
 ہی سفید اس لی الماس کہ ساغد ہو جای
 سرنج اسو اعلیٰ گل ہی کہ تراخذ ہو جای
 نور اللہ ہی گر لام شد ہو جای
 لعل کپھراج ہو کپھراج نہ برجد ہو جای
 کہیں ناصح نہ موثر سخن بد ہو جای
 ہی یقین شعرِ مقطع ہی محقق ہو جای
 ای خدیو دل و جان سرنج تراخذ ہو جای
 پیر تو انسان مقلد سی مقلد ہو جای
 زلف کا سایہ ہو سر پر تو بلار ہو جای
 شاعر اس درجہ ہو پنچو دکہ وہ سرمد ہو جای
 ای صنم کان مین یا قوت نہ برجد ہو جای
 شعر و صف اب شیریں زبان ہو جای

رُوبرو آنہ بی شبہ شک نہ ہو جای	استقد مجھسی مکڈڑی کہ دکھلای جو منہ
دامن حشر بھی سوزنی مسند ہو جای	شرم سی تڑپون تو پہر سوزن سی فوراً
کان میں پنی وہ موتی تو زبرد ہو جای	زہری فنی کیسو کی یقین ہی مجھ کو
ایسا خون اوگلی می سرخ صنم رُڈ ہو جای	بیہ عای کہ تری ساتھ پی می جو قریب
عیب تلوار کا سی آب جو بھید ہو جای	قد رُکم ہوتی ہی خوبی جو ہو بی اندازہ
کڈ ہی آہن کہ نہ جانان کو کہیں گڈ ہو جای	مجھ کو کاوش سی نہیں خوف رقیبون کی لگ
ظلم کر شوق سی پر ظلم کی کچھ حد ہو جای	دم اُچھتا ہی تری ظلم جو بی پایان میں
رخ مرا عکس کندر کی لبت ہو جای	چہرہ آئینی میں معلوم نہ ہو آگی مری
مجھ کو ڈر ہی نہ کہیں نام ترا بد ہو جای	بی نشانوں سی دروغ ای صنم چہا نہ سمجھ
شبہت میں فقط اک دین مجھ ہو جای	پانچ وقت ایک سی ہی چار عناصر کی دعا

کیا عجب گر غزل اک اور بھی ہو جای قبول

گر اسی طرح سی مضمون کے آمد ہو جای

لعل لب سی تری یا قوت زبرد ہو جای

ل کی ہیر اور دندان سی تری گڈ ہو جای

اس لی کا پتا نکلا ہی فلک پر خورشید
 بی تصنیع تری تعریف میں کہتا ہوں غزل
 محض بی علم ہوں میں اس لی چپ پیٹ
 جلد ہو روی کتابی کی تری جلد سیاہ
 نور ہو سب کا تری نور کی جانب منسوب
 جھگڑا کیسو کی جو سوئی میں کہی قید و شوق
 چشم میگوں وہ دکھائی تو نہ ہوش آئی کہی
 اور جو بانِ جہان سیکھنی آئین رفتار
 غش میں سونگہوں گلِ حاضر تو ہمیشہ ہی شوش
 آہِ چپان کا دہوانِ گلِ چپان بن جابی
 جیسا مشہور ہوں میں تیری بان کا مارا
 وعدہ بوسہ نہ مفقود ہوا نہ دہن
 پہاڑ کہ پہنکتا ہوں پیر میں جلد بن

سجدہ گہری نہ وہ ہر برآمد ہو جابی
 وای محنت تجی ثابت جو خوش آئند ہو جابی
 کہولہ و قفلِ دہن یاد جو ابجد ہو جابی
 خطِ کل آئی تو تیرا آن مجلد ہو جابی
 حسن عیف کا تری حسن کا منہ ہو جابی
 بیزی پڑتی ہی مری پاؤں میں آہ ہو جابی
 جام سی کام نہ ہونشہ سُرمد ہو جابی
 کبک او سکا ہو مقلد تو مقلد ہو جابی
 آنکھ دیکھوں تو مجھی نشہ سُرمد ہو جابی
 کہنچون اک ناناہ موزون تیرا قدر ہو جابی
 یوں نہ دولت میں کی اور زبان ہو جابی
 زلف کیلک شبِ ہجر نہ ممتد ہو جابی
 ہی دہن جو مری طرح مجر ہو جابی

نیل نیل کم کرین دانت مسی آلوده	لعل لب سی تری گیر و کیطرح گد هو جای
مین جو پروانه صفت قصد کردن جلانی کا	شعله شمع رخ یاز بس تر د هو جای
حور کو ویکه کی لعل سون ی یادین پهر	تیری گشتی کو زمین خلد کی مشهد هو جای
طوق تیرانه ربا هو مری گردن سی کبھی	تیری بیری مری پاؤن کی مقید هو جای
جبهه سانی کا جو تو حکم دی ای جان جهان	سنگ در تیرا هرک قوم کا معبد هو جای
ای پریر و تری محبس سی ه کیونکر نگلی	درو دیوار سی لغت جسی بید هو جای
گهیر لی سلسله آه رسازندان کو	مین اگر چه ٹون تو زندان مقید هو جای
دل کو گو عشق ہی تجھی یہی کہتا ہوں	سیری سر مار ناجرم اس جھی نہر هو جای

یا دجنت مین فضائی بخفائی چو قبول

قصر مرجان مین جلیسٹا ہوں تو مقید هو جای

سفر کرنا ہی اوس چچی کا تو ای دل خبر کردی	تری ہمراہ نہہ دار کچھ بخت جگر کردی
ہو مین بی نور آنکھیں دنی سوتی شہد کہاگر	مری ان تیلون کو عکس رض سی فکر کردی
تنک نظری نگر مجھے نہ یکیش سی تو ای سانی	جو دیتا ہی مچی تو ایک ہی ساغر تو بہر کردی

پہچا یا کس اپنی لفون میں نہ اس شب ہی گم گذر
 پڑی تیغ نگاہ ناز ای قاتل تو اک دم میں
 اگر رو نہ بنادی بر کو بجر اک قطرہ آنسو کا
 جو میری داغ سوا پر پڑی اک ارا قاتل
 الہی میں ضعیفی میں تیری حرمت کا وہاں ہوں
 ہر اک گل شعلہ آتش بنی میری جلا جانی کو
 جلا جاتا ہوں میں اسکو خبر اصدائیں ہو
 اگر وہ منتوں سے نہ کہانی آئی اک شب کو
 رقیبوں میں پہنسا ہوں مینی تیغ آہ کہنچی ہی
 کہی تو رحم کر رونی تو مجھ ہی بضاعت کے
 لب و شیریں دین کے صوف میں کہیں نہیں سکتی
 نجانی دیگا دربان کو ٹکرا اس قدر ای دل
 تری اہست میں سیر لا مکان منظور ہی مجھ کو

اب اپنا چہرہ پر نور دکھلا کر سحر کر دنی
 کر دی لنگری لنگری دریا ہوا جگر کر دی
 شراب گرم دل کا بحر کو اک دم میں بہ کر دی
 تری تیغ ہلا لی ڈھال کو میری فخر کر دی
 مہیا نا تو ان کی واسطی زاد سفر کر دی
 چمن میں تون تو اسکو آتش فرقت سحر کر دی
 کسی کی آہ کو خالق نہ اتنا بی اثر کر دی
 یقین ہی لف چہری ستانی میں سحر کر دی
 خداوند امری عدا پہ تو میری ظفر کر دی
 کسی ن ہنسی سلک اشک سلک گہر کر دی
 کری کلی میان میں تیرے شکرت نیشکر کر دی
 کہ اب دیوار جانان میں نیا اک دروازہ کر دی
 الہی اس نیا باغ بھی پیدا رہا ہے کر دی

ضعیف الجسم مين کونکر نهون بشع گونی مين	لهو پير نه کيونکر خشک توليد پير کردی
جواہل غیب مين سیری هنر کو عیب گنتی مين	جو هو صاحب هنر عیب سیری هنر کردی

قبول اوس ترک سی ہر بار تم اکھین لڑاتی ہو
اکھین دل کو نہ چلانی چلانی پیکان نظر کردی

طوفان ہوا بلند یہہ چشم پر آب سی	پانی پہ ترتی پہرتی تلتانی جاب سی
مین بعد قتل ہی نہ چھٹا اضطراب سی	ای ترک روح لپٹی ہی تیری کاب سی
ساتی کی آستانی پہ سجدہ ہی فرض عین	پھر کس طرح وضو نہ کون ہم شراب سی
مین اوس پری کا قیدی نازک مزاج ہون	ہو صاف میرا خانہ زندان جاب سی
رؤیا مین یار کی دکھاتا ہی سنبہ بھی	سوتا ہون مین قہ جاکتی مین بخت خواب سی
دل عشق رخ سی کیا ہی ہو گی ان ہیا	یا قوت بن گیا ہی یہہ سنگ آفتاب سی
بوسہ لیا دھن کا اُلٹ کر نقاب یار	ہم بی حجاب ہو گئی اوسکی حجاب سی
آہو ہر ایک آنکھ تری ہی جوای پری	آنکھون مین تل جوین مین کم مشکنا سی
مین سمجھا نکلا معنی نگین یہہ لفظ سی	دکھلا یا منہ جو اوسنی اُلٹ کر نقاب سی

گن کر دہن کی بوی تو میں لی چکا پر اب	رخ کی جو بوی دو پہ لگ میں حساب ہے
ناسور پڑ گیا رخ تا بان کی عشق میں	دراغ جگر بلا ہی گل آفتاب ہے
خال دہن تو میں دہن آتا نہیں نظر	ہی وہ ہم شک مجھی لفظ آفتاب ہے
بلبل ہماری گل کا لیا چاہی تو جو نام	گل ضرور چاہی پیسے گلاب ہے
دنات جل رہی جو اس گل کی عشق میں	بوی گل آتی ہی مری ل کی کباب ہے
کم شیرک سی زہاد تیرہ درون نہیں	ساتی عداوت اسکو بھی ہی آفتاب ہے
موقوف یوں شراب پہ ہی میری زندگی	جیسی کہ زیت ہوتی ہی مچلی کی آب ہے
مصرع کی طرح ہی دیوان میں کہیں نہ	پر نور ہر ورق ورق آفتاب ہے

مرگ قبول سُنکی پہ لدا رنی کہا

بیمار درو جہر کا چہوٹا عذاب ہے

بظاہر بیسی گور غریبان پر برستی ہی	لگو زیر زمین جا کر جو دیکھا خوب رستی ہی
بہلا دیتا ہی کچھ نشہ اک یاد او کی ہستی ہی	نہ اسکو می رستی جان اعطاق رستی ہی
خمیہ کہتا ہی انسان کو جو ہر شرافت کا	اسالت حسین ہوتی ہی ہی تلو کستی ہی

پڑی پھرتی ہر شہر و شہر ہر ہمداد اسی کی	ضعیفی میں بہن خامہ ہمارا چوب دستی ہی
تم اک بوسنی پہ پی لیتی نہیں کیا قدر کرتی ہو	یہ جہنم دل جو نقد وصل پر پیچون سستی ہی
اجل آئی کا ڈہری نہ کہہ خطہ فنا کا ہی	جسی سب نیستی بھی ہوئی میں میں سستی ہی
ہمائی حرص کو دادم قناعت میں پہنایا	جو ہی اقبال شاہی ہری طالع کی سستی ہی
مدام آنکھیں میں پیش چشم اسی کی گلہ و	ہمیں بی بادہ و ساغر ہمیشہ جوش سستی ہی
لہتاری ہجر کا منہ اس طرح ہکوڑا تا ہی	گہٹا ساون کی اگر زوری جیسی بستی ہی
کر و تم قدر اسی کو ہمارا دل پریشان ہی	یہہ ویرانہ وہ جی میں لہتاری بستی ہی
فقیری میں مطیع اپنا کیا ہی بادشاہوں کو	قوی اونکی زبردستی پر اپنی زیر دستی ہی
ترنی لف ساسی ہی پری میں کی چھون گا	رسن یہہ بدمشکین ہی مضبوط کستی ہی
دل پرواغ کو نیلا کیا ہی لف پیچان فی	ہراک یہہ ناگنی طاؤس کو اچا ڈن سستی ہی

قبول ایسی ہی مضمون کہ میر تکب آتی ہیں

پہپہولی دل میں تی ہر بن میر نیل سستی ہی

یتھ کاری کوئی پڑجای نظر کی بدلی	کاش ہو جی شکست آج ظفر کی بدلی
---------------------------------	-------------------------------

صبح کو یارِ نی ہمراہ لیا طائرِ جان	گر گیا فوجِ مجھی مرغِ سحر کے بدلی
نہ ملا تو گئی جنت میں کفن پہننے ہم	غم یہ کہایا کہ نہ کپڑی ہی سفر کی بدلی
دولتِ عشقِ حقیقے کی کیا مستغنی	زردیِ رخ مری ہاتھ اگنیِ رخ کی بدلی
ڈھونڈتا تھا کمرِ یارِ سوناف آئی نظر	عقدِ مونا ہاتھ لگا سوی کر کے بدلی
خرمن ہستی عاشق جو جلانا ہی اوسی	بجلیاں کان میں پہنی ہین گہر کی بدلی
کاٹی کہاتا ہی گھڑاب ہجرِ جنتِ کوتری	قید خانی میں جگہ ہی مجھی گہر کی بدلی
واغِ فرقت مری پہلو میں بجائی لہی	آتشِ عشق ہی سینی میں جگر کی بدلی
چو دہوین شبِ شبِ یچو رہی جلو ہی سی تی	عکسِ عارض کا فلک پر ہی قمر کی بدلی
سرخِ لطف نہیں تو کوئی دشنام سہی	زہری و دجھی ای جانِ شکر کی بدلی
توسن یار کی قدموں سی گل کر لیسے	سنگِ مدفن میں جو ہو روحِ شر کی بدلی
آہو چشمِ نی گہرل میں کیا ہی جب سے	دشتِ رہنی کو ملا ہی مجھی گہر کی بدلی
جان کنی میں خبر آمدِ جانان پہو پنچی	پھر ہوا آج مقامِ اینا سفر کی بدلی

رات دن فکرِ مضامین میں گذرتی ہی قبول

خوب تہی بی ہنری ایسی ہنر کی بدلی

کچ غم کا دل سی ہوتا ہی گدڑل ساتھ ہی	اس سافری یہ لہفت ہی کہ منزل ساتھ ہی
دل کہین ہو عشق کو ایک نیم غافل نہیں	جس طرف یہ سر زمین جاتی ہی مل ساتھ ہی
چاند سا چہرہ ترا اگر دشمن ہی ہی پیش چشم	گو شب دیجو رہی پر ماہ کامل ساتھ ہی
ہی ہونا تہ بولا ہی عاری دشت میں	قیس کو دہو کا ہی یہ لیلی کا محل ساتھ ہی
فوج لی تھی پی ہی کہ چلنا گر دہی	اب جد ہر تو جای ای قاتل یہ سہل ساتھ ہی
بیچو دھوین شب سیر کو نکلا ہی ہ ماہ تمام	ساتھ ہو ای بدر اگر تو ہم قہر کامل ساتھ ہی
عشق کا ڈر ہی تھی کیونکہ دکھاؤن یار کو	ناصحا کیا لیچون تجھ کو ترا دل ساتھ ہی
نہج ہو کر لیچل شہریر برودل میں ہم	حشر میں بہر گو ہی تیغ قاتل ساتھ ہی
دیکھی کیا مزد پائی دل سفر ہی یار کا	یہ بھی اسباب محبت کا یہہ حامل ساتھ ہی

حلقہ خوبان میں پہننا ہو تو جاؤن ای قبول

دل نہ بھی گا مرا گر یہہ جا مل ساتھ ہی

سخن کی وصف کا دل میں مقام بہت ہی

شہنای لب کا لبون پر کلام رہتا ہی

شام جان من بھی پچی پتی لای گل
 فقط بھی کو نکالا تو اس سی کیا حاصل
 تری خیال کی آمد جو دل میں ہوتی ہی
 نہ جسے ولایت تجزی کا مسئلہ ہوا حل
 شراب خوار نہیں اعطون کی ضد سی فقط
 محال ہی کہ مکین تو ہوا اور مکان نہو
 کبھی نہ سیبِ فن کا مزا ملا ہکو
 ہی بقیہ رہا ہمیشہ دہن کشادہ حرص
 زمانہ یاد کری گا فنا کی بعد مجھے
 فلک سی باری کی دلو کو کمال ہی نسبت
 مزا ملا تھا یہ ہر روز دام کیسو میں
 اچھلنی لگتا ہی دل چار چار ہاتھ مرا
 اسیر زلف نہیں ہوتی میں دل روشن

ہو اسی کو نسا خالی مقام رہتا ہی
 تری گلی میں بڑا از د حاض رہتا ہی
 نقیب آہ کا کیا ہستام رہتا ہی
 تری دہن میں ہمیشہ کلام رہتا ہی
 مدام ہاتھ میں لبسِ ریز جام رہتا ہی
 دہن نہیں ہی تو کس میں کلام رہتا ہی
 مدام ہیہ شمرِ سنج خام رہتا ہی
 مدام دیکھ لو گردش میں جام رہتا ہی
 مٹی تو صفحہ ہستی پہ نام رہتا ہی
 جو سید ہی میں کج انہیں سٹی ام رہتا ہی
 کہ پھر تلاش میں دل صبحِ شام رہتا ہی
 وہ کوچہ مجھسی جو دو چار گام رہتا ہی
 یہہ یہ چراغ بس اب ملک شام رہتا ہی

جودل نهو تو بتا ای تسبول عشق کهان

اسی تو اوس سی اوس سی اس سی کام رهتای

<p>او سکا مقتول ہون میں جسکا بدن ہر ای مجھسی اقرار تھا آئی کا گیا غیر کی گہر رنگ ہی پر نہ وہ پہنچ اور نہ وہ بوجھن کوئی جانان میں گیا ہی تو عدم کا ہی کوچ اپنی فرقت کا الم حزن وصال اغیاء چو کتا کیون ہی لگا تیر کہ خود ضعیف باغ میں سیر سرخ یار ہی مدت بعد کبہرئی لفون میں جہین چاندنی نون رض دل ہی دہلی کا ملجان سی ہی ہو گئی تہہ ہوش بیہوش کو آجاتا ہی ہشیار کو غش پہلی شمشیر نگہ پر سکے پڑا تیغ کا دار</p>	<p>گو اکہر ای مرا جسم کفن دہر ای تجھسی شکوہ مجھی ای عہد شکن دہر ای فوق اون زلفون کو ای شک ختن دہر ای روح ایک اور سفر ای اہل وطن دہر ای تجھسی ای چرخ ہمیں نج و محن دہر ای قوس کی شکل پر ای تیر فلک دہر ای آج پہولا ہوا نظرون میں چمن دہر ای ہستم بھتی ہیں کہ یہ چاند گہن دہر ای تجھسی خطرہ مجھی ای چاہ دقن دہر ای ایک ہی پر مزہ سیب دقن دہر ای قاتلا اس لہی ہرزخم بدن دہر ای</p>
---	---

قدِ موزون سی مگر بارِ نجاست پایا
 کان تک پہونچا تو عارض سی ملی اوپرِ محک
 وہ عرب زادہ خوش جسم ہی کیا جامہ پہ
 خارِ غم سینی میں او رپاؤں میں صحرا کی خار
 کوی جانان کی فضا ہی یہاں جانان ہی
 کہتی ہیں آئینہ دکھلا کی وہ مجھ پہ لاغر کو
 ہند و خال دو ابرو کی جو لکھتا ہوں ثنا
 مجھ کو کہتا ہی کبیشتر وہ برہمن زادہ
 دانت ہیں او سکے گہراور زبان ہی قوت ^{نقطہ}
 کان گو ہر ہی ہی او معدن با قوت ہے
 ورزشِ عشق اکہرا ہی نہیں رکھنی کے
 تیر سید با بہت ای ترک جو جا کر مٹھا

آج تو کس لی ای سروچمن دُہرا ہی
 آبِ مین آگی سی اب دُردن دُہرا ہی
 بدنِ جسم اکہرا ہی بدنِ دُہرا ہی
 غم یادِ وطن و اہل وطن دُہرا ہی
 دشتِ غربت میں غم ای اہل وطن دُہرا ہی
 عشقِ راس آیا تجھی تو ہمہ تن دُہرا ہی
 جو مری بہت ہی ای اہل سخن دُہرا ہی
 او سکی نزدیک مر شعر و سخن دُہرا ہی
 دہنِ یار ضیا بخشِ عدن دُہرا ہی
 ای صدفِ تبی میں وہ دُرجِ دہن دُہرا ہی
 جب تلک یہہ نہیں کثرت تو بدنِ دُہرا ہی
 زخم سی صورتِ شاخِ آپ ہر دُہرا ہی

شمعِ فانوس سی روشن وہ سراپا ہی قبول

گوکہ دوہرتلی پنہان وہ بدن دھڑا ہے

<p>مراضر نہیں رونی میں ہتھارا ہی تھین نہ چاہی ڈر جھکو ڈر تھارا ہی مجھی یقین ہونا نہ برہتھارا ہی دماغ و دل ہر اک ایجان گہرتھارا ہی یہہ جو ہر اپنا ہی گروہ ہنرتھارا ہی بتو خدا کا نہیں خوف ڈر تھارا ہی مرا قریب ہی عاشق مہرتھارا ہی دکھایا کرتی ہو دل یہہ جگہرتھارا ہی جسی او جاڑا ہی تنی یہہ گہرتھارا ہی بشر کی ہونی کا قائل بشر تھارا ہی خیال کیا ہی تصور کدہرتھارا ہی ہی پا تراب مرا سفر تھارا ہی</p>	<p>زوال نور اب ای چہتم تھارا ہی مجھی شہید کہ وغرم گرتھارا ہی پٹیت بام پر ای جنگ جو آ بیٹھا قیام ایک جگہہ پر تو کر کی زندہ کرو جو تیغ کھینچکی تم آؤس جھکاؤن میں طریق عشق میں کبھی کی راہ میں بھولا وہ دماغ ہی دل روشن کی دماغ سخی شکل گرایا کرتی ہو کعبہ کمال جرأت ہی بساؤ دل کو جو شکل سی لکت باہی ڈر پری پری تھین اور جو رہی ہی ادھر سی اپنی جو انکھیں حج پتی بیٹی ہو ابھی ہی قبر میں لٹکائی پاؤن بیٹھا ہوں</p>
---	---

خیال مجنبن ہوتا لوح دل سی کہے	زبان کو در بوس آئینوں پہر تھارا ہی
لہو شکہا تا ہی شک اب بھی ہی قتل کرو	یہہ کی خون سی دامن تر تھارا ہی
زمین پر تو درم ناخریدہ ہون مین غلام	فلک پہ بندہ داغی قمر تھارا ہی
نصو را کی دکھا جاتا ہی مری دل کو	تھاری یاد مین بالکل اثر تھارا ہی
جہان ظہور کیساتھ او مین شہید ہوئی	جو گھر خدا کا ہی شاہ اوہ گھر تھارا ہی

قبول کو نہ جدا جانیو کہی ای جان

یہہ دور سبکی ہی نزدیک پر تھارا ہی

چہوڑ دی دم بہر لہو پینا الم سئی وری	سیری ل سئی رہو فرقت کی غم سئی ہی
دانتون کو موتی لکھون طرز رقم سئی وری	لکھنا سنبل لف کو اپنی قلم سی وری
ساری اربابی بخشش کی خود محتاج مین	پاس دینار و درم دست کرم سئی وری
مر کی ہی آج او سکی کوچی کی سفیر مین ہی لام	جو وطن اپنا ہی وہ ملک غم سئی وری
سینی پر سید باہو یہہ جھک گل سئی ہ ملی	رستی نیزی سی خم خجری خم سئی وری
ای فلک یہہ تیری نیزگی نمی آلی نظر	جو بہت نزدیک ہی ل سئی غم سئی وری

آبی بڑھتی ہیں اور گھٹنا نہیں بنتی جنوں	نیل کی مانند ہر کانٹا قدم سی دوری
الجا جاہ چشم سی میں کروں ممکن نہیں	خود مری پاس آئی یہ جاہ چشم سی دوری

روضہ انور ہی ل میں دل ہی سنی میں قبول	
گو بظاہر تو در شاہ اُمم سی دور ہے	

سحر ساحر اور سحر چشم کلہ وادری	دل لہو ہو کر بھی حسین وہ جادو وادری
عشق سی لاغر ہو امین اور حسن اسکا بڑا	بی وفا کہتا ہی اب میں رہون تو وادری
عاشق کامل ہون میں سنی میں سیری کی	جس میں دل ہوتا ہی ای لبرو پہلو وادری
رات کیا آخر ہوئی ای گل فآخر ہوئی	صبح کو خواہی رنگ اور ہی بو وادری
تو سراپا نور ہی پہنچن کی کب چھک حسین	ماہ کامل اور ہی ای چاند جگنو وادری
منہ پہ کہتا ہوں تری مثل تیغ اپنی جان	ایک ابرو کی مقابل ایک ابرو وادری
ای جنون شہیار ہوا ہی شب و صلت تمام	صبح آپہونچی کوئی دم دل قیا وادری
پیار سنخی ای طیب ایسی دواسی ہو گا کیا	ہی جو قانون عشق میں وہ دار وادری
جانا چھوڑا تھا کہ شاید خوی بد ہو جائی کم	بعد عرصی کی جواب دیکھا تو بد خو وادری

ساری گل بس جانی تین ای جان گیسو سی تی	تیری کاکل و رہی زلف سمن بو اور نہی
شعر ناموزون دل موزون ہو پتی ہر کنان	جز عروض اشعار موزون کی ترازو اور نہی
رحم دل بین اور دلبر فرج کرنا تیرا کام	یا رخو شخو اور ہی تو عمر بدہ جو اور نہی
اور وہ زانو ہی پہونچی جس تلک عاشق کاک	سینی پرشت حتی آئی وہ زانو اور نہی
وہ نکلتا ہی صدا سنکر تری پازیب کی	گہنگروں کی غل میں پوشیدہ گہنگر اور نہی
ہجرین بھلا نہ دل ای قمر یوسف و ابرہہ	وحشت افزا بل غمین آواز کو کو اور نہی
ہو اوہ عاشق کار و نا ای صنم چیتا نہیں	ڈوبتی ہی آبر و حسین وہ آتش اور نہی
بوسہ لب پاؤں تو پیش مرض ہو دور ہی	جس ہی قوت پای دل نہ نوشدار واد ہی

ہاتھ حیدر کو کہا خالق اپنا ہی قبول

کیون نہ غالب بن نہی گل پر یہ باز واد ہی

اگیا جسد مہ عیسیٰ مہ ہوا پہر جاگی	بہاگ جائی گا مرض کو سون پہر جاگی
باغ کوئی یاد تک پہونچی تو کیا پہر جاگی	جو مہب ہی اوس سی پہر باد صبا پہر جاگی
سرخ و عاشق ترا ادسقت ہو گا عشق	جب گلی پر تیغ ای گلگون قبا پہر جاگی

زینت مجہر گشت بہ منت کی جو چاہو ہر دہر	جانتی ہو تم کہ تاثیر واپہر جاگے
آفت آنی کو جو ہی دل تو چہ زلف میں	تجہ تک پہنچی گی تو ڈر کر بلا پہر جاگی
بام پر تم یہ حجاب آئی تو فوراً شرم سی	چاندنی سوئی فلک ای تھا پہر جاگی
بڑھ گیا روناہت لیکن مجھ دیکھا ہی مزا	آنکھ سوئی ناز و انداز واد پہر جاگی
تیرا ہی توفیق پس کن ہوں ایسا بگناہ	باڑہ تیری تیغ کی ای بی وفا پہر جاگی
عاشقوں کو جس جگہ پاؤ کر فی الفور قتل	ای شہ حسن اب سنا دی جا سجا پہر جاگی
بی گنہ ہوں زریخہ شرتک تر پونگیا میں	قتل سی قاتل نہ چو کی کا قضا پہر جاگی
نیک بد بد نیک ہو جائیگی کیا معلوم تھا	چار ہی دن میں زمانہ کی ہو پہر جاگی
دیکھ کر اوس بت کو دھنچ ٹٹی تو میں ہوں	زہدی خود طبع تیری زہاد پہر جاگی

جٹ ہ کوچی سی نکالی چپ نکل جا ای سہول

ضد سی سبج نازک اوس گل کی سو پہر جاگی

نہیں اوسکے در پر رسائی ہماری	بڑے وقت میں ہوتی ہماری
رسائی نہ شاہون کی ہی جس جگہ ہو	ہی اوس در پر ای دل گدا کی ہماری

ہیہ دجیسندین کونین میں منتخب ہیں	جیسا آپ کی بی خیالی ہماری
ہماری گہرائی میں دہ تیغ کہینے	ہوئی آج بالکل صفائی ہماری
چھٹی ہم گردل لگا قبض میں	اسیری ہی عین رہائی ہماری
یہہ نکتہ ہی اولاد آدم سی یں اہم	کرین قدر کس طرح بہائی ہماری
بجلی ہم تو لیکن رہی اچھاں میں	برائی تمہاری بہلائی ہماری
ہماری غذاخت دل سحر میں ہی	جگر کا لہو ہی ٹہنڈائی ہماری
در دل تک اوس بیوفا کی نہ پہونچی	سٹی روز کی جیبہ سائی ہماری
کہورت سی اک تم ندیکھو ندیکھو	ہی آئینہ سب پر صفائی ہماری
جلا یا ہمیں اس قدر ایک گل نی	گلون سی بہری ہی کلائی ہماری
کتابی تری چہری کی یاد آخر	بھلا دی گی حرف تشنائی ہماری

سچول اونکا دل کچہ مخاطب ہو

کرین نذر حاجت برائی ہماری

مرا خون اوسپہ ثابت نہو سگار تو ہی	مجھی مارا ہی پر ظاہر میں اختیار تو ہی
-----------------------------------	---------------------------------------

مین اوصحای حشمت یونان گشته ای دلبر	که شیم آبله سی هر قدم اک خار و تپای
بلا بهیجای محبوب حقیقی نی چلا هون مین	هسنی آتی هی مجیکو جب کی غمخوار و تپای
مرض اهدت کای تو مانع گریه نهو نامح	سلط حبیه هو جاتای یهه آزار و تپای
مری گردن جهکا دینی سی رحم یای قاتل کو	و ده خود سر خم کی کپنچی هوئی تلوار و تپای
بهت او کچی مین نالان بالیکن نه بهیجای	کوئی آفت رسیده کیایس یوار و تپای
همیشه هجر کا غم هی تصور وصل کا گاهی	جودل اکبار سمن تپای تو سوار و تپای
زینحاسی کوئی پوچی که تبهکو عشق هی کیای	که زندان مین ترا یوسف تابه و خوار و تپای
مری حالت په دل بچلا هی تیور مین گری	ترشم سی گلی ملتا نهین پر یار و تپای
تری بیار کو تیری سوخت ملی کس سی	سیحا کا بهی کچه چاره نهین ناچار و تپای
مقابل هو کی و تپای تو بهر تهم تم کی کیای و نا	هماری کیل مین کیا ابر دریا بار و تپای
خویدار او کی سبب خنده ن پتو و یوسف	تری کوچی مین اگر مگر بازار و تپای
دعائین مانگ کر هسنی پراو کی موت مانگی تپای	خدا یا اب جلا مجیکو مراد لدار و تپای

قبول اس هر کو غفلت که جان اور نه خوش نهنا

جو غافل ہی وہ ہنسا ہی بیان ہشیار و ناہی

ظلم اونکا کام ہتا جور و جفا کرتی ہی	عاشق صادق تھی ہم انوسی فاکرتی ہی
صاف صاف آئینہ رو کی ثنا کرتی ہی	بھبھکو غرق بحرِ حیرت آشنا کرتی رہی
ہاتھ پہیلای ہی ہم رات بھر گئی	ساتھ وہ سونی کو دابندِ قبا کرتی ہی
سر کا حشر میں قاتل تشنہ کامِ عشق کا	تیغ کی گندی کا ہم شمی گلا کرتی ہی
یار کی دل کی کدورت میں ہمیں خود کی	آنسو ساز اپنی آئینی جلا کرتی رہی
ہاتھ اک سر پہ تھا اور اک ہاتھ سی ٹہلی	کیا کہیں مٹی کہ ہم فرقت میں کیا کرتی ہی
بڑھتا جاتا تھا مرضِ اُز کو کم ہوتا تھا روز	عمر بھر در و جگر کی سب داکرتی رہی
آبِ حیوان میں دو عیسی پلاتی تھی ہم	ہم ہوئی آخر وہ تدبیرِ شفا کرتی ہی
شمع سان جلتی رہی اُف ہی نکی ہمیں کہی	مدعیِ افر و خستہ دل یار کا کرتی رہی
جاو ہیجا یاد اوس محبوب کے بھولی نیم	یعنی تجانی میں ہی ذکرِ خدا کرتی ہی
مرنی صبی سی کسی کی کچھ نہیں مطلب نہیں	وہ ادا کرتی رہی عاشقِ قضا کرتی ہی
دوسری عالمی میں آئی قتل حب توئی کیا	رخت تن تبدیل تیری بی نوا کرتی ہی

ماہ من خورشیدی ہی نور لیکن ای پری مہر کو رخسار تیری پُرسب کرتی رہی

دو دو غم رہنی پنای ایک ساعت ہی قبول
وہ بدم میری مدد شکل گشا کرتی رہے

غش ہی زاہدی گلزنک کا جام ایسا ہی	ہو گیا زہد حلال آج سرام ایسا ہی
یا علی تہام لو ہاتھ اپنی اس افتادہ کا	لب کا فرسی نکلتا ہی یہہ نام ایسا ہی
دہن ایسا کہ مٹوئی عشق مین رہو کر تنگ	مردی جی اٹھتی مین سنتی ہی کلام ایسا ہی
خداست حیدر صفدر ہوئی قبر کو نصیب	کہی آقا جسی سب کا وہ غلام ایسا ہی
ایک داغ سر سودا زودہ پر حیرت کیا	دل پڑ داغ کو دیکھو یہہ تمام ایسا ہی
راز پوشی کی ہی امید دل وحشی سی	دیکھی کیا ہو سپرد ایسی کی کام ایسا ہی
ظلم تم چوڑو ویا ترک فاس مجھ سے ہو	نہ تو تم ایسی ہو ہرگز نہ غلام ایسا ہی
پر خطر ہی وہ گلی تیری کہتی مین جی	عین جرات ہی جو بہا گین یہہ مقام ایسا ہی
مین تری لفٹ کیا وصف کن و ن ای شخو	چشم حافظ کو ملی نور یہہ لام ایسا ہی
تند خو بچہ می آگ ہی ساغر کم ظرف	ساقی ایسا ہی شراب ایسی ہی جام ایسا ہی

عشق ہی ساری زمانی کو تری لفون سی	پہنستی میں طایر جان حسین یہی ام ایسا ہی
اک در خلد ہی اک عرش بلا منتراق	کیا کروں وصف ایسا ہی وہ بام ایسا ہی
بولی تو گالیان میں چبھتی تو قتل کی فکر	خاشی ایسی مہماری ہی کلام ایسا ہی
ایسی مادی زمین جس پہ گزرتی ہیں سب	غصہ کہا لیتا ہی عالم یہی حرام ایسا ہی
کچا سودائی وہ کہتی ہیں بھی ہوش نہیں	وہ جنون کو لٹا پختہ ہی جو خام ایسا ہی
ہوش لکھنی کا نہیں سحر کی بیوشی سی	کہہ ہی سکتا نہیں قاصد وہ پیام ایسا ہی
کہتی ہیں زلف دکھا کر جی پناہ نہیں	عمر بہر پڑھ پھوٹی گاہ یہ دام ایسا ہی
مہر و مہ عارضوں کی یاد میں پاتی ہیں	رنگ وہ صبح کا ہی جلوہ شام ایسا ہی

رکھ دی سڑ پہلی درجہ در صف در پہ قبول

سب مامون سی ہی اول وہ امام ایسا ہی

چمن شگفتہ ہیں تو ہوں وہ یار جاتا ہی	ہماری دل کا مزا ہی بہار جاتا ہی
ہمیں ہی عشق کی تپ کرتی ہیں پیب و	وہ جانتی ہیں کہ ایسا بخار جاتا ہی
او دہر جاؤنگا کرتا ہی مجھسی دل ہزار	ہزار بار گزرتے ہزار جاتا ہی

کہورت اوہی بڑتی ہی یار کی دل کی	جب اوس گلی میں ہمارا غبار جاتا ہی
شرہ وہ تیر نہیں رک رہی جو سینی میں	جگر کو چید کی پیہہ دل کی پار جاتا ہی
کرا جو میں توجہ دل دس سی نرم ہوئی الفور	جو میں نہاروں دل دس بت سی ہار جاتا ہی
تہہ تہہ کہ شکستہ رہے کنول دل کا	نہ جانہ جا کہ یہہ جو شش ہار جاتا ہی
مجھی لہتیں ہی تیر ہوں رفتہ رفتہ بڑی	کہ ہر ادا میں مرا اختیار جاتا ہی
کوئی جو ہوتا ہی راہی تری گلی کی طرف	قضا پکارتی ہی وہ شکار جاتا ہی
کوئی بتائی ہوا پر ہوا نئی چھوٹی ہی	ویا کوئی مری دل کاشا ہار جاتا ہی
چمن میں یاد اوسی آتا ہی جب مارونا	توسیر کو طرف آبشار جاتا ہی
حواس آتی ہیں چہرہ جو وہ دکھاتا ہی	جنون دم کی دم آکر اوتا ہار جاتا ہی
یہہ گردشِ ابلقِ ایام سی نصیب ہوئے	دل اوسکی کوچی میں لیل و نہار جاتا ہی

قبول نہہی سی جو کچہ کہہ نباہ کراؤ کا

نہیں تو آدمے کا اعتبار جاتا ہے

پیاس میں دکھلا رہا ہی آبِ خنجر و وری

کر رہا ہی قتل مجھ کو وہ فسو نگر و وری

قاصد و قاتل کی رنگ رسی جاتا کس طرح
 باتون باتون میں جو بڑھتا ہوں سو غمچین
 حسن افشان کا بڑا جاب با ہم پر تم چڑھ گئی
 جذب کھلاتا ہی یوں خنجر کو تیرا سخت جان
 پاس زور شید فلک آجای تو ہمو جلائی
 لپٹوں اب پڑا نہ سان جل جان یا بچ جان
 پاس ہوں اغیار سانچل ہی میں نہ مین
 دشمن جان میں جوان طفل کوچی کی تری
 پاس اس محشی کی آئی بھی دشت کرتی تھی
 رات دن نظارہ کرتا ہی ہتھاری نور کا
 سنج دشت و کوہ کوچی میں تری جاتا رہا
 پاس کی بھگو ہوس ای سخت کی گشتگی
 پاس ادب خوش قد کا ایسا ہی کہ ای با صبا

جس سی پوچھا ہٹ گیا وہ گہر بتا کر دوری
 پاس کچھ میرا نہیں کہتا ہی ہنس کر دوری
 نور حبیبی ہو چراغون کا فزون تر دوری
 کہینچی آہن حبیبی متقا طیس تیر دوری
 تو جلاتا ہی بہن ای محسّر انور دوری
 دیکھوں کتک چہرہ پر نور دلبر دوری
 تو ہی کہہ دیکھا کروں یہ ظلم کیونکر دوری
 مجھے چہر بیان پاس سی طہی میں تیر دوری
 بہر سکین نہنہ دکھا جاتی تم اگر دوری
 ماہ تابان پاس سی مہر منور دوری
 چین پاتا ہی مسافر گہر میں اگر دوری
 اولٹی پہر جانی کو کہتا ہی وہ دلبر دوری
 ہو گیا ختم دیکھ کر سر و صنوبر دوری

تو ہی مجرم کر بلا میں جب گزریاں قبول

دیکھنا وہ زوضہ پر نور و طہر و دوری

یہ بہ کیسی مٹی تھی انکی خسیہ کیسی تھی

مہتاری زلف سیہ کی اسیر کیسی تھی

سوال ہو نہ آیا فیتہ کیسے تھی

نہ سبھے دل کی وہ شش ضمیر کیسی تھی

کہی نہ سینی سی نکلی یہ تیر کیسے تھی

لہو کی پیاسی صغیر و کبیر کیسے تھی

نہ پہر جواب دیا ہصغیر کیسی تھی

کہ رشک کرتی تھی آزاد اسیر کیسی تھی

مُرد بن گئے آکر یہہ پیر کیسے تھی

کلیجہ چن گیا میرا یہہ تیر کیسے تھی

اسیر کیسی تھی آگی فقیر کیسے تھی

سہون کو قتل کیا بت شریر کیسی تھی

نظر نہ آئی یہہ بوسہ تکیر کیسی تھی

نہ مانگا مانگنے کی طرح یار سے بوسہ

کہا نہ بسنی مگر وصل کی رہی حسرت

مہتاری بلکین کہتے رہیں مری لہن

یہہ جسم تیر وں نی چہا نا ہی پر چہو نی سوا

پہنسی جو دام میں ہم سیکڑوں کی نالی

جو قید ہو نہ ہی کرتی تو راز یہہ کہلتا

مشائخ اوٹھتی نہیں اوس جوان کی در

دکھا کی دوری بلکین گیا وہ اپنی گہر

وہ ہاتھ جوڑ کی دیتی تھی کھنچتی تھی یہہ ہاتھ

غلامی او کی سمجھتی مین فخر نسب سلطان
ہماری شاہ کی بارہ وزیر کیسی تھی

قبولِ ناسخِ مرحوم کا جواب نہ تھا
خدا ہی جاسے کہ مرزا و میر کیسے تھی

<p>ہمدی ہجر مین جزا و رسا کسی کی مرضِ عشق مین پہچانہ مری پاس کوئی کب نکل سکتا ہی ظلمات مین ہنسی کوئی جز تری آنکھوں مین انسان با کون ای غریب غنجہ دل کو ہی کیون یاسِ نسیم صلیت کہینچ لایا تہا لالہ کو چہ مین دیا کون کئی عشق کامل تہا بھی کی نہ مگر حسن فی قدر حیرت آمینی کو ہی سو ہوئی فتنی بیدار گل نی ہی بدلا جی منہ وہ رنگ رنہ وہ بو چلی بارش مین ہوا بھی نہ لہجی طوفان</p>	<p>آبیاری مری اشکون کی سو کسی کی کسی دی جھکون غذا میری دو کسی کی سیری گردن تری زلفون سی ہا کسی کی خانہ دل مین جگہ تیری سو کسی کی سب جہن پہولی مین پیار یہ سو کسی کی ہی ستم کسی سزا پائی خطا کسی کی ہمتین منصف ہو و فاسی جفا کسی کی نازی آنکھہ و صبح یہہ و کسی کی باغ مین یہ بدنِ سرخ قبا کسی کی مین تو واقف نہی ہیں آہ و بکا کسی کی</p>
--	---

طلب اللہ سی ای جان شفا کسنی کی	مجھہ مریض الم و غم سی ہو تم جیسی خفا
بیوفا کون ہوا آہ و فاکسنی کی	یارنی وعدہ کیا تھا مگر آئی ہی قضا
کس سی بیجا ہوئی بات اور بجا کسنی کی	وصف ہم کرتی رہی دیتی رہی تم شام
داغ بڑھنی مین گدا ای ماہ لقا کسنی کی	سرخ پر نور دکھایا نہ ہمیں خوش ہو کر

صاف ناصاف سی صاف یہ خصلت ہی قبول
دونوں سمت آئینہ دل کے چلا کسے کے

تری جگہہ مری والا مقام خالی ہی	بہری ہی بزم نہ شیشہ نہ جام خالی ہی
وگر نہ حسن سی میرا کلام خالی ہی	تری صفت سی ہوا ای حسین مطلع نور
می طرب سی یہ ساغر دما خالی ہی	سرور دل مین نہیں یار جو بغل مین نہیں
کہ میم قسطی سی ای خوش کلام خالی ہی	دہن کو نقطہ جو کہی تو حرف آہین ہی
پہر آج زلف کا امی ک و ام خالی ہی	جو کل کی صید تھی شاید چہری تلی سب کے
فقط چمک ہی چمک دیکھو جام خالی ہی	نغمہ فلک سی ملی آفتاب کیارندو
یہ عہدہ بخشو تہا راعلام خالی ہی	بہر ہی غیرون سی کو چہ نکال دن سبکو

<p> ہو آپکے اسی چلے ہی کہ بہر گئی کہنی ہمیں جو دیتا ہی گہر کی مٹی دی ساقی جو پائش ہو تو دی ورنہ بعد مرگ ترا چلی ہیں چال یہہ عاشق کی رنج کی عدا دُراونگی گیسو خدا کو نہیں درکار عجب نہیں جو نہ سامع کو لطف شعر ملی </p>	<p> محبت توں سی دلِ خاصِ عالم خالی ہی جھگڑائی کہہ باہی شیشی کو جام خالی ہی نشان خیر سی نیکی سی نام خالی ہی کہ آج ناز واداسی خسروام خالی ہی کہ اصل وضع میں بقی سی لام خالی ہی کہ عشق سی دل اثر سی کلام خالی ہی </p>
---	---

نمائیں سخت دل اسکو تو مٹ سکی نہ قبول

دل نگین میں جگہ بہر نام خالی ہے

<p> دل میں اخل ہوئی جس وقت سی لفت گئی رہ گئی درد و غم و یاس گیا دل جو ادھر خوش ہوا تہا تری وقت میں کہنہ لی سی آنکھوں کی دھج نی اتنا بھی حیران کیا جسم ہلکا ہوا ہی روح نی قوت پائی </p>	<p> ہم تو کیا دل کو محبت کی محبت نہ گئی تہا میں ایسا بڑا ساتھ رعیت نہ گئی کوہ غم سر پہ لیا پر مری خفت نہ گئی وصف گیسوی پریشان میں جہی شگئی عشق میں ک غدا سی مری طاقت گئی </p>
--	---

اب نہ تہ تم ہی چہ ناکس لی پری این عشق	تہی جوانی میں جو غم کہانی کی عادت نکلی
ناچس اور سکور با عشق کا بندی کو نیاز	وہ مری یار کی خویہ مری خصلت نکلی
بی زری جو د فراوان کا مری باعث ہی	سر دیا تھو تہید ست فی بہت نکلی
وشت افزا مری اشعار میں خوشی ہون	جسنی اک شعر سنا پہر کبھی وشت نکلی
لی گئی الفت حق کی طرف انسانیت	شکر ہی عشق مجازی سی حقیقت نکلی
رنگ زرد اپنا یہہ برسوں میں آیا ہجر	وصل اوس گل سی ہو تو ہی ہم رنگ نکلی
اوسنی چاہی جو محبت نہوئی پر نہوئی	میںی چاہا نہ گئی اوسکی محبت نکلی
اتنی عرصی میں پہرا بھول گئی سب محکو	میں وطن میں ہی جو آیا مری غربت نکلی
ہم رہی طالب وصل پری انسان ہو کر	مرتی مرتی یہہ ہماری بشریت نکلی
واعظ آیا تو مری نکھون کی پی میں چہ	دخت رز کی نظر غیر سی حرمت نکلی

گو ہوا دولت دنیا سی تہید ست قبول

شکر ہی دل سی مری عشق کی دولت نکلی

یہہ جسطرح میں تری جو را ورجھا باقی	وفا ہی باقی ہی جیتک ہی مہمرا باقی
------------------------------------	-----------------------------------

طلیبِ روحِ جالت سی جان بلبلِ دین
 رہا نہ عضو کوئی ہجر میں گہلا ہیا
 سبھو کنو نیست جو کرتی ہی کیا غور پر
 قبا سی تیری بقا نور کی ہوید ہی
 سڑی فراق سی تھوڑا ہی الہی تن میں
 کسی دکھاتی ہو دامنِ سیاہ تم اپنا
 یہ قول جوٹ نہیں احیاء میں ایمان
 نہ ہی تہی غم و درد و حزن ہی محروم
 وہ ذبح کر کی جلانی کو چھپے وتی ہن
 مجھی مرید کری آشنا پرستی میں
 صبا جو لی گئی اکثر سوئی خطا و ضن
 لہو پیکتی ہوئی بن گئی یہہ دس خنجر
 گناہگار کی مرئی پہ ہی نجات نہیں

مرض تو باقی ہی لیکن نہیں دو باقی
 فقط ہی تیغ کی شتاق کا گلا باقی
 فنا کا کہ ہی آخر میں ادب باقی
 قبا سی نور بدن سی عیان ہو باقی
 ابھی ہی غم کی لمبی کوئی دم غذا باقی
 رہا نہ صید اب ای گیسو رہا باقی
 بقا ہی دین کو جیتک کہ ہی حیا باقی
 کہ و شہید کہ اب ہی فقط قضا باقی
 مجھی فنا ہی مگر روح پر جفا باقی
 اگر کوئی ہو زمانی میں آشنا باقی
 لہتاری ہو رہی ای گیسو و تا باقی
 رہی جو ناخون میں سرخی حنا باقی
 فنا کی بعد رہی حشر پر سزا باقی

نہ زندہ چھوڑ چلی ہو جو تیری کر کی مجھی
لکاؤ دار کہ دم سے ذرا ذرا باقی

قبولِ حسرتِ دلِ شلِ جانِ نکل جائے

وہ فنِ سرے لب پر جو آئی یا باقی

<p>میں نہ ہوں جیتک وہ ستم کم نہ کریں گی زخمِ نگہِ نازِ مینِ لذت وہ سٹے ہی دیکھیں گی تری زلف کی زنجیر ہمیشہ ہی حسنِ اداس کی عالم سی دو بالا کیون صبر کو کہتے ہو اگر عشق دیا درو دلِ عشاقِ بجائی گا جو ای دست جنت میں ابد تک ہمیں رہنی کو جگہ ہی میں فوج سی ڈرتا نہیں لیکن وہ سکا نہیں دیکھیں گی تری ساحر وں جی کی کوئی دم محفل میں مجھی جامِ می صاف دینگی</p>	<p>خوش ہوگی جو مراد نکا کچھ غم نہ کریں گی عیسیٰ سی طلبِ بخیہ و مرا غم نہ کریں گی سر طوقِ گراںبار سی ہم ختم نہ کریں گی کیونکہ تہ و بالا وہ دو عالم نہ کریں گی ای جانِ جہان ربطیہ ہم با ہم نہ کریں گی اجزای جوارش اثرِ ستم نہ کریں گی منہ پر سو گندم اگر آدم نہ کریں گی اسپر ہی فدا دم کہ وہ بیدم نہ کریں گی افسون کڑا ہم پر اگر دم نہ کریں گی محتاج کو ہرگز وہ کہی جم نہ کریں گی</p>
--	---

خوش مجھ کو دم نہ فوج جو دیکھا تو رُ کی وہ	میں بولا کرو ذبح کھا ہم نہ کریں گی
غیرین کی مری سمت سی تسکین نہ ہوگی	جب تک کہ مزاج آپ کا برہم نہ کریں گی
تم درسی نہ اوٹھو اوٹھیں نالوں سی شد	اب ہم ہی جو گھٹ جائی کا اُن ہم نہ کریں گی
تیغ او کی بڑی مرتبہ ان ہی چلی گی	مجھ کو جو شہید دن میں مقدم نہ کریں گی
توبہ ہوئی اب جامہ ہی ہمراہ گنہ بخش	ساتی کہی اب توبہ می ہم نہ کریں گی
آنکھ اپنی پڑی چہا تیوں پر توبہ کہاں بخت	پتلی کو ہی انگلیا سی وہ محرم نہ کریں گی

مخترین قبول اوستی خوشی و درہی گی

دنیا میں شدہ دین کا جو ماتم نہ کریں گے

عشق کو دین کی بنیاد جو بند اچھی	ناصح تیری نصیحت ہبلا کیا سمجھی
ہم کو کچھ سمجھی نہ دل عشق سی جلن اچھی	اچی سنم تم سی بس اللہ ہمارا سمجھی
ہجر کی صدیوں سی ہم مرنی کو جینا سمجھی	ملک الموت کو دیکھا تو مسیحا سمجھی
جان پر پیسے سی ونی بہت آخر کار	پہلی وہ عشق مرا کیل تماشا سمجھی
وای قہمت کہ چھپکتی ہیں نہیں پائے	ہوش اُلفت نی مری کہوئی ہو دا سمجھی

عشق کی آگ میں کب سو جہتا ہی جایا	جرم تو اپنا ہو یوسف سی زلیخا سمجھی
ای پری چاندنی میں ابر سیہ جبا دھکا	ہم ادبی دیو شبِ بحر کا کلا سمجھی
فرق پایا قسدِ آدم کا جو ہمیں نہیں	مہ و خور کو شبِ وصلت کا سرو پا سمجھی
تم ہوئی تو شبِ بہتاب ہوئی کالی رات	ہجر میں ہم شبِ نہ کو شبِ بدلا سمجھی
ناز کی اونکو نظر آئی مگر کے نہ ذرا	جو کہ تارِ نظر دیدہ عفتا سمجھی
شمعِ ادراک ہی فانوسِ کلی میں روشن	نورِ محبوب کو کیا خاک کا پتلا سمجھی
یا دیکھو میں تو اثر جو دہنا سر سینے	لوگ سب مجھ پہ بلا بہوت کا سا سمجھی
پہلے میں قتل ہو ہجر مون میں پائی نجات	تم بڑا سب سی جو سمجھی مجھی اچھا سمجھی
دماغ پر داغ دی تھی جلن سمجھی کون	تم تو دل کی یی کلیں کھائی تنہا سمجھی

رنگِ ہر خطہ سی فرصت نہیں پاتا ہی چول

ہی جو حاسد سخن اہل سخن کیا سمجھے

بلکہ اپنی گہر عاشق کی لکوش کیا کرتی	وہ اپنی حسن پہ پہولی میں سکوایا کرتی
پریزادوں کی اور جوڑن کی شہرت نہ چھوڑے	خدا جانی ستم معشوقِ آدم زاد کیا کرتی

<p> صبا سیلی کی بہرِ شیشہ است یونگ اپنی جد سر کر کی ایک اکنت کا نا اور نکلت کا حسین لگی ہی تھی لیکن تہاری سی تھی جرات چہپا کر چہرہ روشن ہمیں مارا ہی او ظالم یقین ایک ایک دم زیرِ زمین چھپنی کا ہکاوتھا نظر سبکی تری جانب کو دیکھی حشر کی ن ہی را ویران ہی ہرگز نہ آئی آپت لی سی کسی نی ہی نہ پوچھا باغ میں اس صید لانگو جو میں پیدا ہوں سب کی لی میں غم ہوا پیدا جنون سخت سی میری کانی لگ گئی محنت سفر عقبی کا ہی رہن گنہہ تہا ہم خالی نہ کیا ترک عشق آتش پرستی کلبہ است </p>	<p> سہہ گردش کم نہیں اب روہ برباد کیا کرتی مہین بتلاؤ اب اس سی ہوا جلا د کیا کرتی ستم ای موجبِ ظلم و ستم ایسا د کیا کرتی اندھیری قبر میں جا کر تجھی ہم یاد کیا کرتی نظارہ بلغ کا تیری پہریشہ آد کیا کرتی ہمار گئی سنستا ہم مان فریاد کیا کرتی ہم اپنی خانہ دل کو بہلا آباد کیا کرتی ہماری مشت پر سچ ہی تھی صیاد کیا کرتی بلند آسمین سب شورِ مبارکباد کیا کرتی وگر نہ اتنی بہاری میریاں آد کیا کرتی نہ تکیہ ہوتا رحمت پر تری زاد کیا کرتی نہ کہلاتی جو طوفانِ اتو عا د کیا کرتی </p>
---	--

قبول ایک نہیں ورنہ ناموزون سی تم کہت

بہترین ہم اپنا فن شعر میں استاد کیا کرتی

کیونکر تری کوچی سی کوئی بچ کی گل جابی	تو چھوڑی ہی ظالم تو زمین میں سگو گل جابی
دل تیغ سی بچ جابی تو حسن او کا پھٹوئی	خالی پڑی ہانچ تو اس آگ میں جل جابی
کیون تنگ ہی ل سیر کری داغ جگر کی	دیوانہ اسی باغ میں مہر کو کھل جابی
مجھ پر نظر قہر ہی غیروں سی محبت	ای گردش افلاک یہ نہ کہہ دو کی بل جابی
ممکن ہی کہ میں ل کو کہان توں ہی صورت	بچوں کی طرح پر نہ یہ نہ فہم مچل جابی
عاشق میں بہت ابر و خدائے سنم پر	کیا اسکا عجب ہی کہ جو تلوار ہی چل جابی
باندہ ماکری عشاق کو حسن اکاہی ہی	یارب نہ کہی زلف لالہ دیز کابل جابی
جب اوسنی و فاپھوڑی میں غم سی ہوا زرد	یون عاشق و معشوق کی صورت بل جابی
کس طرح نہ جان اپنی بچا یا کروں ناصح	نالہ جوڑ کی دل مری سینی سی نکل جابی
گہ اپنی چلی ہیں شب تاریک میں رو کر	کیون جاتہ نہ اونکی دل روشن کا کنول جابی
ناصر بخت دا مغز پہا میرا بس اب جا	بچا نہیں بندہ کہ جو باتوں میں ہل جابی
عاشق ذوق دا بر د لب کا نہیں بچتا	یا غرق ہو یا فروغ ہو یا آگ میں جل جابی

اس رات پکارون تو گل آئینہ در پر	ای گردش گردون مری آواز بدل جانی
سب طرح سی قابو میں تہاری ہی دل	پنگو تو یہ گرجای سنبھالو تو سنبھل جانی
چربی تو ہی کیاشی جو تب عشق کا ہو سوز	ہر ہڈی وہیں شمع کی مانند پگھل جانی
سو دای محبت کی دوا کرتی ہیں احباب	یار ب کہیں ان سب کی مانعہ غلطی جانی
جب تک ہی بنا دل کی یہ خون فش ہی جو	کیا دل ہی جو عشق کی سلطان کا عمل جانی
میں چہ نہ سکون زلف تری شانہ ہو فوس	شل سب سی ہو ماہتہ مرا بیخہ شل جانی
آتا ہوں تری کوچی میں اب غیر بھری	خیر اس میں ہی بس بانی شر کی کہ وہ دل جانی
کچھ کہہ کر وین بدلی سی بجز وصل نہ ہوگا	مکن نہیں در و جگہ ای دل کسی گل جانی

یہ کہتی ہیں چل کر کہ قبول اٹھ وہ گل آیا

دیکھیں جو وہ اس کی میں سنبھلی تو سنبھل جانی

جاؤں کیا بلبل مجھی لہنی ہزار آیا کری	ہجرت گشتن سی مجھ کو کیا بہار آیا کری
مرٹا تیری اطاعت میں نہ کیا تیر سست	اب یہ چسپی گی پلک اپنی غبار آیا کری
آگ لگتی ہی لگا میں جو قریب ای شعلہ و	گرم ہو مجھ پر تہین وہ اعتبار آیا کری

ہونہ مجذوب سکی پلکوں کا تصوّر کر رون
 وصل سی مایہ کر دی یا جلا کو خاک کر
 اپنی کوچی مین نہ لاشی کو پڑا رہی دیا
 منصفی تیری گلی مین چاہنا بیکار رہی
 طوق گردن توڑتا ہون موزر و عشق سے
 تازہ مضمون کی شہزین قلم ہی نخل خشک
 میں چین کہتا ہون گلی لگ ہی بہت الف کاشت
 دور اُس گل سی ہون لکھتا تھا یہ تقدیر مین
 او سکی جولا گاہ مین ہر دم عاکرتی ہی راج
 حسنِ جانان نی شبِ بختِ سیہ و شن نہ کی
 آندہ بیان اوٹھا کرین ہر روز کوی مایہ سی
 جب عاکو ہاتھ اوٹھا مین ساقیا سیت

تن میں چہنی کو ہر کج گل کا خار آیا کری
 عشق مین کتکتی ہی گل بخار آیا کری
 کیون نہ میری روح قاتل کو پکار آیا کری
 مین نہ آؤں اور قریبِ بکار آیا کری
 سخت تنگ آیا ہی اب بکتک کھار آیا کری
 اوس طرف کا فیض ہی کو نہ کہ نہ بار آیا کری
 ناز سی کہتی ہیں چل و پیر آیا کری
 گلشنِ دل ہو خزان جسم مہر آیا کری
 روندنی خاک گداوہ شہسوار آیا کری
 شمع ماہ و مہر کی لیل و نہار آیا کری
 اوڑکی سارا میری آنکھوں مین غبار آیا کری
 تو بھڑمی اوڑکی ہنگامِ خار آیا کری

دو سٹکھین مین ہماری ندگی کی ای سیول

یا بلا ہیا کرے یا آپ یار آیا کرے

<p>لکھی صفت قلم فی جوز لہ سیاہ کی پہنائی رہی نظریں سیاہی جو چاہ کی راہ وفا میں ہی جو مکد رہا وہ شوخ معلوم تجھ کو حسن کی تہن بیو فائیان ای بد تیری آگے ستاری ہیں حسین دریا و دشت و کوہ رہ عشق میں کٹی جو آگ کا جلا ہی وہ بچتا ہی آگ سے دیکھانہ اپنی آہوں کی مانند منہ ترا اس غم میں کی قبر کو مینی کنواں کیسا عشق اب جلا یا چاہتا ہی مجھ ضعیف کو اپنی گداؤں میں جو بھی بھی کر و شمار اندری رحم ہم جو ذرا منفعل ہوئی</p>	<p>سامع فی کی جو واہ تو قاری فی آہ کی یوسف فی اسلمی نہ زلیخا کی چاہ کی ای دل کوئی صفائی کی پیدانہ راہ کی ای عشق کی سلیبی مری حالت تباہ کی تو بادشاہ فوج یہ سب بادشاہ کی کھلی نکوی راہ تری دل میں راہ کی مستی طلب غضب میں مہتاری شاہ کی مانند حسن دیکھی نہ تاثیر آہ کی مستی رہی خراب مری بعد چاہ کی خس میں ہی آگ کو کسی صورت تباہ کی صورت نہ دیکھوں نکنت عز و جاہ کی صورت و بین ثواب سی ٹلی گناہ کی</p>
---	---

عقبی میں آبِ رحمت حق نی وہ کی سفید	فردِ عمل جو دہرین مہنی سیاہ کی
مانندِ مہر چار نقابوں سی ہی عیان	دی مجھ کو اوسکی نورنی تیزی نگاہ کی

قاتل فی جبِ بلایا تو صفت کی پھیر سے
راہ ای قبولِ بھول گئی تنگ گاہ کی

خاطر اوس گل کو چمن میں جو سوا میری ہی	آج کل گلشنِ عالم میں ہوا میری ہی
رحم تم کہا تو شیرِ بڑی و تاثیر کھلے	زہرِ سمجھی ہو جی تم وہ دوا میری ہی
صدقی ہونی یہ جلا یا مجھی پروانہ صفت	وہ جفا حسن کی ہی اور یہ فامیری ہی
اوسکی کوچی سی نکلتا ہون مجذوب کی شکل	سب سی کہتی ہیں کہ دیکھو یہ بلا میری ہی
چہری کی عشق میں خود زلف کی پنی زنجیر	اوسکی تفسیر نہ سمجھو یہ خطا میری ہی
غم بتوں کا جو کہلاتا ہی کہی تو ہنویف	کیا ثقیل ای فلکِ سفلہ غذا میری ہی
مجھسی میری گل ترکو ہی گھٹنہ کر دی	زیست اس میں فقط ای باوصبا میری ہی
جان کنی جگر کی چینی میں ہی کرتا نہیں قتل	کیسی برحم کی ماتہ آہ قضا میری ہی
ہی شریکِ اس میں متبارا ہی قصور ہر دم	مستی شب تیر و ترائی لف و تامل میری ہی

نه ملا ایک دهن سی وہ تبارہی دهن	جو کسی سی نہیں ملتی وہ صدائیری ہی
تیری دل تکت رسائی ہوئی ایک ای تب	ورنہ تا عرش خد آہ رسائیری ہی
قتل کرنی کی تصور من پڑا پھر تا ہی	دوست تو کیا دل دشمن میں بھی میری ہی
شکوہ کس منہ سی گردن جلاتا ہی اگر	عشق کیون سی کیا تہا یہ سزائیری ہی
ایسی بیماری فرقت سی ملی ہی ایذا	مرگ سب کہتی ہیں جسکو وہ شفا میری ہی

زیست میں موت مری ساتھ ہر اک مہی قبول
میری نزدیک فنا میں بقا میری ہی

دماں تنگ کا بندہ کلام کیا سمجھی	سنا نہو جو معما غلام کیا سمجھی
جو اپنی نفس کو سمجھا ہو پیشوا اپنا	وہ پھر انا میں حق کو امام کیا سمجھی
بتوں کی عشق کی آخر میں طس ف ہی جو ع	جو پختہ مغز ہو وہ سمجھی خام کیا سمجھی
فقط ہی جام سی مطلب کلاب ہو کہ شراب	یہ سب چشم حلال حرام کیا سمجھی
قفس میں بھی جی رت ہی تھی جکشن میں	جو دل گرفتہ ہو وہ رنج دام کیا سمجھی
کیلی گئی کسی سی کروگی ناز و ادا	کیا ہی تنی جو یہ قفس عام کیا سمجھی

<p> جو غ خلق خدا ہو جد ہر وی ہی بلند چلین گی خاک کہ اوڑتی ہین کبک ٹاٹ جو چیز ہو ہمہ تن آب و سکو کیا ہو قدر غور ہو جی کیا سبھے خاکسارون کو کیا ہی پور تری چشم مست فی ہر دم تم امتحان جو کرتی ہو مجھ کو ہوش کہاں </p>	<p> وہ در بند مری دل کا بام کیا سمجھی جو ہون پرند او نہیں خوشخرام کیا سمجھی تہاری تیغ بھی تشنہ کام کیا سمجھی ہمارا وہ بت خود کام کام کیا سمجھی شکتِ شیشہ دل کو یہہ جام کیا سمجھی جنونِ پختہ عاشق کو خام کیا سمجھی </p>
--	---

ہجومِ درد و غم و یاس و حزن مین ہی اسیر

قبولِ غیرون کا پہرہ زدام کیا سمجھی

<p> افت مین کچھہ انجف و خطر ہم نہیں کہتی بیہوش تری عشق سراپا مین ہن ایسے اوڑ کر کہین جاسکتی تہی ہم سی پر زواد جسدن سی محبت ہی تری تیغ نگہہ کی آہون نی ہی باندہی ہوئی ابی اثری کی </p>	<p> دل ہم نہیں کہتی مین جگر ہم نہیں کہتی ابنی ہی تن سر کی خبر ہم نہیں کہتی افسوس مگر یہہ ہی کہ پر ہم نہیں کہتی اوس روز سی ایجان سپر ہم نہیں کہتی نالون کا بھی غل ہی کہ اثر ہم نہیں کہتی </p>
---	--

گہہ دشت میں آ رہا ہوں گہہ اونکی گلی میں
 بوئی گل مضمون ہی ہر اک مصرع تر میں
 اقرار مصلحت کی یا کرتی ہیں تنگیں
 دنیا سی اوٹی ساتھ لی عشق پر یزاد
 سمجھیں نہ کہی موتیوں کو دانت تہاری
 ثابت ہوئی جاتی ہی کمر او کی چٹ میں
 ناسورون کی ٹیسون تصدیق نہیں دم
 گو پانی ہونا تھ عشق سے دل اپنا
 اب تک سحر ہجر کی صدی نہیں ہو لی
 تو لیلی اسی شیخ تو کہی کا کرین ج
 منہ لال طمانچون تنقاعت میں کیا ہی
 یا قوت ہیں بخت جگر آنسو در خوش آب
 جس ل میں نہو در نہ پہلو میں جگہ نہیں

وہ دل میں بسی اکی تو گہہ ہم نہیں کہتی
 گل سینی میں کہتی ہیں شرم ہم نہیں کہتی
 اب دل ہ مراد رہم بر ہم نہیں کہتی
 کچھ اسکی سوا زاد سفر ہم نہیں کہتی
 کیا اتنی ہی ایجان نظر ہم نہیں کہتی
 ہوتا جو دہن کہتی کمر ہم نہیں کہتی
 اسو اطلی ہم زخم پہ مر ہم نہیں کہتی
 ڈرسی تری آنکھوں کو تہی ہم نہیں کہتی
 پہر رہی وہ آئی میں مگر ہم نہیں کہتی
 خود چل نہیں سکتی میں کہہ ہم نہیں کہتی
 صورت ہی کہی صورت رہم نہیں کہتی
 ہرگز طبع لعل مگر ہم نہیں کہتی
 جو داغ نہ گئی وہ جگر ہم نہیں کہتی

قسمت کی اندھیری نیلین اہ بھلا دی	اب کو چہ گیسو میں گذر ہم نہیں رکھتی
اب روح لہو ہو کی جو نکلی تو عجب کیسا	تن میں لہو ای دیدہ تر ہم نہیں رکھتی
جب کہتی ہیں ہم آپ سی رکھتی ہیں محبت	وہ کہتی ہیں تم رکھو مگر اسم نہیں کہتی
دہر کا ہمیں فردای قیامت کا رہی کیا	ہرگز شبِ فرقت کی سحر ہم نہیں کہتی
فرقت او نہیں غوب ہی صلت میں مطلوب	جس سمت دل اونٹن کا ہی او دہر ہم نہیں کہتی

پڑ مردہ ہی دل شعر کی کہنی میں قبول آہ

یہ غنچہ کہنے ایسا ہنر ہم نہیں رسکتے

شہد چکھہ لیتی ہیں جب لعلِ خنجر ان سی	کلیان کرتی ہیں وہ آبِ زندان سی
ای صبا کہیو یہ تو جا کی کلِ خندان سی	دشتِ حشت نی چہر آبی تری امان سی
نہ چلا نامہ اعمال تری قیدی کا	تیرگی حشر میں ہمراہ گئی زندان سی
میں وہی جو گریزان تو کیا اس جی مول	دردِ بیاگانہ مری طرح کہی دربان سی
ساتھ یوں اشکوں سی سختِ لبِ تباہی	پہلیاں جیسی بستی ہیں کہی باران سی
ایسا گہل گہل کی موہو کہ نہیں ملتی لاش	مر کی ہی اپنی رنائی نہوئی زندان سی

بکلی سوائی لکلا یا ہی اوس طفل کو آج	خوب دانائی ہوئی میری دل نادان سی
بکی کفن اسلے سودا نی چلا ہی تیرا	خلد میں جو رین شرکی ملین عریان سی
روح عاشق کو تری روضہ رضوان کیا	اپنی روضہ کی مجاور میں بہت رضوان سی
سادگی سی وہ سمجھتی ہیں کچھ رونق ہی مگر	حسن پیشانی روشن کا چہا انشان سی
کر کی لاغر ہی نہ اسی عشق ملا یا افسوس	دور یہہ خار ہی اوس گل کی یاد امان سی
باری کیا تھی مٹوئی میں مٹی خود سشار	اب وہ روتی ہیں جیستی تھی تری گریان سی
جذب کہلا اویں مل کہ وہ شعلہ جوسف	چاہ سی کہنچ کی سو مصر جلی کفان سی
باغ میں یاد قد و عارض خط میں جو گیا	بڑھ گیا اور جنون سرود گل ریحان سی
اپنی بھینس کو کہتی ہیں ندی ہی عزت	ہنیں انسان جو کرتی ہیں بی انسان سی
اہل غفلت کو خوشی حد ہی یاد وہ جو ہوئی	اشک جاری ہوئی فی الفور بخندان سی
اوس سی مطلب حج دونوں عطا کرتا ہی	مجھی درویش سی حاجت غرض سلطان سی
سیری ہی انت ہوں بتیس چراغ ای دلبر	شعلہ آجای دہن تک جو دل سوزان سی
جب بہت تشنگی بوسہ لب ہوتی ہی	پانی پیتا ہوں کسی چشمہ لب گردان سی

<p>نالی کرتا ہوا آگ سی چک کر ہاگا کثرتِ اشک نی سبک فی حرارتِ دل کی عشق کی چوٹوں سی اقف ہی رہا رہا آگنی کام بہت دہر کے نامواری</p>	<p>ابر نی آنکھ ملائی جو تری گریبان سی بچ گئی کشتی عاشق مدِ طوفان سی گہن کی تکلیف کوئی پوچی لہلان سی وانتون کی عشق تین ہم ہی رطلان سی</p>
<p>کبھی تکیہ نہ کیا مسندِ غفلت پہ بول کام کیا میر و سامان کو سرو سامان سی</p>	
<p>عزمِ قتلِ عاشقانِ بای نگار آئینہ ہی ہنسلی کیا باتیں بناتی ہو تکرارِ صاف روشنی فہری کو بخشی ہی نو عشق نی وصفِ آبِ تاب س گلشن کی ہو لوگی ہو کیا وقتِ آرایشِ جود و نون میں صم بالِ زیر جا بجا چہالی نظر آتی نہیں ای مہرِ ش روی روشن کو کر گی صید کیا حیرتِ یون</p>	<p>تیغ و خنجر ہاتھ میں تن زیرِ چار آئینہ ہی چہرہ روشن کی تیوری غبارِ آئینہ ہی اپنا چہرہ دیکھ لو میرا غبارِ آئینہ ہی دیکھتا ہوں صاف سنگِ آبتار آئینہ ہی گیسو دن پر شانہ چہری پرتار آئینہ ہی ہجرِ رخ میں بی تامل شکبار آئینہ ہی تیری شہباز نگہ کا خو و شکار آئینہ ہی</p>

سوج زن یا غیسی رخ ہی مہبسی ہی پی	آب تاب رخ سی بحر بیکار آئینہ ہی
چشمِ آخرین جو کہو لو خاک آتی ہی نظر	دیکھ لو انجام تن سنگ مزار آئینہ ہی
پانی گہری نکلا پڑتا ہی کہ دیکھی آپکے	صورت سیما کی ہی بقیہ آئینہ ہی
جذبِ حسنِ شعلہ ویاں جان میں صرف ہی	وجہ بہہ دیکھی جو سنگ پر شر آئینہ ہی
ہی سکت در روی روشن کاسر سحر تی	اونکی آئینی سی خود آئینہ دار آئینہ ہی

دل جو گلابی مضامین سی ہی مہواری قبول

دیدہ باطن میں یہ باغ بہار آئینہ ہی

سودا یہ غنیمت جی حشتِ نرہی گی	اونکی نظر لطفِ عنایتِ نرہی گی
محبوبِ یقی کی کششِ جہمی و عطا	کچھ عشقِ مجازی کی حقیقتِ نرہی گی
میں عشق کی دولت سی جو کر بھگا اسکار	عشاقِ وفا پیشہ میں عزتِ نرہی گی
حسنِ نکاح ہوا کم تو کہاں دلو کہ عشق	وہ گل جو بدلی تو یہہ صوتِ نرہی گی
چندی گریزان ہی تو ہو سہیں خوشن	پہر غیروں سی ہی ملنی کی عادت ہی گی
ایسی مری محبوب کی بچین ہی خلقت	تصویر ہی کہیں گئی تیرت ہی گی

جب علم یہ بہولا کوئی سب علم اوسے بہولا	جاہل یہ ہی عالم کو فضیلت نہ ہی گی
کہانا تو چہا عشق کا دریا جو چڑھا اور	پانی کی طرف ہی مری سخت نہ ہی گی
اب تاب تو ان ای شہِ خوبان چلی تن سی	ہی شہر پر آشوب رعیت نہ ہی گی
خوش رکھا کر مجھ کو چہا یا نہ کر سنبھ	پچتاؤ گی جب حُسن کی دولت نہ ہی گی
انکار سب کو سبب کا نہیں لازم	وحدت جو نہو گی تو یہ کثرت نہ ہی گی
ملقین نہ رندوں کو کہیں کیچہ واعظ	پہرہ پہرہ دستار ہدایت نہ ہی گی
یار بیتی عشق کی صُدن سے نکلون	غم ہو گی بہت جب یہ مصیبت نہ ہی گی

کہتا ہی سبھول آکی اگر رندوں میں بیٹھا
ای شیخ یہ پھر تیری شیخت نہ ہی گی

ممکن ہی کو وہ قاف کو سر پہ اوٹھائی	ناز ان بتان بہند کی کیونکر اوٹھائی
نہ یہ بتا بھی اے عیش و زوصل	صدی شبِ فراق کی کیونکر اوٹھائی
اک دم کی جُرمِ دید یہ کیوں ہاتھ رک گیا	نہ نہ سیری حلق سی خنجر اوٹھائی
دہلیز خانہ تکیہ بچو نا ہی اپنا خاک	کیونکر گلی سی آپ کی بستر اوٹھائی

بی مار کھائی ہستای سجدائی آپ کا	نازک کمزین آپ نہ پتھر اوٹھائی
تیری گلی میں جان بھی بچنا ہی مختتم	دل گریڈی بیان تو نہ جھک اوٹھائی
نالائی کی جو قبر میں مڑی پکار اوٹھی	زیر زمین فلک کو نہ سر پہ اوٹھائی
توڑا ہی اسکو دست درازی پیرنی	بیٹھی جو ماتہ نازک نگر اوٹھائی
مستون کی تندبات پہ کئی دھڑین	شیشہ نعل میں دایہ ساغر اوٹھائی
پہر کائی نہ دل رُکنی پٹی سی امی نگار	کوٹھی پہ چل کی ساتہ کہو تر اوٹھائی
مست کا لکھا بیٹھون سنائی تو کہتی ہیں	دل آپ سی پٹھائی یہ دفتر اوٹھائی
شرکان کا تیر تیج نگہ نہ نون میں علم	وہ زخم جسم پر یہ جگر پر اوٹھائی
تینکا ہی تھی اوٹھ نہ ہین سکتا یہ ضعف ہے	کہتا ہی باز جسم کا چہرہ اوٹھائی
بحرِ جهان میں آبِ موت نہیں با	اب کیا جہازِ عمر کا لنگر اوٹھائی

تقدیر لیچے جو سو کر بلا قبول

کیا جلد پاؤں راہِ خدا پر اوٹھائی

کمر ثابت امی سر و قد ہو گئی	غلط بات کتنے سند ہو گئی
-----------------------------	-------------------------

مٹوا شب کو عاشق تری نعل کا
 بیہوشی جگر میں مین دل میں چید
 محبت میں مارا پڑا حیف ہی
 درِ مرگ پر لپیلا ہے مجھے
 محبت جو پنہان تھی مد نظر
 چھٹی روح سے کیوں نہ اقلیم تن
 گیا پاس آنکھوں کی آہوی دل
 پھٹا زخم دل کا جو انکور سرخ
 نکل کر بدن میں نہ پہر آئی روح
 پدر کو پسر سی ہی رشک اندون
 مرے اونگی ہی نیچ میں آنہ
 مراد و ست اب ہو گیا ہی عدو
 قضا چار و ناچار اب آئی گی

بلا کے کرای جان رہو گئے
 بس ای عشق جا سنوز حد ہو گئے
 مری قسمت نیک بد ہو گئے
 مری دل کو بھی مجھ سے کد ہو گئے
 ہویدا بصر شد و نڈا ہو گئے
 کہ فوج الم لا تعدا ہو گئے
 بس اب تیغ ابرو کی دہو گئے
 لہو سے سرخ رہو گئے
 یہہ اس شہر سے نابلد ہو گئے
 کشادہ یہہ راہِ حسد ہو گئے
 جچی یہہ کن در کی سد ہو گئے
 بہت نیک تھی طبع بد ہو گئے
 اوسی قتل کی میری کد ہو گئے

قبول اپنے عقدی کھلی سبکی سب

کہ شکاک کے مدد ہونگے

فرقت فی یہہ سکھایا کہ رہنی کو جانہتی

وصلت ہی میری داغِ جگر کی و انتہی

پھر چشمِ ناز یا رجبِ نہ شام و انتہی

مین وہ ہوں ایک جسکی ترمی ل میں جانہتی

لقمان پاس وہم کی میری و انتہی

دم بھر ہی تیغِ یار سی گردن جدا تھی

کب کیا وہ تھی جو تری خاک پا نہتی

زلفِ سای یار تھی کالی بلاستے

ای جان سچ بتا بھی الفت تھی یا نہتی

آنکھ اپنی شکر ہی سونا زوا و انتہی

سب قیمتی لگاتی تھی گویا بکا نہتی

نگلی جو تن سی جانِ حزن کی خطا تھی

اوس شعلی فی لپٹ کی سراپا جلا دیا

نزدیک صبح تھک کی وہ سویا نہر ارشکر

تو وہی جسکی دل مین زمانی کی ہی جگہ

دل سی کمر کی ہونی کا مٹا خیال کیا

ای شوقِ فوج تو فی ابد تک جدا کیا

نخلت سی ہو گیا ہی ہس سرخ زرد و

کیا جانی کیون ڈا کیا اپنا دل سیاہ

سایا تو اپنا سمجھا ہی پری یہہ میری روح

پھر نی لگی نگاہِ مین مین قضا کی شکل

ایسا ہی مجھ پہ دوست ہنسی اشک گر پڑی

نور ایک سمت آنکھ میں مطلق حیا نہ تھی	گز گس نی دیدی پہاڑ کی مٹی لڑائی آنکھ
ہوتا چسپ رخِ داغ گل ایسی ہوا تھی	بادِ بھارِ بھر میں پھر کا گئی سوا
ساری چپلِ غل تھی یہ تکب ہوا تھی	ہر موئی جسم شعلہ ہی اندھی سی عشق کی
بادِ سموم تھے مری حق میں صبا تھی	اوس گل بغیر دل کو چین میں جلا گئی
تھی آگ پانی خاک میں داخل ہوا تھی	دل کی نہ لو بھائی نہ سکھ لائی چشم تر
کیا تیری ساتھ خلقت مہر و فائدہ تھی	ای مہر و ش کہی نکلیا بھول کر بھی رحم
تم میں مہارِ حسن کی صوتِ فائتھی	وہ نون طرح رکھا ہیں غفلت میں عشق نی
دل کو ملا وہ درد کہ جسکے وہا تھی	زخمِ جگر وہ تھا کہ نہ مرہم ملا کہیں
یہ ای طبیبِ عینِ مرض تھا شفا تھی	صحت سی روگ ناکہ مٹی کا لگا ہی پر
جانِ شس تھی مسیح تھی اپنی قضا تھی	صحت ہی روزِ شکر تک اسی عشق اب ہمیں
آئی تھی تیری ہوش جو آیا قضا تھی	آئی قضا جو ہجر میں مجھ کو نہ ہوش تھا
مجھ زار کی جگہ تری دل میں بج تھی	ای گل در آئی سنگ میں کٹنا محال ہی
اوس ترک کی خطا نہیں میری قضا تھی	مارا تھا تیرا تک کی پر لی اُڑی ہوا

دنیا ئی بیوفاسی محبت نہ مینے کی	قابل نگاہ کرنی کی یہہ بیسوا نہتی
ترتبت میں ہی وہی شب تار یک ہجر ہی	ہمکو فنا ہوئی مگر اسکو فنا نہتی
سید آپ آیا دل کی کشش سی شکار کو	مڑگان کی لیس بڑنگہ نشانہ تہی

نکلا تبول باغ سی جامی کو پہاڑ کر

خوشبو تری لباس سی گل کی قبا نہتی

بنائی غم و رنج رخصت ہوئی	گیسا دل تری پاس فرصت ہوئی
بتون پر جو مائل طبیعت ہوئی	پڑین سختیاں غم کی سنگت ہوئی
مجھی اپنا پسندہ سمجھتی ہیں سب	اکہی بتون کی یہ قدرت ہوئی
چھپی تہی زمین کی تلی پہلے ہم	پہر آنکھوں سی پوشیدہ تربت ہوئی
مرض کا قضا کی کیا جب علاج	کبھی پہر دوا کی نہ حاجت ہوئی
نگہ نقرب ہی کی کرو مجھ پہ تم	میں سمجھوں گا یہہ بھی عنایت ہوئی
راہ جس طرح عاشق مرا	کبھی ہوسل کی یوں نہ رغبت ہوئی
کہاں عجب تل ادراک حق کر سکے	جب اپنی نہ ظاہر حقیقت ہوئی

بہت دیکھا قاتل فی چہری میں منہ
اوسے آئند میری حیرت ہوئی

جب آئین زکین اشک نکلی قبول

یہ بوسہ گئی تو رطوبت ہوئی

<p>نہ پائی نہ خم کی لذت ہوس دل میں ہی مل گئی بدی ہی ہی جو کرتی یاد براتی ہوس دل کی جو قدرت پر روا حاجت کی محتاج بیدل کی چہ چہتی سامنا کرتی وہ اگر حسن میں تیرا خدا جانی مہن ہی مایہ خاموشی تکبیر سے کیا تشنہ کام عشق کو سیرت ک رک کر قضا جن ہو کی چہی تھی مایہ جن جلیک زندہ تہیہ ستون کا دینا پار کردی گاترا بیڑا حواس و ہوش و ضبط وقت آئی خانہ دل میں خدا کی آگے ثابت ہو گا تیرا اجرا گدی گا</p>	<p>پڑی میری بن پرینکی بجلی تیغ قاتل کی متھارا کو سنا ہوتا و عا در پوش کامل کی سیاہی ہو گی تیرے ہی ہا کو زردی می سائل کی پری ہوتی جو دنیا تین ہی شکل و شائل کی دیل اسکی جو تھی گفتا چہی فی فی ہا کی صریح تھی سروی بہر حلق خشک قاتل کی بلا رو ہو گئی تلوار سی اکہ میں بسمل کی بنی کی ایک کشتی بہتیلی دست سائل کی اکیلا تلکوجب پایہ خوشی کی ہمہی محفل کی کہ انگشت شہادت ہو گی ہر گشت سائل کی</p>
---	---

جہاں عکس کی آئینی مین کیا خنجر و دھوتا ہی
 تہا چھی پی نی آئینی کی سبب مٹنی کہوئی
 ہنسنا وہ دیر تک باتوں پیر چھی پڑکرائی دل
 پھیری پھرتی فی قتل مین مانع ہی شام
 کری شمع جمال یا شاید روشن اسکو بھی
 کنار کش ہا کر بحر عالم مین جو بچتا ہو
 بہت آہ و فغان و نالہ سی دل خون ہوتا ہی
 قصار مال کی جب حکم شہادت ہی قاتل
 یقین آتا ہی بی ویکھی عاشق ہو تری او بیہ
 شب مقدر ہی شب قتل مین دن و رقیات
 کلام اللہ کی احکام سب نے خوف سی نے
 تعجب ہی مجھی کیا وجہ جو منعم نہیں سنتی
 دشمن ہی نہیں ارکان مین ہرگز کی بیشی

گواہ خون ناحق ہوگی سرخی می قاتل کی
 عبت کیوں سامنی لائی یہ بھی کب تھی بل کی
 سڑی عمدہ بنا یا آپ کو کیا بات غفل کی
 غضب ہو گئے مری حق میں اللہ شاہ عادل کی
 کہی تو کام آئی گی اندھیری خانہ دل کی
 ڈوب سکتا نہیں دریا بھی کشتی ہو جو ساحل کی
 جو کشتی ہو رعایا جان جاتی ہی غل کی
 تو ہمنی فرد و غفور توی و قمر مین غل کی
 جو کوئی دیکھ لی صوت ہی عزت کی نال کی
 ہر اک ساعت ہی قتل کی گھڑی ایک شکل کی
 گلی مین و افتقار او شاہ فی جسم حائل کی
 پہونچ جاتی ہی تاعش بریں و از سائل کی
 زحاف ہمیں آئی نی پنج کی پھر کال کی

روان چہرہ بے حیات اور سینہ نہ کیونکر ہو وہیں رنگ اڑی ہو چھا قاف و جنت ہستی	برنگ پروہ ظلمات تاریکی ہی محل کی پری کی کینچر تصویر بے تیر مقابل کی
زبیں شکست کا نام جیٹا ہی قبول اکثر کوئی ساعت کہی آئی نہیں پاتی ہی شکل کی	
کمال شوق ہی دیدار یار تھوڑا ہی سحر کو غنچہ کہلا دو پہر ڈھلی سٹو کہا ہماری خاک سی کرتی ہو بند آنکھوں کو شبِصال بس اب کم ہی پوچھتی کیا ہو پہنپہو لی سیکڑوں قلبِ صنوبری میں پڑی نگاہِ کم سی جو دیکھا ہی یادِ سرکش فی	زیادہ جبر ہی اور خست یار تھوڑا ہی عروج و وقفہ جوشن بہار تھوڑا ہی بہت یہ کہتی تھی دل میں غبار تھوڑا ہی کہ میری سنی میں دم ای نگار تھوڑا ہی وہ سرودیکہ کی کہتا ہی بار تھوڑا ہی مری نظریں ہی دل کا وقار تھوڑا ہی
تڑپ تڑپ کی وہ کاتا ہی روزِ ہجر قبول کتابِ نگاہ میں روزِ شمار تھوڑا ہی	
نیل فی انور یہ دیدارِ صنم فی کہودی	وصل کی رات سخايات میں مہنی کہودی

گہل کی مرجانی کا پلن پایہ ہی ہفت چشم	کہ بختِ مژگانِ صنمِ نیکو دی
گر عصیان سی نہیں پاک دلِ نیا دار	اس گھسی کی جلا نقشِ درمِ نیکو دی
وصلِ خوش کرنے سکا چہا ہی ایسا غم بھر	ہتی جو تریاق کی تاثیر وہ ہمِ نیکو دی
ایک کاسی پہ کیا ساری جہانِ مہان	ہتی جو کچھ جام کی توقیر وہ ہمِ نیکو دی
سو جہتا کچھ نہیں رونی کی سوا اب مجھ کو	روشنی آنکھ کی اس درجہ ورمِ نیکو دی
صدقِ کذب ایک شہی کی ہین کا دوس	سچ تو سچ چھوٹ کی ہی قسمِ نیکو دی
سیم اور زر کی محبت ہی بتوں کی الفت	گو ہر دین کی ضیاءِ درمِ نیکو دی
شہرِ مین آئی تو سبھا وہ بہن سے	محبت اس دشتِ نوردی کی درمِ نیکو دی
ای شباب ایک پری مین ہی احبت پانے	ہتی تواضع مین جو تکلیف وہ غمِ نیکو دی

کسنی لی جان بول اوس جی کہتا ہی کوئی

ہنسکی کہتا ہی وہ بیباک کہ ہمیں کہو دی

نامہ اوس بد خو کو لکھنی کا تر ہی چاہی	گالیان می پھر کی مجھ کو نامہ بر ہی چاہی
دلِ ہنسائی کو محبت مین جگر ہی چاہی	چاہی نالی تو نالوں کو اثر ہی چاہی

عشق کی سوئی میں دن بھی ہمارا ہی بجا	خشکی لب شرط ہی پر چشم تر بھی چاہی
اب سلا انٹی حشتِ دل غار میں آرام سی	پہرتی پہرتی تہک گنگل میں گہر چاہی
چار دن کو آئی ہی ملکِ مہم کی مہم	کب تلک ہی یہاں سیر سفر بھی چاہی
چو دہوین شب و نوگل لپنی اگر کہلاؤ تم	مشتری کیا آنکھ جھپکا لی قمر بھی چاہی
جستجوئی تری تصویر کینچی ٹھیک ٹھیک	آپ ہی بولا کہ میں ہو لا کمز بھی چاہی
جب ہنسنے میں بیٹھی چپ ہی لازم نہ ہی	بی ہنر جو ہو ادسی اتنا ہنر بھی چاہی

بہر عالم ہی فنا محشر بھی ہو گا اسی قبول
بتدا کی واسطی آخر خبر بھی چاہی

صبحِ فرقت ہی شبِ وصلِ غمِ انجام میں ہی	ہجر جانِ وصلِ اجلِ وصلِ آرام میں ہی
کیا نیا نشہ می الفتِ اصنام میں ہی	غیظِ آغاز میں جامِ اجلِ انجام میں ہی
دورِ ساتی مہرِ دلِ خود کام میں ہی	آفتابِ کج معِ بزمِ مرجیہ میں ہی
دلِ پیچ سی نکلا نہ کہنی لفک دہیان	میں ناسِ حال میں یہ حالِ مرجیہ میں ہی
کیا مارا مری گہر کی تیر سی پہنچا	نورِ خورشید جہاں تاب و بام میں ہی

دل کو خالِ خطِ زیبائی پہنایا خطِ مین
 وصل کی شب گئی ہو کی مین شروعِ شب کے
 بڑھتی ہی وصل کی امید پر الفت ہر روز
 ساغر اورون کو وہ تہی مین دل ہی لہو
 بخت اپنا ہی نہیں سحر کی اتون مین یک
 بلبلیں کیا کہ چمن خود ہی مری گل کی گو
 نہ چٹھا موت کی سنجی سی مریض گیسو
 جلوہ عالم کا تری جام مین ہی ای جشید
 واوی کعبہ دل کی لپی جادہ ای شیخ
 شکل جو دیکھی تری جان سی ہوئی ہی مابہ
 ہکو تو خواب پریشان ہی یہ نیا ای ہجر
 دستِ انور سی چہڑی خطِ پیدِ سحری
 رشکِ شید نہ کیون شیشی معن و نندان کے

مین ہی دامنِ مین بن نہ مری دامن مین ہی
 ظلمت و نور جو کیساں سحر و شام مین ہی
 بختگی عشق کی اپنی طمعِ خام مین ہی
 می کلگون کی عوضِ حق جگر جام مین ہی
 خواب پل بہر ہی نہیں ہکو یہ کرام مین ہی
 جامہ پہو لام کا اندامِ گل اندام مین ہی
 یہ چرخِ سحری حشر تک اس شام مین ہی
 جس سی عالم کا ہی جلوہ مری جام مین ہی
 تار ہر ایک مری جائنہ حرام مین ہی
 ہوش اڑ جاتی مین منکر یہ نہ تر نام مین ہی
 بخت بیدار ہی ساتھ وکی جو آرام مین ہی
 صبحِ صادق کی تاری کی چک شام مین ہی
 غسل کرنی کی لپی آج وہ حمام مین ہی

عظیم معشوق کرین قتل ہوں عاشق مجرم	حکم یہ شرع محبت کی پس احکام میں ہی
سبزی سبزہ جنت تری سپتون میں ہی	روغن نقشہ حور اتری بادام میں ہی
رخ و باغ آنکہہ زبان کجود ہی اک لطف	رنگ بوئشہ مرا بادۂ کلفام میں ہی
اوسکا خط لایا تو ہو جاو نکا میں شاو می گ	پہر تو یہہ جان پہی صد ترغلام میں ہی
بد زبانی مری حق میں نہیں کرتا موقوف	شکر صد شکر زبان او کی مرگام میں ہی
شب و صلت میں چمکا کہی آخر ہوئی ہم	اختر بخت مگر گردش ایام میں ہی
بخت برگشتہ ہوا مانع تحریر جواب	خط تقدیر مرا نامہ و پیغام میں ہی
عشق سرکش مری دل سی نہ کلنی پایا	انتہا کا جو ہی داناوہ مرئی ام میں ہی
بال بال الفت زیرین ہی پہنا منعم کا	جو ورم رکھتا ہی مہل کی طرح دام میں ہی

شعر کی رتبی سی دل خوب ہی آگاہ قبول

معجزہ گو نہیں داخل مگر الہام میں ہی

اسید از نظر غور و تماثل

یار کو بھی دفعتاً دیکھا تو وحشت ہو گئی

کنج وحدت مجھی آخر یہ کثرت ہو گئی

سامنی جب پندسی پیدا و صورت ہو گئی
 ابتدا میں پاس کچھ تہا کو بواب خراب
 بات کرتا کیا کہ جنبش نکلت لب کو ہو سکی
 میں جو لڑکر سرنگون تہا اوٹھ گیا چہرے پر شوخ
 خون کی قطری بھی میں آنسوؤں کی سا تہہ
 توجہ گہرا آیا ہماری گہرا وہ خوف سی
 ان بتوں کی عشق میں جان جاری کہیں بیکر
 پسند ناصح غیر کی طعنی مصیبت ہجر کی
 انتہا میں عشق جانان خاک چھنوانی لگھا
 تنگ ہو کر کاٹ ڈالی آج ناصح کی زبان
 رشک گل شاکیں تن ہی بی گل ہی جسم پاک
 اس قدر سودا بڑا ہی بخند میں ہونچا چین
 چشمہ دل میں ات دن سہی لگی تصویر یار

جان تن میں آئی آنکھوں میں نصارت ہو گئی
 عشق میں رسوا ہوئی اور وزیر عیبت ہو گئی
 یار کی تصویر جب دیکھی تو حیرت ہو گئی
 یار سی تھی شرم مل سی ہی خجالت ہو گئی
 اب لہو میں اشک کی مانند رقت ہو گئی
 کشت اپنی ہی ہری ای بر حلت ہو گئی
 خاکِ لٹ میں دبا ایسا کہ تربت ہو گئی
 جان جب سی دنی ان سب فراغت ہو گئی
 ہم جیستی جت سمجھتی تھی شقت ہو گئی
 کچھ نہ بولی گا وہ اب ایسی نصیحت ہو گئی
 ناز کی صدقی فدا اسپر لطافت ہو گئی
 قیس کو دیوانگی میں اور حشمت ہو گئی
 ہجر میں بس جان بچنی کی صورت ہو گئی

نامہ موزو تہا تہا ہی مین تو خوش ہو کر پڑھا	بوستان کی موزون کن حکایت ہو گئی
بام پر دیکھا اسی او سکی گلی مین گبیا	سیر حبت حو حبت کی زیارت ہو گئی
یار تہا تہا کہ دل مین غیر نہی داخل ہوئی	چپ گیا فی الفور وحدت مین کثرت ہو گئی
پتلیوں کی شکل آنکھوں مین ہلکے تہی مقیم	منہہ کہا جاتی نہیں تم اب یہ صورت ہو گئی
چاہ مین سوا ہوئی مین ہم تو ہوں پر غم یہی	آپ کی ہفت نہایت بی حقیقت ہو گئی
ناصحو ہکو مرض ہی شکل عاشق مین ہوں	تم اسی یرقان سمجھو زور رنگت ہو گئی

اور مین نظم کر اس قید مین تو ای قبول
کیا حقیقت ہی جو شاعر کو یہ وقت ہو گئی

بات عاشق سنی او سنی کی تو زلت ہو گئی	گالیان دینی لگا جو قیامت ہو گئی
بدگمان کی عشق مین اپنی جو حالت ہو گئی	عشق کی آزار کی او موت صحت ہو گئی
ہوش مجنون شت مین محبت ہمارے کہو چکی	کوہ پر فریاد کو سو بار خفت ہو گئی
گو کہ دل بیجا مگر اسکی عوض کیا مانگی	خوش جو ہو کر لی لیا تنہی قیمت ہو گئی
ماہر یون مین کسی لی دل کسی فی جان لی	بخت مین تحریر تہا ج طرح مست ہو گئی

اوس گلی میں چین ہی سوتی رہی ہم نہ بخر
 عشقِ گندم رنگِ لبِ زین سنون کیا نہ بخل
 آئی ہی اس سمت شاید آپ سی ملکِ نسیم
 عشقِ جانان میں مجھی الزام ہی ناصح بند
 وحشیوں میں ای جنوں کا بجا ہی جا بجا
 کوڑیوں کی ہول ہی پوچھنا نہ اوس غورنی
 عشقِ سرکش جان لیتا پر بجا یا حسن نے
 دستِ وحشت فی کیا صدک پر میں تمام
 جان کنی میں خط پڑ ہی جانا ہماری یار کا
 جیبِ دامن چاک کرتی ہی کہلا آزار عشق
 خواب میں بیکھڑی ہوں نک کر یہ ہوں تھا
 دشمنی کی خلق سے دل فی کی تسی جو عشق
 عشق میں بی آؤنا غمش میں اتھا غصہ تھا

قبر سی نکلی بشر جی کر قیامت ہو گئی
 جانا ہوں و سب سی آدمیت ہو گئی
 غنچہ دل کا کھل گیا اسی جانِ فحش ہو گئی
 میں چلا وہ چال جو ادب کی شیت ہو گئی
 خشک ہو کر چوبِ صحرا ہوں نوبت ہو گئی
 جس دل اوس کی لی کیا جس غارت ہو گئی
 تھا قوی دشمن قوی تر کی حمایت ہو گئی
 اب چلین صحرا نور دی کی اجازت ہو گئی
 ہم ہوئی آخر اگر آخر عبارت ہو گئی
 جب ہوئی بالکل برہنہ اور صحت ہو گئی
 خوابِ غفلت کی یہاں تعبیر غفلت ہو گئی
 اب یہ عالم ہی کہ ہمسی ہی عداوت ہو گئی
 سیر ہو کر کہا لیا غیب ہم تو قوت ہو گئی

عشق کیسومین پریشانی بڑھی ہی اور ہی	بندہ گیا دل شقیض میری طبیعت ہو گئی
جسم سکندر زو فریدون تخت نصر کی قیاد	شش جہت میں چار دن سکی حکومت ہو گئی

کونسی صفت یہ ہے ہکو بتاؤ ای قبول
چار جانب اس مرغزلی کی جو شہرت ہو گئی

آپ ہم پر اگر کرم کرتے	دل جگر کیون یہ کچھ ستم کرتے
میسکی میں گدز جو ہم کرتے	دیکھ کر جام یا جسم کرتے
تم اگر جلوہ ایک دم کرتے	سینہ تو کعبہ دل حرم کرتے
بیڑیاں سخت تنگ ہو جائیں	پاؤں میری اگر دم کرتے
جو ہر سخت جان عیان ہوتی	تیغِ فولاد تم علم کرتے
ہم نہ مرتے کہ تا مدام علین	نوش جب ہر مرگ ستم کرتے
جب نگہ پہنچتے قریبوں سی	تم نہ کرتے جو قتل ہم کرتے
کوئی تو ہو جہان میں اپنا	غم نہ ملتا اگر تو غم کرتے
آب پاتا نہ بال مرد و الم	آہ کے تیغ جب علم کرتے

<p> ربط غم سے کمال بڑھ جاتا گالیانِ خود جنہیں گوارا دین فوج مجھ کو کیا چہٹا غم سے دل شفاف میں کہے آکر حکم دیتے جو بادہ نوشتے کا اسی صنم ہند میں اگر آتے دل ہمارا سوا ابھرتا جاتا </p>	<p> آپ ہم سے جو ربط کم کرتے خوف کرتی نہیں وہ دم کرتے رحم کرتے تو وہ ستم کرتے آپ ہی سیرِ جامِ رحم کرتے ہم لبون سے دہن ہم کرتے جان صدیقی عربِ عجم کرتے اور کیسو جو پیچِ خم کرتے </p>
---	--

دل نہوتا جو منقبض تو قبول

شعر کچھ اور یہی رسم کرتے

<p> قیدِ غم سی چٹ گئی اغیار ہم یون ہی ہی او سکی زلفوں کا الہی پیچ و خم یون ہی ہی یہ غنیمت ہی جو مجھ ہی ہ صنم یون ہی ہی خوش فلک سین ہی تو مجھ کو الم یون ہی ہی </p>	<p> رحمِ قاتل سی اسیرِ دو غم یون ہی ہی لونہ اس ہندی سی چھوٹو گنگا گردہ جس ہی شکوہ کم اتھاتی ہی عبثا و شمع ہی یہی بہت ہی کہتا ہوں بھلیوں کو ہی شاد </p>
---	---

حسنِ غنّی میں ہی اب وح کرتی ہی دعا
 میں جو پہنچا منہ طرفِ یزید میں ہی زلزلہ
 جنگِ یکدگر شمشاد ہوں میں ہرگز نہ ایک
 محوِ الفت ہوں اب جو جرم کچھ کرتا نہیں
 جھک گئی ہم زیر تیغِ اوسنی کیا لیکن قتل
 دل کی کوششِ شش کھلائی پایا کو
 جب تک امی نہ لکھنے بھی جو خطِ شوق
 تم نگہرتی ہو بہلا کیوں قتل کرنی کو مری
 گونڈ کبہا زندگی میں کیکہ کو بجا بعد مرگ
 وعدہ و اقرارِ وصلت کر کی مارا ہجر میں
 عارضِ چشمِ انبی و کھلا دو گز و نون کو تم
 ہر جگہ سہیل میں کھینچا عشقِ کامل کی آواز
 کوئی جانان کی فضا ہی حشر تک بھی مسا

تیغِ قاتل ہاتھ میں باریب علم یون ہی ہی
 حشر تک اب ساکن ملکِ مہم یون ہی ہی
 ساری ملکِ املاک دینار و درم میں ہی ہی
 ہاتھ میں دو نوں شتون کی قلم یون ہی ہی
 موت از خود پہر نہ جیک ای خم یون ہی ہی
 اوسکی جو یا اہلِ یسراہیل حرم یون ہی ہی
 ہاتھ جنبش میں سرگردان قلم یون ہی ہی
 ہی حال اپنا اگر سینی میں مہم یون ہی ہی
 وہ دہن گرنی حقیقت ہی مہم یون ہی ہی
 بیوفا کی ٹالی سبقت و قسم یون ہی ہی
 آئندہ اکٹ درمی مرجا مہم یون ہی ہی
 حشر تک خالی اہلِ بے یرو حرم یون ہی ہی
 کیون نہ آنکھوں سنہان باغِ ارم یون ہی ہی

یارنی صحرانوردانِ محبت میں گنا	گو مرض ہی پاؤں پر لیکن مُرمون ہی ہی
تیغِ کہنچی نازی لکین نہیں کٹی وہ قتل	راستی عشق سی جانبا زخم یون ہی ہی
کوچہ جانان میں ہل سکتی نہیں ضعیف ہے	عمر بہر ہم صلوٰۃ نقشِ قدم یون ہی ہی

شعرِ نامور وں موزون سی ہی مینِ آفتِ نہیں
ای قسبولِ اجتہاد ہی جو میرا بہر م یون ہی

دلِ ہجرین لہو ہی جگر اور بھی سہی	جان اپنی جلد جایِ ضرر اور بھی سہی
شبِ گزری یارِ جاتا ہی لپٹے کے لون	گستاخی ایک وقتِ سحر اور بھی سہی
میں سخت جان ہی صفِ عشقِ مینِ زندہ ہوں	تیز نگاہ ایک ادھر اور بھی سہی
ہمیں اگر کہا رکِ گل تو خفا نہو	نازکِ مہتاری اوس سی کمر اور بھی سہی
تم سب جگہ تو ہومری ل میں ہی لبو	ای جان مختصر سایہ گہر اور بھی سہی
آخر توڑتی ہتی ہو ہو ٹھونچیں اک اور	شرارت دن ہی اوسین یہ شر اور بھی سہی
شرکان کی بعدِ روقا ل سی ہی عشق	ہی خوفِ تیر تیغ کا ڈر اور بھی سہی
ایک اور گالی بوسہ لبی کی دوجھی	تلخیِ قند بارِ دگر اور بھی سہی

ساقی بھر اور جام می ناب تو پیون	مین چور نشہ مین ہون مگر اور بھی سہی
فر دگناہ گو عسرق شرم سی مٹی	تا نید اشک ویدہ ترا و بھی سہی
اوس حوروش سا ایک نہیں جہان مین	یون سیکڑون جین بشر اور بھی سہی
اک زن بنا فساد کی ہی دوسری زمین	زر تیرا اگر ہی تو زرا و بھی سہی
سایہ مری جلائی کو کیا کم ہی اونکی ستہ	ہی دوسرا قریب اگر اور بھی سہی
گھر میری کھنچا کی آئی پر اب ہی اونہیں چلا	ای آہ اک ذرا سا اثر اور بھی سہی
چپینج اوٹھائی غیر کی دشمن جو تو را	ایذائی خاری گل ترا و بھی سہی
صبح شب فراق تو ہو گی نہ تابدا	محشر تک انتظار اور بھی سہی

شاعر مین عاشقانہ مین شعر اپنی ای مقول

عاشق جو تم کو یہہ ہنسرا و بھی سہی

خطا بچائی گی کیا اور کفیل کیا ہوگی	مری نجات کی یارب یل کیا ہوگی
خدا تو ایک کبھی جو تم بناتی ہو	بنائی کعبہ دل ای خلیل کیا ہوگی
کسی ہی ایسی کہ ہی فون تیغ ابرویار	اب اس سہی ہ کی کوئی تیغ ایل کیا ہوگی

ہرن کی آنکھ کمر چینی کی رزی گی اگر	تمہاری چشم و کمر سی ذلیل کیا ہوگی
سہیشہ فرقت سنگین دلان کا غم کہا یا	غذا کسی کی اب اس سی ثقیل کیا ہوگی
نہ بچھا تم فی کسی ن اس اپنی لاغر کو	کمر تمہاری بہلا بی عدیل کیا ہوگی
قیامت آئی ہی گزری ہی پر نہ وصل ہوا	اب اٹھ ف سی بہلا اوڑھیل کیا ہوگی
امید رحم پر آشکون کی سیل گو کہ بہین	تمہاری آنکھ میں اسپر ہی سیل کیا ہوگی
صبح رنگ رخ الماس سا چک میں ہی آپ	حسین ناک میں ہیری کی کیل کیا ہوگی
ہی اونکی آنکھ کی الفت کار روگ زگر کف	مرض جو ہی تو ہی ہی علیل کیا ہوگی

علی کی دوستوں کی وہ اگر بنی نہ سیل
تسبول خلد میں تو سبیل کیا ہوگی

سری ٹی سنی کی عشق میں کیا بنج پایا ہی	نہ اس دل کی دینی کا جگر پر داغ کہا یا ہی
مرئی ہی کی کاٹی ہاتھ چوون کب طرح اوسنی	خطا پوچھو تو کہتا ہی کہ اسنی مخرپا یا ہی
کہی باند با کہی جھٹکا کہی پچا مری دل کو	محبت کر کی مینی گیسٹون کو سر ٹپا یا ہی
دل عشق لہو ہو کر بہا آنکھوں کی سنی	کہی پہلو میں ہونڈا تو تہنی داغ پایا ہی

لب شیرین کا بوسہ مری سچاں تا نکلی
 تہا ری گیسو دن سی فقافت ہوئی مجھ کو
 سخنِ ناصح کا ہی یقین حجرہ قبرینِ مرده
 بزرگِ قمری شید جہان تم ہو دینِ دل ہی
 تہا ری بحرِ مین مہر جو سویا ہوں قسم لی
 کیا دمِ ناک میں جب عشقِ زیورنی ملائی گل
 خوشی سی گمئی ہم کی چونکایا جو ہیں آؤ
 شبِ روز ایک اندیر پیش چشمِ عاشق ہی
 مری مرنی فی شادی گ غمِ ن کو کیا گل
 حقیقت مل گئی عشقِ مجازی سی خدا حفظ
 جوانی فی کیا بیہوش تھکو مجھ کو سو دی فی

عبث مجھ جان لب کی قتل پیرا دہایا
 بلائی ناگہانی فی مجھی اگر دبا یا ہی
 تری فرقت میں غزائیل فی شاہ لایا
 کچھ ایسا سرو قد کی سائے میں آرام پایا
 ہمیشہ بختِ خوابیدہ عاشق کو چکا یا
 تو مہنی کان کی سبزی پر خرز ہر کہا یا
 جگا ر دم کی وقار فی مشتکِ سلا یا
 تری آنکھوں کی سرمہ ی پر کی رنگ لایا
 وہ عاشق ہو کن مٹ ہی قبولِ مسایا
 ہمیں ایساں محبوبِ یقی فی بلا یا
 تہا ر احسن میر عشق اب جو بن پر آیا ہے

قبول اپنی طبیعت آج کل مہرِ جلیں

قلم برداشتہ لکھای جو کچھ منہ میں آیا ہے

بزم صحرای موت میں ہر ہرہ شمایلی ایک ہی
 جہاں سلطان تخت پر ہی ملک پر ہی خاکسار
 چو دہوین شیش سرمے تاج نگلی کا نہ چاند
 ابتدای بحر الفت میں ہونے بی این بہت
 عشق میں کامل ہون میں دشمنی میں جواب
 حسن کا کیا عاشق کامل سی کرتی کہنہ
 دل کی باتوں ناصحایں پہی باتوں گنگ
 ابرو و مژگان لطف منطاسی الفت شمع
 حُب تر جتنی ہی دل میں اس قدر بغض غیر
 کسکی کسکی خون کا دعوی سنی پروردگار
 گرم بازارِ قضا ہی بہر رہی ہی تیغ یار
 شکوہ ظلم و جفا ہی اہل دنیا پہ کہہ کر
 کیا تپا اوس کوچی کا قاصد لافنی لکھو

دل میں بس کہنے کی قابل ہیں ل ایک ہی
 جب مفرد و نوک ہوتا ہی منزل ایک ہی
 تیری دو رخسارِ تابان کا دل ایک ہی
 یہ وہ دریای کہ مارا اوسا حل ایک ہی
 دل سخی ہو دور تو دونوں کا حال ایک ہی
 ایک صورت ہی صوت کا ہی مال ایک ہی
 دوسری کی کہ نہیں بنتا جہاں ایک ہی
 سامنا ہی لاکہ غم کا مراد ایک ہی
 یوں ہی جلتا ہو کہ یوں نوکلی منزل ایک ہی
 حشر میں مقتول تو لاکہوں میں قاتل ایک ہی
 ایک عاشق ہی اگر ٹھنڈا تو بسمل ایک ہی
 لاکہ ظالم ہوں تو غلام لبہ عا دل ایک ہی
 حسن میں کیا وہ کوچہ ہی قاتل ایک ہی

<p>دیکھتا ہوں من زاک علاج ہی محفل ایک ہی سیکڑوں میں عضو لیکن تیری قابل ایک ہی ہای دو لکڑی نہیں تا وہ قائل ایک ہی ایک تو ہی ہی سوال عبد سائل ایک ہی کس جگہ بیٹھوں یہاں محفل کی محفل ایک ہی اوپر طرح ای در باہر کچا ہی تل ایک ہی گال دومین سب طلب اک تو سائل ایک ہی قید شیشی میں کمی میں جہنم حال ایک ہی</p>	<p>بہر تلون ہی میں ہی ایک دن دس گن میں نذر تیری کیا کروں ای در بآل کی ہوا چاہتا ہی زخم کاری تھی پتا ہی رہوں تجسسی تجھ کو مانگتا ہی یا خدا بندہ ترا جسکی جانب رخ کو نہیں پہنچتا ہی شخص جس طرح چہرہ ترا کیجا ہی نگ حسن میں تو سخی ہی دل نہ سیر توڑیو انکار سی زیر گرد و عنق نی پیا سنی تھی ہشکار</p>
<p>جس طرح سب متفق ہیں میں اور ہوں ای قبول لا کہہ نقص میں زمانی میں تو کامل ایک ہی</p>	
<p>آغاز مخمسات</p>	
<p>اوسکی کوچی کی فضا جس کے بستان میں نہیں روح کو آرام دم بہر باغ رضوان میں نہیں</p>	<p>حیف ہی اندازِ جانانِ غلمان میں نہیں کس طرح نکلون کہ چارہ حکمِ زیدان میں نہیں</p>

	خاک اپنی بعدِ مردن کوئی جانان میں نہیں	
وہ مرگ ہی کہ ہر سزاغِ رضوان میں نہیں نقصِ مانی سی ہی کچھ تباہ میں نہیں	ہی مرعشوقِ نہ یوسف کے کغان میں نہیں کیا ہوا ثابتِ جگرِ جگرِ جانان میں نہیں	
	چاک کچھ معیوبِ بے بے کی گریبان میں نہیں	
غنچہ گل خاک میں ٹپل گئی ہر لائقِ نقد دشتِ عالم میں دھوکا کہا سوایِ نیکی	خوش قدمِ شیرین ہن سب ہی اسی جانوسند خوش قدم کی خاکِ گاہِ تہی ہی سرمِ سرقد	
	گردِ بادِ اہلِ غفلت اس بیابان میں نہیں	
سمنو گر باغِ بنوائی تو لازم ہی کرم خوف ہو گا سائی کا بسکو کہی کہتی ہیں ہم	عاشقوں کو سیر کرنی و غلط ہوا ناکام دیکھنا گلِ آپ سی کوئی نہ رکھی گا قدم	
	آج جانی کی اجازت جس گلستان میں نہیں	
ای پری ہی گرمیوں میں لطفِ تیر جی کجا ہی ترغی رض پہ ہر قطری میں سی کی فضا	نور و نوا ہو گیا جس دم پسینا آگیا تیری خسارِ عرقِ آلودی نسبت ہی کیا	
	ایک قطرہ چشمہِ مہرِ درخشان میں نہیں	

بی ثباتی گلشن عالم کو ہی کر خوف و بیم	مہربان رہو دیون پر پہی اگر تو ہی فہیم
پہر خلش کائنات کی ہوگی اوڑھن ہو لنگی	دوست دشمن کے سب میں رفتی مثل نسیم
گل تو کیا کانا ہی اک دن اس گلستان میں نہیں	
کام ہی جلا دکا کرتا ہی ناحق خون غیر	کب وہ جادوگری کی یاد جو فسون غیر
خود وہ مہروزوں ہی جو اپنا کر ہی غم	ہی بہت مکروہ طبع پاک کو مضمون غیر
وصل کا مضمون شایان اپنی دیوان میں نہیں	
روز رہتا تھا جو مای کو دکھ سی فزون	سنگ پڑتی رہتی تھی جھپیر و ان ہتا ہتا خون
کیا ہو میں وہ گر میان حیرت میں میں اینہوں	ہو گیا مرنے ہی میری سڑ بازار جنوں
آج ای اطفال کوئی سنگ دان میں نہیں	
تیری نافرمانی ہی منعم جگر ہی سخت سخت	ملک ل آباد کر سکی ہی شکل ہی سخت
اب کہاں تخت او خاتم سچہ ہی خفت	نام خاتم رگیا ہی ہو گیا برباد تخت
آدمی کیا دیو ہی ملک سلیمان میں نہیں	
عاشقِ کامل جو میں وہ بکھیتی میں ہی اصل	نقل میں گز نہیں ہوتا ہی نگ بوی اصل

نقل میں ہوسن گتتا پر ہی زلف می اصل	نوری کیا کام پایا ہنوبت کجی اصل
	فاختہ کا آشیان سرو چراغان میں نہیں
گر دین پرمانی میں بیچ میں دین ہون ہر پریر دین ہی مجھ مجنون کی تاثیر جنون	رات دن بہتا ہی شگون کی عوف کنگھنی ہون کیون سوئی کو بہلا امراض ساری میں گنوں
	نالاہ و نجیبہ کسکی زلف پیچان میں نہیں
مہر کو دیکھا تو سمجھا عارض تابان اوسی اوس ہی کی کاکل پیچان کی سو دی میں مجھی	قید میں ہون محو شکل یار میں اک عمر سی زہر کہاں قیہ شرب کی مصیبت ہی کٹی
	سانپ آئی تہن نظر زنجیرین ندان میں نہیں
بام پر دیکھہ اکی تو زخون کی پہلون کی بہار کرتی میں ہر روز مجھہ وحشی کو لڑکی سنگسار	تیری کوچی میں ہی اک شور قیامت شکار آہہ دن میں کوئی دن خالی نہیں جاتہی یار
	کونسا دن ہی جو آوینہ دبستان میں نہیں
آج اوشان ہون کی تن میں خاک اُمی شامی ہون موچر چل نادان تہی میں کسی حریت میں ہون	سایہ بال ہماجن پر رہا بہر شگون دیکھیں انجام اور خام ہون بعد پر سرنگون

ہڈیاں بھی تڑپتے فغفور وفاقان میں نہیں	
روزِ جلِ جل کی یہ کہتا ہوں خبرِ بیکار لی	میرٹھی غون کی دواؤں کی نہ کی اگر کہی
پر عجب نادان ہوں جلتا ہی ناحق میرا جی	قدر کیا او سکو بھلا داغِ دلِ عشاق کی
داغِ چھپک تک کوئی اعضا جان میں نہیں	
ہمد موحیران ہوں میں فحشۂ یہ کیا ہوا	خار تو کوئی یہاں ہرگز نہیں گل کی سوا
پاؤں رکھتی ہی ہوا ایسا جو درو جان گزا	کیا مری تلو می میں کٹا ہی کسی فی کھنا
غیر کا نقشِ قدم تو کوئی جانان میں نہیں	
تیری خنجر سی ملی کیا کیا شہیدوں کو مری	اسکی شیرینی سی وہ واقف ہو چکی ہی اسی
دھونڈتا ہوں سکو اقیاتلِ ملاجہ بھی	خنجر سی کہو ہی چھوڑ دگ تری خنجر تلی
آبِ آہن کی حلاوت آبِ حیوان میں نہیں	
نور کا دریا تری چٹن طرف ہی موجزن	آسمانِ نور ہی امی مہر صورت تیرا تن
ہی ہر اک خانی میں تارِ اساعیانِ رقیطن	کیا ترا جالی کی کرتی میں چمکتا ہی میں
یہ فروغِ ای سُر قدس و چراغان میں نہیں	

بیوطن ہونا قیامت ہی غضب ہی جان	جب تلک ملک عدم میں تھی نہ تا خوف و خطر
چھین نہا آرام تھا خداں تھی باہم کدگر	بیوطن ہو کر زمانی میں ہوئی نالان بشر
آشنا نالوں سیئی ہرگز نستان میں نہیں	
فرقتِ جانان میں لہیر بہت ہی قہر	اشکِ تہمتی ہی نہیں مانندِ ابر و بھار
دیکھتا ہوں قدرتِ خلاقِ عالمِ آشکار	ہی تصویری مری ہر اشک میں تصویر یار
میری آنکھوں سیی نہاں رخسار باران میں نہیں	
باغ ہی وہ ماہر و تنہا ہی بوسی لہجی	کب تلک چاکِ مہرِ جنتِ خدا سی جہی
بادِ گلرنگِ دستِ ماہوش سی پیجی	رحمتِ حق جوشِ پری کیوں عصیان کیجی
شغلِ بہت مسکیشی سی ابر و باران میں نہیں	
جب سینوں کی تہی میکہا دہین مفتون ہوئی	سیکڑوں یوسفِ گریہ زرخندان میں تری
چاہِ کفان اور تنہا اب یہ تصویری مجھی	دیکھتا جذبِ لہجہ کہنچہ کیونکر اوسی
کیا کروں یوسفِ تری چاہِ زرخندان میں نہیں	
کب کسی کی آرزوی دل ہر تہی تو	خونِ ہر شاہ و گداسی تیغ کو بہر تہی تو

ای پریر و باد شاہون ہی بہی کُت تہی تو	جو تراجی چاہتا ہی بس ہی کرتا ہی تو
	وہ پری ہی تو کہ فرمانِ سلیمان میں نہیں
سخت مشکل ہی کہ خوش ہوتا ہی لبر ضبطی	دل میں طغیان اشک کہتا ہی چکر ضبطی
پرہیز غفلت نہیں پسیر ہی وہم ضبطی	پرہیز آنکھیں گوسمند کویطرح پر ضبطی
ایک قطرہ ہی ہماری چشم گریان میں نہیں	
زیر دیوارِ سپہم ہون کس پیری	کیا مگر تدبیر کا چارہ چلی تقدیر سی
چاہتا ہوں آہ اوسی چیدی یادہ تیری	خانہ دل ہی مشک آہ بی تاثیر سی
آج تک روزن کوئی دیوارِ جانان میں نہیں	
ای قہرِ اوستا کامل سنی کردل صاف	ظاہر از تاد جو میں اونکی چہی ہی سہاف
ہوں اگر عالم تو بہر ہی سلف کداف	کیا ہو اگر شعرِ ناسخ میں عقیدی کی خلا
آیہ منوخ کب موجود تر آن میں نہیں	
مخمس دیکھ	
چشم زلف اپنی جو دکھلائی گنگارون کو	جان لی کہنی کو پر زندہ کیا یارون کو

قبرین جانین آرام ہو چارون کو	مرگ عیشی ہی تری چشم کی بھاریون کو
	گور آزادوی ہی زلفون کی گرفتارون کو
مردہ دل بین جنین تیر ہی سیجا کا گمان	بات جو تجھ میں ہی عانی عیشی کہان
دیکھ لی آکی سیجا ہی عیان را چہ بیان	ماز رفتار سی پاتی میں جسد روح روان
	گروہ خاک شفا ہی تری بیمارون کو
راہ بد چل نہ کہی تو کہ نفس ہی رہن	جامہ عیش ہی اک آن میں ہو تا ہی کفن
تا ابد روح کائنات میں رہی گا مسکن	کب سبکدوش ہی قیدی زندان وطن
	بوی گل پہا نڈی ہی باغ کی دیوارون کو
اوس سیجا کا ہون عشق وہ مرا ہی گلرو	دل جو ہو چاک تو ہو نون عیشی سی رفو
فرق اس بات میں ای قیس نہیں کیسیر مو	وحشی نرگس جادو ہون جو پائین آ ہو
	کر لین مرگان اس ہی تلون کی مرغی رون کو
چرخ کیون چرخ میں ہی گیا نادان سہی	سیری تقلید کہان اور کہان سہی
ساتھ میر اندیا جانی گردش میں کہی	ہون وہ گزشتہ کہ تاثیر مرغی قدمون کی

	آسیا دم میں بنادیتی ہی کہسارون کو	
اسمین والی نہیں لیکن ہی ڈھور تو وہی	برہمن خود بھی دھوکا ہی کدھر قفل گئی میں نہ پہنوں گانہ پہنوں گانہ پہنوں گانہ	کا فرشتہ ہوں حاجت نہیں نثار کی بھی
	تاریح مبارک رہی دیندارون کو	
نیش اہل کا ادھر اور ادھر نوشا نوش	مست می غیر اور غمسی ادھر میں پہوش اسطرف گ اور دھرجان جہان جلقہ بگوش	ہم بھل ماری ہو تسی میں ہم آغوش
	کیا خبر میری شب وصل کی بیدارون کو	
اوکا نذر استمگا کہیں تو مجھی رل	وہو ٹہتا پھرتا ہوں ہر سو تھپتا ہی ل ابلا پڑتا ہی لہو کمری آسان شکل	جوش خون میری گجان میں بہتے قاتل
	تشکی آج ہی شاید تری سو فارون کو	
پوچھو اسلام تو ہر اک ہی ایہ ہی کیا چیز	بت پرستی جسی کہتی ہیں ہتیری ہی کینز کفر کی آگ اب اسلام کی ہو خاک تیز	ای صنم عہد میں تیری ایہ ہو اکفر عزیز
	کہر گجان کا ملا مرتبہ زنارون کو	

ظالمو ظلم سی باز آو اگر ہو ہستیار	جرخ میں لائی گا اکدن فلک بحر فتنار
سبھو تو سنگِ فسان کی یصید اسی ہار	کیا بچیں گردشِ افلاک سی جو ہیں خونخوار
کام کیونکر نہ پڑی سان سی تلوار ون کو	
میں ہ شاعر ہوں کہ جب باغ کی جانب نکلا	ہوئی خاموشی میں مرغِ چین غم سے سلا
پیلے وہ شور تھا گلشنِ مین دیکھا نہ سنا	دہیان آیا جو مری مزہ پردازی کا
رہ گئی مرغِ چین کہول کی منتقار ون کو	
داغِ دل می کی گیا ہی مجھی گل و میرا	شعلہ در ہی تنِ محسوس و ہر اک شعلہ میرا
کہو سراسی کہ کر سکتا ہی کیا تو میرا	ہجر میں گرم ہی اوس داغ سی پہلو میرا
جس سی لگا نہیں دوزخ کی ہی انگار ون کو	
فسق میں دہیان خدا کا جو رہی دہشت	ای قبول اوسکو ہی امید بڑی حمت
چھو گیا ہو جو بدن اوس بتِ بدلت سی	پاک کر آپ کو تا سحر غرقِ خجالت سے
انفعال اپنا شفاعت ہی گنہگار ون کو	
محسوس دگر	

خارِ صحرَا جو چہی خارِ چمن بہول گئی	تیر جو کہائی تہی ای تیر فگن بہول گئی
تیغ سی تیز جو گئی تہی سخن بہول گئی	تیری جو روستم ای عہد شکن بہول گئی
سجِ غربت میں یہ پائی کہ وطن بہول گئی	
اچھی زخمون سی ابھی جان ہی باقی تھیں	نہ تو مرنی ہیں نہ جیتی ہیں پھنسی ہیں غم میں
اب وہ آتی نہیں جو فیصلہ ہوا کد م میں	جان کیا مفت گئی صید گہ عالم میں
نیم جان کر کہیں صید فگن بہول گئی	
تیری آنکھوں فی لیا آہوں کو بھی برباد	بندہ گئی رشتہ نظارہ سی سب ای جلا د
پاؤں کیا تھیں انہیں دشتِ خن ہی نہیں باد	ہاں کیا ہوشِ باہن تری آنکھیں صیاد
چو کڑی کیا کہ ہرن راہِ خن بہول گئی	
باغبان پہولا ہی افسل میں ایسا گلزار	سیر کرتی ہی مری ل سی گیا صبر قرار
بہکی اس درجہ مٹی تہہ جنون میں یکبار	چاک کرتی رہی سینی ہی کو فصل بہار
دستِ وحشت مرا پیرا ہن تن بہول گئی	
کیون خفا تھسی ہو ای جان ادھر تو دیکھو	کی جو توبہ شکنی وجہ تم اسکے سن لو

نشہ میں ہوش کہاں ہتی ہیں تم سوچو تو ہم جو میخانی سیستی میں گئی سجد کو

تو بہ ای بیچہ تو بہ شکن بہول گئے

موتجہ گل کی جوانان چین ہیں بالکل
تیری جو بن سی عرض حال گیا سبکدھار
روی گل زرد پریشان ہی غم سی سنبھل
تنگی جنتی ہیں تری اوہ میں گلچین ای گل

تیری کوچی میں ہزاروں کو چین بہول گئی

بہ بھی زخمون کامری بہید اصلا جراح
زخمی زلف ہون میں کی ہیں یہ کیا جراح
آج بیفائدہ ہو جائیں گی سوا جراح
کاشغر کا جو مشکاتی میں پیدا جراح

میری زخمون کی لی مشک ختن بہول گئی

نہ دہن ہونی کی تیری جی ہوئی ہی شہرت
کہنچی جب کل تری ای صنم خوش طہنیت
سچ ہی اس بات میں لوگون کو بحث ہی حیرت
محو اس درجہ ہوئی دیکھی تیری صورت

چہرہ پرواز از ل نقش دہن بہول گئے

جب تلک پاس کہا اوسنی گلتا نہیں
قید جسد ہی کیا خانہ زندان میں نہیں
سب پہ ترجیح رہی بزمِ بخندان میں نہیں
اس قدر مشق رہی نالہ و افغان میں نہیں

	یادِ محبوبِ مینِ ہم طرزِ سخنِ بہول گئے	
لبِ رنگین سی عقیقون کج ہی کیا نسبتِ دین دانت ہونٹوں سی نظر آج گئی سہنشی مین		نورِ دنان سی سہیل اب نہین کچھ یاد بہین ہم تو عاشقِ مین ہی ہکو وہ کیا یاد بہین
	تو سہیل اور عقیق اہلِ مین بہول گئے	
ہوئی فردوسِ مین سب کا شہادتِ داخل چمن جو ہر تیغِ آبی جو یاد ای قاتل		تیری عشاق ہوئی تیغِ پیرِ جہمِ مائل کہل چلا تھا چمنِ خلد مین کچھ غنچہ بول
	شہد اکو دینِ جنت کی چمن بہول گئی	
ہاتھ شل ہو گئی یہاں مین اس رخِ مینون دمِ خفا زیرِ زمین ہی دے ای دستِ جنون		پیرِ ہنرِ بیتِ مین چاک کپی حدیسی زون آیہانِ کامِ مری زورِ ترابِ یکھون
	آشنا چاکِ گریبانِ کفن بہول گئی	
لینتی تھی بوسہ سیبِ قن او سکا بہم دشتِ غربتِ مین ہی ہی جو غدا غم		ای جنونِ دشتِ مین یادِ تیری دنِ ہر دم گردِ وطن پہونچی تو جانین گی مزا پہر ہی ہم
	ای جنون ہم مڑہ سیبِ ذقن بہول گئی	

آتش افروز یان گلشنین یاد ای لب	داغ فوجک جلاتی مین مگر شام و سحر
جھوٹ ہرگز نہیں انصاف تو ہی کر	ایک مجھ ہی یہ دل کتنی سائین اخلر

داغ تازہ جو ملے داغ کہن ہوں گئے

آتش عشق صنم پائی جواب گل نے	تنگ ایسا ہی کیا حبیبی کی اس شکل نے
عیب پوشی کا ہی سامان بہلایا دل	تنگہ مین جوہن یاد کیا قاتل نے

سرکھٹ ایسی چلی ہم کہ کفن ہوں گئے

ای قبول اس سی ملا رتبہ انا سچ کو	شغل مداحی حضرت کا ہونا سچ کو
رتبہ دنیا مین دیاب سی ہونا سچ کو	اب تک یاد نہ جنت مین کیا ناسچ کو

اپنی مداح کو کیا شاہ زمین ہوں گئے

مخمس و یکیر

جل پاہون بات مین عشق کی آزار	وصل حاصل مرگ سی جھکونہ وصلت یار
نار کو نسبت نہ اس سی ہی اسکو نار سے	دون اگر تشبیہ اپنی آہ آتشار سے

برق جل کر گر پڑی اس چرخ مینا کا رسی

دائری مین بذرِ مَح عارضِ دلدارسی	نقطی انجم مین ثنائی خال کی تکرارسی
کوچہ مضمونِ صَفِ لَف مین تاتارسی	وصف دانتون کا جو کلبا کلب کو ہر باری
مصرع موزون ہوئی سلکِ درِ شہوارسی	
دلِ مراجعِ روح ہی کیونکہ نہونِ خنِ نبار مین	خارِ غمِ میری جگر مین ہی ہون گلا خوار مین
ناصح کسِ اسطی جاؤں سو گلا ار مین	کیون نہون اوس طفلِ منہ و کی گلی کا مین
رشتہ جان کو ہی رشتہ رشتہ زنا رسی	
آگی نالی تہی برنگِ نالہ بلبل ہزار	ہم صغیر و اب مگر دل کو مری آیا قرار
تو تسکین کا باعث نہ پوچھو بار بار	دیکھتا ہی دل بجا رکشنِ بخسار بار
چیدہ سینی مین ہوئی مین روزنِ دیوارسی	
ٹھنکی بانڈی ہوئی ہونِ رحمِ چہر کھائی	زیرِ دیوار آگی مین ہٹیا ہون منہ دکھلائی
ہی گھنڈا نکھون کو میری طیش مین آجائی	آفتابِ روی روشن ہی نہیں جہ پکائی
دیر سی آنکھ مین لڑ مین مین روزنِ دیوارسی	
کوچہ الفت مین کوئی راہبر ملتا نہیں	ادس کا گھر کیسا بھی اپنا ہی ملتا نہیں

کی دعا لیکن دعا کو بھی اثر ملتا نہیں	سیم و زرخ چا مگر وہ سیمبر ملتا نہیں
داغ دل ہمیں خسریدی در ہم و دینارسی	
پہن گیا ہون ای مری گلر عجبت تین مین	گہر گیا ہون ای تباہان عجب حسرت مین
گھل گیا ہون ای پی پکیر قریقت مین	مر گیا ہون ای بت ہند تری الفت مین
میری میت کو جلا دی آتش خسارسی	
کونسا دن ہی جوڑ کی کوہ چلاتی نہیں	کون سی ساعت وہ دامن اپنی بہرتی نہیں
رحم لب تک اپنی شوخی ہی اکہاتی نہیں	جان لبٹ طفل مجھشتی سی زانی نہیں
سیکڑون خالی مین من دامن کہار سے	
وہ مرا معشوق مین شق ہون ا دکانا صحا	جو کیا اچھا کیا تو کون میرا تجھ کو کیا
جامری نزدیک سی کیون تنگ کرتا ہی سوا	دھیان مجھ سودا کی کال سی پہلا بہر خدا
مغز خالی ہو گیا نا صبح تری تکرار سے	
زلف عارض مشک آئینہ تہو نہ کیونکر بنی	مشک زلفون پر خدا آئینی عارض پر تری
مشک کیسا آئینی کیا جو کوئی تشبیہ دی	تیری عارض دیکھنی آئی حلت سی آئینی

	زلف او ہر کھولی او دہرا ہو چلی تاتلسے	
کسلی تیورچی پڑی ہی کیون کیا تہا مجھ کو یا صلح کی صورت نظر آتی نہیں عین از فساد	گر بلایا ہی تو لازم ہی نہ بہیر و نامراد عید کا دن ہی دای جان جان مجھ کو ہوا	
	آج تو میری سگلے گلے جاؤ اگر پیار سے	
کب یہ منہ ہی جھل لال برو کی آئی متصل تیری طری سی ہوا عقد شریا پاگل	عاضون سی بد شرمندہ ہی آئی امل گوشواری کی ساون ستاری مین خجل	
	زرو منہ خورشید کا ہی چنپی دستار سے	
شہر کو اتنا نہ اپنا گھر کر دای وحشیو کوچہ گردنی ل سی اب ہر کہ دای وحشیو	خیر کر نا خوب ہی باور کر دای وحشیو پاؤن کی چھالون سی حال کر دای وحشیو	
	اعطش کا شور سنتی مین بان خار سے	
کہہ گیال کی نگین پریم شاہ کائنات ای قبول اب آئی ہی مجھ کو نظر راہ نجات	قصہ کہتی ہو تو گوش ل سی لوت پی زار شاہ نجف ہون جی مین ہی کل شب	
	مکس دن تکمین مزار حیدر کر آ رہے	

شرح معیات

معاً باسم علیها در

بهر محبت خوش اشی ویشان رسید	روشنی از اسم تو بر در غلطان رسید
-----------------------------	----------------------------------

ایضاً باسم موصوف

شبهت بهرین وقت تو محکوم شده	قیمت گوهر نظم اسم تو معلوم شده
-----------------------------	--------------------------------

باسم ثریا جاه

بیپاشده ترک چرخ بر پات فدا	وز پای تو یک در سیر خویش نهاد
چون خواهش آبر و نمود از تو شها	چاه وقت دو گوهر دیگر داد

معاً باسم علی حسن

کشتگان کربلا جز شاه در بفتا و دوه	انیک شد انجام آخر نام و شن شد چومه
-----------------------------------	------------------------------------

معاً باسم نادر شاه

ابرو و قد تو دال بر تیغ و سنان	بگرفته سر رستم و خون کرد روان
در سینه او سنان چو دغل کردی	از قطره خون بماند بالاسه نشان

معاً با سیم طبیب

چهار حرفی هست اسم پاک آن عیسیٰ تحصیال	گردن و پایش مساوی و برابر آمده
بعد آن گراز سر فهم و فراست بنگری	طی شد این مطلب بذهن تو مقرر آمده
فهم کن حال نشان چارمین هم میدهم	در عدد و یکسان حروف اسم ضم آمده
غرق در یائی تفکر جمله ناهمان و هر	کس نه بیرون بی بطر قلب شناور آمده
صحت نام نکودر بیتهای کرده قبول	غالباً اکنون بذهن ای بنده پرور آمده

معاً با سیم شیخ امداد علی بحر

روزی آمد سر بر سر چشمه جنت نظر	بعد آن چون خم شدم ظاهر شده سرودگر
باز خم گشتم که شاید کرد چشم خیم گ	آن زمان شد چشمه شیرین دیگر جلوه گر
در کنارش سنبل ترنج پوزلف نو خطان	قلب مالا مال شد خوشبو دماغم سرسبز
چون ضیا افزون شده دیدم مکی چاه عمیق	بعد آن موجود شد دریا که بود او پر گهر
کو نفهمد اسم او بیرون شود از شاعران	گر بدانند این معما هست شاعر نامور

معاً ایضاً با سیم بحر

سہ را بر نہ بیاور دیم و یک	بسا سہلست بختا این سہ
رباعیات در مدح جناب امیر علیہ السلام	
ای شیر خدا سبے کی بازو تم ہو	گلشن خوش بو ہوئی خوشبو تم ہو
میزان میں محشر کو محب پورا ہی	ایمان کی وزن کی ترازو تم ہو
افت ہی علی کی روح جان غالب ہے	ایضاً اسو اعلیٰ جان جسم پر غالب ہے
ہو کیون نہ سجلا عرش خدا میرا دل	مداح علی ابن ابی طالب ہے
گردش میں علی کی حکم سی کو کب میں	ایضاً ثابت اپنی جگہ یہ ثابت سب میں
ہر ذرہ ہر اک قطرہ باران ہر خس	ایضاً جنبش میں بدون حکم حیدر کب میں
دل مدح علی میں صاف آئینہ ہی	فردوس کی قصر کی زبان نینہ ہی
دل بلبل باغِ خلد میرا ہی مقبول	فردوس برین اسکو مرا سینہ ہی
اس تیغ زبان کو آبِ جان بخشو سیری مولا	ایضاً آئینہ دل کو نورِ عرفان بخشو ہو جائی جلا
تلخ تہا رہون بیتِ یمنہ علی ہی ہجرت	دیکھون مزار ہی یہاں بخشو ای رضا
ہم مہر کو آب و تاب کا کہتی ہیں	ایضاً ذرہ در بو تر آب کا کہتی ہیں

ای اہلِ نجوم یہ جو شبیہ ملے	ایضاً	اسکو شرف آفتاب کا کہتی ہیں
کبھی کا جو مرتبہ ہی وہ اظہر ہے		آفاقِ صدف دُروہِ خدا کا گہرائی
اوس دُرسی ظہورِ نورِ حیدر کی کیا	ایضاً	گوہر سی جو نکلا ہی یہ وہ گوہر سی
کبھی کی ولادت کو نہ ہیجا جانو		تم اس سی اشارہ یہ خدا کا جانو
حیدر ہوئی پیدا جو ہمارے گہرین	ایضاً	اس بندی کو تم نور ہمارا جانو
دمِ یادِ خدا میں تھا جو سوتی تھی عسلے		راتون کو خدا کی دُرسی روتی تھی علیٰ
ہوتی تھی غنی کر کی غنیِ مفلس کو	ایضاً	بہو کی کو کہلا کی سیر ہوتی تھی علیٰ
سب جا کی نجف میں غمِ حسی ہوتی ہیں		جامِ آنکھوں کی اوس سی پُر ہوتی ہیں
وہ نورِ خدا خاکِ نجف میں جو ہی دفن	ایضاً	نُری یہ اوس نور سی دُر ہوتی ہیں
جو چاہا وہی عسلے کی دُرسی پایا		وہن لبریز مال و زرسی پایا
سائلِ ایمان کا جو آیا در پر	ایضاً	اللہ کو شاہِ بحر و برسی پایا
فردوسِ امامِ مجتہدِ برسی پایا		سید ہارستہ نبی کی دُرسی پایا
پہلے یہ بشرِ بلا خدا سی ہو		پھر ہمنی خدا کو اس بشر سی پایا

جسکو در اہلبیت اکرم نہ ملا	ایضاً آرام جہان میں ادسی اکدم نہ ملا
جب تک نہ ملا بیچین پاک کا نام	ایضاً خواہی کسی طرح بھی آدم نہ ملا
یا شیر خدا و لم فدائی تو شود	ایضاً اینشت غبار خاک پائی تو شود
جای تن خاکیم درت باد مدام	ایضاً درخانہ دل ہمیشہ جائی تو شود
اعلیٰ کو علیٰ دیکھی تو بینا ہو جائی	ایضاً قطری پہ کرم کری تو دریا ہو جائی
زورہ درشہ کا صدقیت سی اگر	ایضاً ہاتھ آئی تو فوراً یدینا ہو جائی
ای دل نجف شاہ ہداد و نہیں	ایضاً اوس تھی سی جنت کی فضا و نہیں
وہ راہ ملی تھی تو مل جائی علی	ایضاً مل جائی علی تو پہر خدا و نہیں
عاصی ہی جو تو تو کر بلا و نہیں	ایضاً پیاسا ہی تو چل آب بقا و نہیں
منظور تھی جو ہو شہادت کا شرف	ایضاً تو قتل شاہ شہدا و نہیں
جو جائی نجف میں غم سی حُر ہوتا ہی	ایضاً اندری مسرور غ ماہ خور ہوتا ہی
روتا ہی سحاب کے علیٰ چو بان	ایضاً ہر قطرہ اشک ابر و ر ہوتا ہی
دول میں مصطفیٰ کی خواہی سی ہی	ایضاً دو پہل میں رفتی کی بواہی سی ہی

یہ وہ دُور ہیں پر آبر و ایک سی سی	اک دُر کو کیا خدائی اس کے لیے دو
حیدر کو نبی فی مالک صد کیا	ایضاً اس عید غدیرنی نہان غدر کیا
خورشیدنی قائم اپنی جا بدر کیا	اللہ اللہ نور حیدر کا فرغ
ہو فرق ثوابون میں نہ عصیانوں میں	ایضاً لکھ لیں جو حسین اپنی ثنا خوانوں میں
فردوس کی جاگیر کی پروانوں میں	ایضاً بلجای مرانامہ اعمالِ قبیح
آخر ہوئی عمرانی ان ارمانوں میں	مشہو ہوں میں شمع کی ثنا خوانوں میں
بلجائی مری روح جو پروانوں میں	کیا شمع مزارِ شاہ کی گرد پھرون
یا حق اوسے یارِ سوبل سبھا	تصنیف کیا جانے کوئی عملے کا رتبا
پر قول اس باب میں ہی میرا	ظاہر میں تو اب ہوئی وہ پیدا
<p>روزی کہ قلم گرفت محبوب</p> <p>لوحش کفِ مرتضیٰ علی بود</p>	
لیکن ہی وہ گل جب کا ملک بلبل ہی	ایضاً حیدر کی دلا کا داغ دل میں گل ہی
تو شمع ہی دل شمع ہی لیکن گل ہی	دنیا کی ہوا میں دل جلایا ہی اگر

اگر حُب علیٰ مینِ زندگانی کت جائی	اِیضاً	تو فوجِ گنہِ قریبِ رحلتِ ہٹ جائی
سہی بھی ندینی پائینِ خوش طینت کو	اِیضاً	نورِ رحمتِ سیِ قبر اسکے پٹ جائی
گل جبکہ چراغِ زندگانی ہوگا	اِیضاً	تربتِ مینِ فسانہ دارِ فاسنہ ہوگا
توحیدِ نبوت و امامت ہی دمان	اِیضاً	قصہ جو یہاں ہی وہ کہانی ہوگا
پُر نور علی کا داغِ الفت ہوگا	اِیضاً	تو حشر کی دن نور کی صورت ہوگا
خورشید سی چشمِ دل یہ چپکی گی قہر	اِیضاً	روشن یہہ داغ ہی قیامت ہوگا
روضی بہ شہِ ہدا کی پہو پنجا مہسکو	اِیضاً	ای جذبِ بانِ اڑکی پہو پنجا مہسکو
امی خضر پہونچ جاؤ گی افغان خیزان	اِیضاً	رستی پر کر بلا کی پہو پنجا مہسکو
رباعیاتِ عالیہ نوروز و عیدِ گل بر منج سلطانِ عالم و عالمیان خلد اللہ ملکہ سلطنتہ		
نوروزِ مبارک تہینِ بای شاہ رہی		افزون ہر روز شوکت و جاہ رہی
ہوزیرِ نگینِ مہتاری سارا عالم		ماہی سی عملِ مدامِ تاماہ رہی
حضرت کا رہی خالقِ اکبر حافظ	اِیضاً	بعد اسکے مدامِ ہو پیبِ حافظ
ہی تختِ بنی پرانِ جیش کا جلوس		ہو تخت کا تیری وہ غنصہ حافظ

ایضاً	جانِ عالمِ تہمین مبارک نور روز	ایضاً	ریشکِ حاتمِ تہمین مبارک نور روز
ایضاً	آمین ملک کہین باو از بلبند	ایضاً	جلالین جو ہم تہمین مبارک نور روز
ایضاً	حضرت کو مبارک ہو یہ نور روز کارو	ایضاً	بیشک ہی یہ عیش و فرحت و زکارو
ایضاً	ہر ساعت روزیون ترقی کری عیش	ایضاً	ساعت نو ساعتون کی نور روز کارو
ایضاً	یہ عیدِ غدیر ہو مبارک تگو جانِ عالم	ایضاً	صدقی اک اک تہاری ناخن پر جانِ عالم
ایضاً	عالم کی کمال تگو خالقِ فی دی اللہ	ایضاً	تم میں نظر آتی ہی تہین ای خوشخو شانِ عالم
ایضاً	ابنِ عید سعید بھر سلطان بادا	ایضاً	درجیب گل و گہر بد امان بادا
ایضاً	زیر تیغِ گلوی اعدا باشد	ایضاً	دشمن در روزِ عید قربان بادا
ایضاً	ہر اک کو غنی کر دیا شاہِ مانتی	ایضاً	جوبات ہی ادسی نبسا مانتی
ایضاً	خو امشِ جز مرضی خدا کچھ ہی نہ کی	ایضاً	جو مرضی حق ہوئی وہ چا مانتی
ایضاً	سلطانِ زمانہ جانِ عالم تو ہے	ایضاً	حاتم ہو ملجی وہ حاتم تو ہے
ایضاً	چرم کو تری نام سے ملتی ہی پناہ	ایضاً	اللہ کا سایہ اسمِ اعظم تو ہے
	مطلبِ تہمینِ عباسی تہمین ای شاہنشاہ	ایضاً	علی ہی تہمین اور وہی تہمین لنگاہ

جلوہ ہستی کی شکل میں صانع کا ہر صورت سے	ایضاً	ہو دین ہی تم پر عیش دنیا ہی تمہیں ای ظلال شد
کثرت ہستی ہی ہر وحدت ہستی اعلیٰ لب لب	ایضاً	چاہا جسی اور سکی ہو شوکت ہستی نکلی مطلب
جو کچھ مانگی قبول سکوی ہی دای معدن د	ایضاً	تیکو طلب کرتا ہوں حضرت ہستی جس ہی
دینا جو مجھے رغبت اپنی دینا ای معدن د	ایضاً	اور دل کو مری محبت اپنی دینا بہر معبود
محتاج گدا طالب سلطان میں ہوں دولت گاہ	ایضاً	ہمت مجھی تو اپنی بدلت دینا سب ہی موجود
تم صاحب تاثیر ہو ای مہر نیر گل کی سزار	ایضاً	جو آنکھ سے مکی او میں پہر کیا تقریر کیا انکا
منہ جی کل گیا ہوا او کا ظہور کہتا ہی قبول	ایضاً	تقریری پائی ہی مطابق تقدیر مینی سوار
نیر گل جو دیکھو نوری جو بن میں آنکھیں بولی	ایضاً	پہنچی جو ہو غنچوں کی پیر میں عین کھولی
بلبل جونی کلام کرتی تنکو چپ ہوشا نا	ایضاً	تصویر کو چاہو تم اگر گلشن میں فرابولی
ہر آن بہاری آن کہلاتی ہی ہدیت ب کی	ایضاً	صوت میں ہمیں صاف نظر آتی ہی صورت ب کی
اولاد کی طرح ہلکوی پالا ہی اٹھ ہی		معنی کی نزاکت میں سب جاتی ہی صورت ب کی
رباعیات متضمن بر طلبِ حصتِ کر بلائی معلیٰ مشہد مقدس را و ہما اللہ شرفاً		
مشہد مجھی ای غنچہ دہن جانی د و		بلبل کو شہا سوئی چین جانی دو

دنیا تو بنی دین سے بھائی دو	ایضاً	قدنمون کی تلی کمال ہاتھ آیش
پوری نجد ایہ میری حسرت ہو جائے	ایضاً	حاصل عتبات کی جو رخصت ہو جائے
نشہ کو صحت بھی زیارت ہو جائے	ایضاً	ہیو پوچھو تو وہاں ہوں مومرا دین حاصل
ایمان ای خوشنصال پورا ہو جائی	ایضاً	شاما میرا سوال پورا ہو جائے
اس ناقص کا کمال پورا ہو جائی	ایضاً	مراح جو بد مصطفیٰ تک پہنچے
جو حاجت دل ہو نجد املتی ہی	ایضاً	ہر درو کی جاتی ہی دو املتی ہی
ایسے بیمار کو شفا ملتی ہی	ایضاً	جس درو کی درمان سی ہو عیسیٰ عاجز
مدوح ملائک ہیں ثنا خوان حسین	ایضاً	انسان وہی ہی ہو جو قربان حسین
شاکی نہیں پہرنی کا یہ مہمان حسین	ایضاً	جو مانگون کا خدا سی دلوادین گی
صدق نیت دل سی رب عی دگراری	ایضاً	استعانت تیری ہی بخت ساد رکازی
یا علی بس مجھ کو اختر کی شفا درکازی	ایضاً	یہ کرو گن عرض پہلی من نجف کو مکہ
کیونکر نہ مرا وہ دعا بخشنے گا	ایضاً	جورا خدا میں سر بہلا بخشنے گا
صحت وہ سیجا بخدا بخشنے گا		جس وقت پہنچے روکے مانگون گی دعا

<p>اس در کی سوا دل کی دوا کوئی نہیں دل کا مقصود و مدعا کوئی نہیں</p>	ایضاً	<p>دکھ ستنی کو شیر سوا کوئی نہیں جانِ عالم کی تندرستی کی سوا</p>
<p>جو مانگن ابھی تم سی شہا ملتا ہی بندی کو جہان جا کی خدا ملتا ہی</p>	ایضاً	<p>اس در سی ہر اک کا مدعا ملتا ہے ای ظلِ خدا وہ مانگتا ہوں بخدا</p>
<p>رباعیت ششم</p>		
<p>قرآن ایمان حبِ حیدر مذہب نکلی ہیں حسد سی یہ بہشت مذہب</p>	ایضاً	<p>امت کو بتا گئے پیغمبر مذہب پر لفظِ حسد کی جو بہشت ہیں قبول</p>
<p>وہ عینِ فنا اپنی بقا کو سمجھے جو سمجھی بنی کو وہ خدا کو سمجھے</p>	ایضاً	<p>جو لوگ کہ معنیِ قضا کو سمجھے جو سمجھی علی کو وہ نبی تک پہنچے</p>
<p>ہمنی تو فنا یہ عینِ ہستی دیکھے جنسِ عصیان کمالِ ستے دیکھے</p>	ایضاً	<p>دنیا کی لبندی اور پستی دیکھے جب ہیان کیا نقودِ حیرت کا قبول</p>
<p>جب کبر کیا حق سی واپس دور ہوا قیصر کا ہی سر ٹھوکر وں سے چور ہوا</p>	ایضاً	<p>نادان ہی جہان میں جو مغرور ہوا جس میں کبھی بہرہ پامالِ جہان</p>

<p>تکرم بشر کی انخساری میں ہے ای اصل تو خاک کبر کیا خاک کری</p>	ایضاً	<p>زیاسب کبر ذات باری میں ہے عزت آدم کی خاکساری میں ہے</p>
<p>یہ چندان امیر معر مشہو فارسی ابراہی ملاحظہ نکتہ سخن بر پنج صوت قیضین بنوہ</p>		
<p>ہر کی راجہ ای خود رباعی قرار دادہ</p>		
<p>شاید کری رحم در سنک غافل گویم مشکل و گر نہ گویم مشکل</p>	ایضاً	<p>میں چاہتا ہوں اس کی ہون کا ہنس دل پر وہ بیان ہی سنکے اور مغرور ہو</p>
<p>سب کہتی ہیں کہی تو نہیں ہم مشکل گویم مشکل و گر نہ گویم مشکل</p>	ایضاً	<p>مقتدیر سی پایا ہی عجب غم مشکل کہد و توج صواب صبر جاتا ہی قبول</p>
<p>اس راز کو ای ماہ کی کیا کامل گویم مشکل و گر نہ گویم مشکل</p>	ایضاً	<p>تم عشق میں کیا پوچھتی ہو حالت دل دل کرتا ہی منع تم یہ کہتی ہو کہو</p>
<p>پوچھا یہ طبعی ہے کہو حالت دل گویم مشکل و گر نہ گویم مشکل</p>	ایضاً	<p>سیری تپ عشق سی جو تہا وہ غافل میں بولا کہ گوگو مرض ہی سیر</p>
<p>ظلم و ستم او سکی پوچھتا ہی دل</p>		<p>ہی داد کی دن ہی طبع میری مائل</p>

ایزدادی پوچی یہی منظور نہیں	گویم مشکل و گرنہ گویم مشکل
	مستزاد بر رباع مشہور
ای آنکہ بلک بخش پائندہ تویی یارب مجید	وزد امن شبیح نمایندہ تویی از بہر عید کار من بچارہ تویی بستہ شدہ چون قفل گن
	رباعی در مدح حضرت امام ملکہ سلطنتہ
دنیا کی مزی ظل اس کے سی یلین	سومرتی اک نگاہِ تنہا سی یلین دریای سرب پر جو ہو بارش فیض
	شروع تاریخ
تاریخ وفات جناب منشی میر حسن صاحب صابر تخلص	
رفت از جهان چو میر حسن اگر حسین	گویا بجا ک گنج سخن رفتہ مای وای بعد از دوا گلشن اسجا و در بہشت
تاریخ این مصیبت عظمی تبو ل گفت و چہلم حسین حسن رفتہ ہاے و اے	
الحمد للہ	

تایخ نسبت فرزند حسین علی بن صاحب سلمه الله العزیز با دختر میر باقر مسیح صاحب

زین شاطیکه خدا کرد بتو از زانی	چشم بد بین و دل خصم تو پرخون بادا
تا که از دشنه مضرب بماند نالان	سینه دشمن این جشن تو قانون بادا
بچو اوراق خزان باد عذار عشا	و اما چهره احباب تو گلگون بادا
صاحب گنج که خواهد ز خدا پستی تو	گنج او بر سرش او بر سر قارون بادا
یار این گوهر خوش آب که فرزند تو هست	بچو در و صدق خط تو مکنون بادا
آرزو هست که در حشمت و حکمت جهان	لعل تو رشک فریدون فلاطون بادا
ای خوشار و ز که فرزند تو نو شاه شده	طره تاج سرش شمس گردون بادا
لوی چرخ بقست و جهان پرنشاط	چتر گردان بر لعل تو گردون بادا
باو کم مرتبه دشمن تو روز برو	حشمت و کدیده و جاه تو افزون بادا

سال این شادی و محبت چنین گفت قبول

یار این نسبت فرزند هایون بادا

سنة هجری ۱۲۴۴

تاریخ فوت مرزا یادگار علی بیگ

اینکه مدفن بزرگوار شده	به یقین بود و دستور علی
ظاهر خاک پند مدفن شد	بی گمان یافته جوار علی
خوبیش یادگار ماند بدهر	بود با جان و دل مشار علی
بهر سانش بود فکر قبول	یافت از فیض بی شمار علی

سال تاریخ فوت گشت رستم

رفته از دهر یادگار علی

سنة ۱۲۸۸ هجری

تاریخ مسجد آتون صاحب که رگه گنج طیار شده

آتون داین که نام کلثومش هست مسجد طیار کرده با عیش و سرور

تاریخ از قبول پر سید چاد

گفتانی الفونقش بیت المعمور

سنة ۱۲۸۹ هجری

وله تاریخ مسجد صوف		
چون بنا شد مسجد عالی بدارالمؤمنین	شدند آشنو و راضی شد رسول ایزدی	
سال تاریخ بنائی عایش گفت قبول		
مسجد کلثوم میگم شد قبول ایزدی		
	سنه ۴۹۰ هجری	
تاریخ خلعت نظارت حمله محلات حکیم شیخ فتح علی صاب و اما و اتونضا جبه		
دعایم بدرگاه حق شد قبول		که شد بهر تصویرت جاه و اوج
شد این سال تاریخ خلعت رقم		
به ایون بود خلعت جاه و اوج		
	سنه ۴۹۰ هجری	
وله هر دو دفتر تاریخ خلعت حکیم صاحب صوف		
ناظر زسان		فتح خان
سنه ۴۹۰ هجری		سنه ۴۹۰ هجری

تاریخِ صحتِ نو اقبالِ محفلِ صاحبِ مزینِ حکیم شیخ فتح علی صاحبِ ناظرِ محلات

عمید رہی ہر ایک سوا فاقِ مین	کیون نہ ہر سو جشنِ کسا مان رہی
حق تعالیٰ نے کیا اپنا کرم	مہربان تجھ پر ترایزدانِ ہی
خضر کی سی عمر تجھ کو دی خدا	تو خدا کی مژدہِ احسانِ ہی
خلق پر دستِ سخاوت ہو بلند	جب تلک یہ عالمِ امکان رہی
جو ترقی چاہے تیری جاہ کے	خلقِ مین آباد وہ انسان رہی
تجھ ہی ای بقیس دورانِ ہر مین	یہہ سلیمان زمانِ شادانِ ہی
احمدِ مرسل کی ہو پشت و پناہ	تیرا حافظ سرورِ مردانِ رہی
شکر کی جا ہی شفا حاصل ہوئی	سجدہ حق مین ہر اک انسانِ ہی
جشنِ عشرت روزِ تجھ کو ہو نصیب	حسد و ن کا دروبی در مان رہی

غسلِ صحت کی یہ تاریخ ہے

زہرہ جاہ و حشم تا بان رہے

۱۲۴۹ سنہ ہجری

تاریخ وفات سیده جلیله حسب فرمایش ارشادش

شده است زائره در نقل کربلا مدفن

خوشانصیب و خوشامیت خوشامدن

قبول به سرین وفات مرحومه

بگو مال مکان خسلد و کربلا مدفن

سنه ۱۲۴۹ هجری

تاریخ فوت شدن میرامید علی که از بیت لسلطت بکانه پور رفته بودند

از وطن دور شد امید علی

نوجوان مرد قیامت گردید

سال تاریخ چنین گفت قبول

بفسر را به جنت گردید

سنه ۱۲۴۹ هجری

تاریخ ولادت فرزند سیده بانه کی از شفقان سیدی بسید سرفراز علی صاحب

فسر زنده عطا کرد و تو خالق یکتا

واند که شد باعث خوشنودی حباب

تاریخ بصد سرعت و تعجیل نوشتم

برآمده از بیج محسن جهان تاب

شش^{۱۲}ه^{۵۰}هجری

تاریخ بنای سبیل قادر علی خان صاحب حسرت مالیش

<p>هست که صاحب چشم عالی، هم خیر سونش هست هست او سوی خیر تابع فرمان داد او تدبیر عاشق و شهیدای سبطین رسول تعزیه داری بجان بهوش کرد اشک کرد از چشم حق بنیش روان آب او نذر شه ابرار کرد تشنه کمان را به از آب بقا آب مانند ضیا جام آفتاب باغ جنت شد سبیلش سبیل</p>	<p>حبند اقا و علیخان ذوی کرم هست مطلوبش همیشه روخمسیر در نماز و روزه بی مثل و نظیر یاد میدارد و فرمود هم اصول چون حدیث آن بگلی را گوش کرد و انما در یاد شاه و تنگان یک سبیل جان نثار کرد ای خوشا آنکه که شد در کربلا آب و جام آب باشد و حساب نذر شاه که بلا چون شد سبیل</p>
--	--

شد دل مارا چو سیر الی حصول	فکر تار بخش بدل کردم تبول
دل چو با این اخیر آهنگ بست	
گفت گویا سبیل ثانیست	
شش ^{۵۰} هجری	
تاریخ بنای سبیل خان موصوف دیگر و له	
جناب خان معالی مقام صاحب	بلطف و مهت و اخلاق بی عدیل آمد
سبیل و باغ بنا کرد چون راه خدا	بدست بھر نجاش عجب سبیل آمد
چه خوب مصرع تاریخ آن تبول شد	
برای تشنه لب آب سبیل آمد	الحکم
تاریخ فوت و تواب قدسیه بانو بیگم صاحبه مرحومه	
حضرت قدسیه بانو بیگم عالی صفت	حیف از دار فنا سوئی جان ناگاه رفت
تیره و مار از زمین تا چرخ شد در آتش	گویا زیر زمین از اوج گردون یافت
سال تاریخ و فاش ز در رقم کلک تبول	

حیف بلقیسی ز پهلوی سلیمان جاہ رفت		
	ش ^{۱۲} نہ ہجری	
	ایضا	
درغیا حضرت قدسیہ بانو	فلک شان و فلک رو ملک خو	
ز نزدیکیان درگاہ خدا بود	ز خودیگانہ با حق آشنا بود	
بہ بہت زینتِ شنوان عالم	بعصمت پاک دامن ہچو مریم	
بہ سدرہ طائر جان آشیان یافت	ز دنیا رفت و در جنت مکان یافت	
پی تاریخ رضوان این صد از د		
الہیاد اخل نہ دوس گردد		
	ش ^{۱۲} نہ ہجری	
تاریخ فوتِ فرزندِ نواب و قدسیہ محل صاحبہ کہ بکر بلا دفن شدہ		
نہ زند قدسیہ محل یافت	مخزون و حزن شدند ازین غم کہ دہ	
سالش ہم معنوی و صورتی قبول		

بست و نهم و محمد و یکشنبه

شده هجری

تاریخ خواص بادشاه یگم صاحبه حبش و یارانش محبت علی صاحب

کیست که از خواص خاص حضور	بود چون آفتاب مایه نور
خدمت او روز و شب نمود بدل	خیمه خواه حضور بود بدل
و ایما حلق و عصمتش اندر دو	گویند خاک اوز جنت بود
حیف در باغ و هر که دستار	بچو گل چند روز در گلزار
تخلیفات جهان نمودش یا و	روح بی صبر شد چو باد مراد
جانش از قید تن رها گردید	مسکن جسم که بلا گردید
فکر تاریخ چون قبول نمود	دل او هم زور گشت ملول

ناگهان از سروش غیب شنید

بجنان او چو گل شکفته رسید

شده هجری

تاریخ رحلت میر محمد قاسم صاحب برادر جناب مولوی میر محمد صاحب مدظلہ

اللَّهُمَّ إِنِّي أَخَافُكَ فَأَرْجُوكَ

۵۱ سنہ ہجری

تاریخ شکستن دندان فیض خان صاحب

فیض خاں است اجاب قبول لائق اور اچو کھن سالی شد

رفت دندانیش و تاریخش ۱ و

گفت درج و سنم خالی شد

۵۱ سنہ ہجری

تاریخ وفات میر نوروز علی صاحب

میر نوروز علی رفت ہو گلشن خلد زین المجله آجیاش کشیدند تعبت

صوری و معنوی از کلک برآمد تاریخ

آہ بدیوم دوشنبہ سوم شہر رجب

۵۱ سنہ ہجری

تاریخ چاه کلان نخته صاحب جان نی از طوائف نامی باند حسب بایش خبایط لای صبا

برایش کوثر و تسنیم در جنت مهیاست

چه صاحب جان چای ساخت بهر فیضی در عالم

صدائی مرجا بر همهت از لبهای دریا شد

سمندر شو تحسین کرد بر دریا دلی او

به بحر فکر چون غواص شد طبع روان من

خضر فرمود آب چشمه شیرین هویدا شد

اشنه بھری

تاریخ وفات حکیم آقا علی صاب

نزار حیف تبائی حیات را بدرید

طیب حاذق آقا علی عالی قدر

بفن حکمت طب رشک بوعلی گردید

پی شفا ی مریضان سیح دوران بود

چنان علوم نه در خواب هم ارسطو دید

نظیر او چو فلاطون بر بع سکونت

بحکم حقش رضوان بسبب خویش کشید

چو رفت از جهان بود آن مه رمضان

گذشت چون جهان سال فوت گفت قبول

۱۱۲۰ هجری

برای سیر جهان در مه صیام رسید

تاریخ خلعت قویچانہ بجناب مرزا علی محمد خان صاحب

بشاش اندون مین ہوئی ہی تمام خلق	بیشک یہ وزیرین شرفا کی انگ کی
اللہ فی کیا تھی سردار خلق کا	شمشیرِ ظلم گہس گئی مانند زنگ کی
تیرا وہ عدل کبھی ہو کیسا ہی گر سنہ	پیچھی نہ دوڑی شیر کبھی شاطِ انگ کی
کیا منہہ مراجو تیری شجاعت بیان کون	رستم ہی ایک آل ہی ہنگام جنگ کی
دریا پیکس تیغ برہنہ اگر پڑی	شمشیرِ موج کاٹ دی ندان نہنگ کی
اعد اکا تیری منہہ کبھی زر و گہ سفید	انگی تری ان سونشان گنگ کی
میر آتشی کو تجھسی ہوا اندون فروغ	جل جل کی مدعی ہوئی مانا پتنگ کی

تاریخ کا یہ مصرع برجستہ ہو قبول

بن جائیں سب حسود نشانہ تشنگ کے

۵۲ سنہ ہجری

تاریخ ملاقات شدن با امیری حسب الطلب

ای فلک رفعت ملک سیرت	بھر ہر کس در تو سکن باد
----------------------	-------------------------

از دماغ لب صغیر و کبیر	بهر حفظ حضور جوشن باد
هر که خالص بود ز مهر و ثنات	دینش ز خم و سینه روزن باد
دشمنت نوار در جهان گرد	چمن عسمر صرف بهمن باد
هر کینه که در کین تو هست	نفسش به روح رهزن باد
آنکه گردش نمنه گردد	گوئی سر زینت فلاخن باد
دایا از نگاه فیض اثر	دشت پر خار رشک گلشن باد
لعل و گوهر و بهجتا جان	آستان تو رشک معدن باد
آستان بوس شد قبول حزمین	کاشش همواره زیر دامن باد

بمهر نذر حضور گفت قبول

مهر اقبال عسمر روشن باد

۵۲ سنه هجری

تاریخ بنای امام بابر حسین آباد که بحسب حکم حضرت فیض منزل تیار گردید

باغ سلطان بهشت در عالم	هر یکی باغبان چو رضوانست
------------------------	--------------------------

سوئی کس ز گشش نگر و
 این زمین چین ز جو شش صفا
 کف خاک چین ز عکس شش
 لب خوشش پیض نکته تر
 چاه او منبع حیات جهان
 شد بنا شمشیر امام درو
 رشک تعمیر وضه ضمون
 چه نویسم بلند می او جش
 ای خوشا رتبه درو دیوار
 هست تاثیر ماتم شده دین
 همه تن باغ ناله و در دست
 یاد کیوسه شاه میدار و
 سال تاریخ این بنای بلند

همچو مریم چه پاک و امانت
 همچو آینه محو و حیرانت
 رشک دست نگار جانا نت
 منقبت خوان شاه دیشانت
 آب او رشک آب حیوانت
 و شمشیران هر انکه سلطانت
 محل سید قتیلانت
 گرشش رشک عرش نیرودانت
 خشت برآت اهل ایانت
 صورت آه سر و بتانت
 بر لب غنچه آه و افقانت
 سنبش ابرو پریشانست
 بر بان همچو در غلطانت

بنویس ای قبول مصرع صاف
شهادت شهادت

۱۵۲

تاریخ تفسیر کلام الله که جنابش یا جاهش را اینجه در دام اقباله براتی می خد طبع کثافت اند

ای دایه عهد وی فلک جا به	خاک دست بزرگسیر
هر ذره خاک در گه تو	از مهر رخ تو یافت تنویر
شغل تو همیشه علم حق باد	در علم جوان شوی به سن پیر
تفسیر حدیث داری از بر	در سینه ولای آل تطهیر
دادی تو رواج دین اسلام	که با فرقان و گه به شمشیر
چون هست عبارتش بار دو	خوش بهر هدایت تدبیر
هر حرف بکسی شسته	هر طریقه باب عرش بنجیر
تفسیر ز حکم شد چو مطبوع	هر نقطه دله نمود تسخیر
چون بهر جهان بنفید عفت	تاریخ عجیب گشت تحریر

بنویس قبول سال طبعش

مطهر جهان شده چمنیر ۱۱۵۳

تا پنج سال از دواج خود بخانه صاحب مکتب در علی خاندان ایانم رسانید

اِنْ تَوَكَّلْتُمْ عَلَی الْحَيِّ الْقَيُّومِ ۱۱۵۳

تا پنج که خداست شاهزاده مزار و لیعهد بهادر طالع

آید برای کسب شرف بر در آفتاب

سیدار و از خطوط شعاعی پر آفتاب

بیند جمله اهل جهان یکسر آفتاب

در لشکر نجوم شده سرور آفتاب

زیر نگین نمود همه کشور آفتاب

سیدار و از خطوط کف خنجر آفتاب

از عکس پاک صاف تو هر جا که آفتاب

شادی نمود بر فلک اخضر آفتاب

ز طعن بل شادی علت بر آفتاب

باد بلند بارگهت ای ابو ظفر

تا هر سحر شمار شود و همچو طائران

شایان به هر زمین که فتنه نقش پای تو

آورد چون به پای مبارک سر نیاز

آموخت از تو سلسله بند و بست خلق

بالفرض اگر عدد قوی بر چرخ بهم رود

مازم نور بر روی ای ابو ظفر که هست

چون چنین که خدای من زند تو بدت

آواز نوبت تو بگوش فلک رسید

نوشاه را بین که چه نور مجسم است	کن شکر حق بگیر شهاد بر آفتاب
آمد شها چو شربت شادی به پیش تو	از عکسِ نور روی تو شد ساغر آفتاب
از محفل ملائکه تحسین شنید او	بگشاد از شنای تو چون دفتر آفتاب
شد مستخرج نور بنورای فلک شکوه	گشته عروس مشتری و دلیبر آفتاب
دارد خدا بحفظ خود این هر دو نور را	شد مشتری شمار و ثنا گستر آفتاب
چون ساختم رقم یکم سال از دواج	از جوشِ حسن حرف شده یکسر آفتاب

۱۲۵۳ هجری

تا پنج جشن است ازین مصرع تبول
یک ماهتاب آمده و دیگر آفتاب

تا پنج وفاتِ سالکِ سالکِ صدق و صفا قطبِ فلکِ فان و ابد است و بحرِ تواج تقدیر
و تقوی بنده خاکِ ساقیوم المغفور و مرجوم جناب محمد مرصا جعل الله مسکنه فی الجنه ابد

پدرم زیر فلک تنها کرد	چون نشوزم که عجب ظل رفته
رفت در باغِ جنان روحِ لطیف	جسمِ خاکی طرفِ گل رفته
عابد و نازد و عبالم عائل	سوی حق را غیب و مائل رفته

جسم و جان هر دو به هجرش بیاب قوت از تن خوشی از دل رفته

سال این درد والم گفت و تنبول
زین جهان عارف کامل رفته

سنه ۵۳۱۲ هجری

تاریخ تولد شاهزاده والاتبهار

عید مولودی بنده تر از خوشحال آیا	توسلاست بی امی صاحب عالم تا شتر
بخیم بُرج شرف و تیر اقبال آیا	اپنی مہتاب کا مہتاب مبارک بچھو
دن ہمایون ہی مبارک یہہ و سال آیا	ای خوشا وقت ہو جب تابان یہہ طلوع
تیری گوہر سی تری ماہہ عجبال آیا	ماہ کا ماہ مبارک تجھی ای مہر کرم
اکثر اپنی یہہ زبان پر سخن فال آیا	دی خداوندِ جهان عمرِ طبعی اسکو
صبح کو دفیلی خورشید ہی فی کمال آیا	رات بہر قص مین ہرہ ہی شادی سی
آبر و پائی مری ماہہ زر و مال آیا	یعنی اس مہر کی جلوی کی جو تانیخ کہی

نذر لایا ہی عجب نور کی تانیخ قبول

آفتاب ای فلک عزت و اقبال آیا

سنه ۵۲۲ هجری

تاریخ وفات مستطاب اکمل البلاغ فصیح الزمان لاوشا جانشین ناسخ صاحب اسکنه افغان

تا لیم از جور اسفلک	سوز و تراسه ریاد ما
ناسخ که بود اکمل به فن	استاد بارشاد ما
رفت او تیره خاک آه	خون شد دل ناشاد ما
پر ستم و عیب افسوس ماند	اشعار بنی بنیاد ما

تاریخ گفتم اسفلک

رفت از جهان استاد ما

سنه ۵۲۲ هجری

تاریخ ختنه شاهزاده طالع عمره

سپیده وز ولادت زهرا	سبکو بیام روز روز عید هوا
آج جو رسم بی مبارک بی	خلق پر لطف حق مزید هوا

خوش محمد رضا علی خان ہو	تیرا تختِ جگر رشید ہوا
ہو مبارک سرور سنت کا	عیشِ آیا الم بعید ہوا
لکھ قبول اب یہ مصرعِ تاریخ	۱۱۲ ۵۵
واہ کیا خستہ سعید ہوا	
تاریخ تولد شاہزادہ طال سعد مرہ	
ای صاحبِ عالم و سپہر اقبال	ہی آج جہان میں سبھوں کو فرحت
سرور ہی خلق عید کا ہی سامان	پیدا ہو اسی یہ ہمایوں طلعت
تیری خوشید کا ہی یہ بد منیر	دونوں کی سوا ہوروز شان شوکت
سائی میں تری بڑی یہ خوشید لقا	اللہ بڑا سے اور جاہ و حشمت
کیا خوب قبول نے یہ تاریخ کہی	۱۲ ۵۴ سنہ ہجری
طالع ہے آفتابِ برجِ دولت	
تاریخ عنایتِ اوشن از پیشکاهِ مزار و لیعبد و رام قبا	

شہا بنجھ کو رزاقِ گل کے قسم	نکھو ار پر لطفِ حضرت ہوا
ویا سب طرح رزق تو نے مجھے	بس اب سیر ہر ایک صورت ہوا
مرا شاہ تھا اب یہ نعمت جو دے	مرا تو خداوندِ نعمت ہوا
آتشِ خوار شیرین زبان ہو گیا	کہ یہہ خوان خوانِ نصاحت ہوا
عنایت ہو میں نعمتینِ لطیف	کلام اب مرا پر لطافت ہوا
ہوا یہہ نکھو ار جس وقت سیر	دعا گو خدا سے بہشت ہوا
خیال آیا لطفِ عنایت کا جب	وہیں غرقِ دریائی ت ہوا
کہ ناگاہ وہی ان آیا تاریخ کا	آتش تیرا حامی بہشت ہوا

غرض بھر تاریخ فوراً قبول

پکارا یہہ خاصہ عنایت ہوا

۱۲۵۶ھ ہجری

تاریخ عقدِ شانہ و شانہ و شہی یا جا مرزا ولیعہد بہادر ام ملکہ و کشت

سرور عیش ترا با و صاحبِ عالم نصیبِ بختِ دلانِ راحتِ آرام

<p>ہمائی اوج سعادت ہمیشہ باد بدام عدو کہ ہست شود کور و ہم شود ناکام مید خدا و رسول خدا بوند و ام</p>	<p>بلند مرتبہ ہر یک بسایہ تو شو و شوند روشن این عقد ہر دو چشم حضور و عقد نیک و فرزند خود چو فرمودی</p>
<p>قبول نذر تو تاریخ نور آورد و چشم روشن باد ازین دو عقد بدام ۵۴ سنہ ہجری تاریخ عقد اسد اللہ و مزاج اعلیٰ بہادرم</p>	
<p>قبول مینی لگا اد سکو صدق ل سنی عا سرور عیش و خوشی مین سبر صبح و سا کہ اسکا چہرہ ہی خورشید در کرن ہرا بنی کا فضل رہی اور بدام حفظ خدا</p>	<p>ہو اجو عقد اسد اللہ و لہ شایزادی کا یہ شیر صاحب عالم کی سابی مین ہی شاد یہ بزم عیش نہ کیونکر ہو نور سی مہمور یہ و نون و لہ و لہن تا بخت شاد رہین</p>
<p>۵۴ سنہ</p>	<p>ہوئی قبول کو تاریخ عقد کی جو این فکر سرور شش غیب پکار انجستہ عقد ہوا</p>

تاریخ زاد المعاد کہ جن باب سبکی صاحبہ وقف فرمودند

فخر النساء کہ صاحب قبر عسکرت	خالق با و مدارج و الاعطاف نمود
ہست این جناب چن محل خاص بو ظفر	اکثر بکار خیرہ با وقت نمود
تفسیر مصحف او برہ حق چو وقف کرو	ایں ہم بو وقف پیروی شاہ نمود
ہر کس کشاد و صفحہ زاد المعاد وید	گویا کہ باب گلشن فردوس و نمود

تاریخ اوقتببول بین وضع زو قسم

زاد المعاد وقف را چند نمود

۵۵۰ شنبہ ہجری

تاریخ عنایت تاج از پیشکام محمد علی شاہ بادہ بلوچہ ہڈر یا جاہ بہاؤ

ولیعہ دوران سلامت	نصیب عہد ہوتا ہے
مری شاہ کا حکم نافذ	رہے ماہ سی تا ہما ہے
مع آل و اولاد اسکے	برہے عمر و دولت اس کے
وہ بھوایا ہے تاج شہ نے	ضیا مہر نے جس سی چاہے

قبول اسکی تاریخ یہ ہے

مبارک ہو دستارِ شاہ ہے

۵۵ سنہ ہجری

تاریخ ایضاً عنایت تاج

صاحبِ عالم ترا وہ نور ہے	جسکی آگے ہے کدرا آفتاب
صدقی ہوتا ہے تری تصویر پر	رات بھر مہتاب دن بھر آفتاب
جبھی تیری خاک در پر سر گہا	خیلِ انجم میں ہی سرور آفتاب
حکمِ نافذ سی تری زیرِ نگین	کیون نہ رکھی ہفت کشور آفتاب
تاج وہ بھیجا ہی شاہنشاہ نے	ہو گیا ترسان جیسرا آفتاب
نور سی اس تاج کے مہتاب ہو	اُنی جب اسکے برابر آفتاب
اختیارِ اقبال چکا دی مرا	کر مجھے ای ذرہ پرور آفتاب
تاجِ انور کی جو سیخی مدح کے	ہو گئی مضمون سر اسرا آفتاب
لکھوں وہ تاریخ جسکی نور سے	ماہ روشن ہو منور آفتاب

دیکھو نور اے نورای قبول

گوئیامہ ٹاج ہے سر آفتاب

۵۵ شہ ہجری

ماہیچ عطا خلعت بزرگوار لی عہد یا جاہا دام قبالہ ریشیا بادشاہ جمہ محمد شہ

بشاش تو ہو صاحب عالم فلک شکوہ	ہر شب شب برات ہو ہر روز عید ہو
یہ ماہ عید تجھ کو مبارک ہو میری شاہ	ہو عید سی زیادہ جو ماہ جدید ہو
جاہ و جلال تیرا کہی کم نہوشہا	اقبال و عمر و شوکت و حشمت مزید ہو
اس چاند میں حصول ہون سب مطلب ہے	ہر عقدی کی لپی یہ مہ نو کلید ہو
تیری محبوب کا مرتبہ گردون سی ہو بلند	ایسا عدو ہو پست کہ قارون مرید ہو
ترباق کیسا ہاتھ سی اگر تو عطا کری	تو زہر ہر مار گزیدہ مفید ہو
پہناوہ تو فی نور کا خلعت کہ بہر دخت	یہ بونچی یہاں تو سوزن عیسیٰ کو عید ہو
خواہش اگر ہو تہان کی خلعت کیو سطلی	تو طلسم سپہر کی قطع و برید ہو
گردون سی کہنی آئین بستاری ابھی اگر	چمکی کی بھر خلعت شاہی خرید ہو

حافظ ربین نبی و علی فاطمہ حسن ناصر ہر ایک امر میں شاہ شہید ہو

پہنا ہی جسم پاک میں خلعت جو عید کا

تاریخ اسکی یہ ہے کہ خلعت سعید ہو

۵۵^{۱۲} سنہ ہجری

تاریخ زیبیہ مؤن خلعتِ فائزہ ثریا جا بہادر بروز جشنِ دامِ تباوہ

تو مرا شاہ پاک طینت ہی

نہ یہ ہمت نہ یہ حجت ہی

خود دم بوس او سکی دولت ہی

چشمِ مردم میں اسکی عزت ہی

اسیلی اب جہان میں شہرت ہی

تیری او پر نزولِ رحمت ہی

کسکی ایسی جہان میں شوکت ہی

جسم سی خود اسی کی زینت ہی

ای ولیعہد و صاحبِ عالم

نہ مروت کسی میں ہی ایسی

آستان بوس جو ہو اسی ترا

تیرا مذاح جب سی ہی یہ قبول

کی ثنا گتری تری سینے

تو نے پہنا جو جشن کا خلعت

جامہ زیبی ہو کیون نہ تجھ پر ختم

نور خلعت کو مل گیا تجھے

ہی یہ تارِ پنج خلعت تنِ شاہ

آپ ہیہ جسم زیبِ خلعت ہی

۱۲۵۵ سنہ ہجری

تارِ پنج بنای سرور منزل

کوئی ملال نہ داخل ہو خانہ دل میں

کوئی محلِ نظر آتا نہیں مقابل میں

جو نورِ قصر کی خارج میں ہی وہ داخل میں

خطوطِ مہربانی ہو مسلمِ انامل میں

سرورِ عیش ہی تجھ کو ای سپہر شکوہ

بنای قصر و لیعہد یہ صدیم المثل

ہی ایک ظاہرِ باطن دلِ لگ کی طرح

برای نقش و نگار آئی جب مصویرین

کہی یہ قصر کی تارِ پنج و یکہر تہ خوش

سرور اب یہ سوا ہو سرور منزل میں

۱۲۵۵ سنہ ہجری

تارِ پنج سائبانِ قصری کہ بچم امجد علی شاہ تیار شد

قاصر از رفعتِ آن اور است

کہ تعمیر و لیعہد چہ قصر

<p>حامیِ قصر شده بابِ علوم سایبانش چه رفعت و بلند گفت معارضه و تمارینش</p>	<p>حافظ شاه شه لولا کست که ز شکش دلِ گردون چاکست که ز تعقید و تنافس کست</p>
<p>چون لعل در آن دَخل هست همشکوه فلک الافلاکست سنه هجری ۱۲۵۵ تاریخ تولد شاهزاده طالع عمره</p>	
<p>شاه با زگل تو غنچه پیدا کردید</p>	<p>از مهر خدای مهر تو ماه مید</p>
<p>چون گل بنگشتم و نوشتم تاریخ این غنچه با وج از گل جاہ مید تاریخ بنشای برج خاص مکان</p>	
<p>عمرت دراز باد بعیش و طرب شها برج نوی بنجاص مکان چون پناشد</p>	<p>بی شبه این دعای قبولست سبحان مذاح این خسته بناگشته شیخ و شاب</p>

<p>الماس خورده است ز مرد ز سبزیش جستم ز پیر عقل چو سال بنائی آن شاه تو آفتاب بنورست ای مقول سر خم چو شد ز انوفکر و تاملی</p>	<p>هم سبزه بهشت برین راشده حجاب پیر خرد ز فرط طرب داد این جواب تاریخ نذر کن که بود آن هم انتخاب الهام شد ز لعل غمی شبی شهاب</p>
<p>فوز آنچه خوب مصرع روشن برآمده آلبه یاد از دست بُرج آفتاب</p>	
<p>تاریخ ولادت مرشد زاده که در خانه شانزده برادر و سائر آفتاب لاشک</p>	
<p>فضل خدائی کریم هی به و عهد پر ماه جو روشن هواهی تری خوشید کا هی شرف آفتاب اسکی ولادت کن اسکی مطابق قبول فکر جو به کو هوئی</p>	<p>عیش خوشی کی مدام هتی این مفتوح باب دن هی به تقویم من سعد روحی باب عید به وهری هوئی شاد هوئی شیخ شاد مصرع تاریخ به ما ته لگا لا جواب</p>
<p>سال ولادت قبول کر رقم اس وضع سی</p>	

ماه ج ط ل ح هوا ای شرف آفتاب			
شش ^{۵۶} هجری			
تاریخ رحلت منشی غلام تقی مرحوم که در روضه خوانی بمشغول بود			
شش ^{۵۶} بهشت را		چون بجهان موت برد	
خون جگر نخت دل		در المش خلق خور و	
آه چو او روضه خوان		روح برضوان سپرد	
سینه زنان فوصه خوان		بد چه بزرگ و چه خرد	
سال گواست قبول			
بلبل خوش لجه مرد			
شش ^{۵۷} هجری			
تاریخ بنای بنگله لاجواب و مطهرت باغ احب کمر ثریا جامه او بپوشید در دهم			
ای و بید عادل دوران		شد ز عدل تو راه دین و شن	
آسمان روشنست از نور شید		شد ز مهر رخت زمین روشن	

<p>گشت ازین چرخ چارمین روشن باغ از بنگله شد چنین روشن که مکان روشن و مکن روشن پُرخیا دل شد چنین روشن</p>	<p>چون بنام شد ز حکم او بنگله برگ برگ چمن بدیضی است نور بالاس نور میمنم دید از دور چون قبول آنرا</p>
<p>این دعای گفته شد تا رنج صحت کلشن مداوم ازین روشن ۵۴ سنه هجری ایضا تا رنج بنگله موصوف</p>	
<p>حسنت چو کند رشود و عمر چو فوئح مملو از حسن است و خالی از قبح</p>	<p>ای شاه خدا تر سلامت دارد این بنگله بوسط باغ کردی چو بنا</p>
<p>تا رنج بنامی اسعدش گفت قبول در سینه گلزار نمایان شد روح</p>	
<p>۵۴ سنه هجری</p>	

تاریخِ پل آہنی

ہی جو دریایِ کرم مجد علی عالم پناہ	شاہ جزوِ گل کا جسکو خالقِ گل نی کیا
چشمِ گردون نی ندیکہی ہوگی پانی پڑک	رستہ جاری فیضِ شاہِ با تھل نے کیا
سختِ سنگِ تھا ہوا پر خیرِ آہر کی قیام	محکم استقلال شاہِ با تھل نی کیا
بن سکا تھا کب سیکی عہدِ مین پل آہنی	بارہا قصدِ اہل عقل اہل تامل نی کیا

یہ کہی تاریخِ جسدن بن چکا پل ای تبول
رستہ کیا دریا کا سو م آج آہنی پل نی کیا

الحکم

تاریخِ خلعتِ اربیتِ نبویہ الممالک حضورِ عالم نواب الدلہ سید علی نقی خان بہادر و ام	شکرِ خالقِ ہی کہ اوسنی رحمِ عالم پر کیا
ہمکو آنکھوں سی دکھایا مرتباً نواب کا	حیدر کرار کا دل سی محبتِ سبکدہی
حامی و ناصر ہوا شیرِ خدا نواب کا	

اسکی مینی لگی یہ تاریخِ فوراً ای تبول
نائبِ خیر الورا حامی ہوا نواب کا

الحکم

تاریخِ وفاتِ جنابِ خواجہ حیدر علی صاحبِ مغفوتِ شمسِ تخلص

خواجہ آتش کامل اشعار پر سوز و گداز	اُٹھ گیا دنیا ہی اب بیا کہاں دنیا میں ہی
ایسا شاعر تھا کہ ہر دم شاعری ہی جس جگہ	ہر کوئی بدلی غزل کی فوج خوان دنیا میں ہی
شعر کہنی میں مین عشق کا سلطان تھا	نقد موزوں صورت سکھ وان دنیا میں ہی
جب کلام اوسکا نظر آتا ہی گویا ہی	وہ نہان غلک میں یوں عیان دنیا میں ہی

دیکھ کر دیوان یہہ تاریخ لکھی ای قبول

اب فنا آتش نہیں سوز زبان دنیا میں ہی

۶۳ سنہ ہجری

تاریخ جشن شادی حضرت سلطان عالم دام ملکہ بانواب اختر محلہ

عروس نوجو یہ پہلو میں ہی شاما ضیا و نور کا تاج سرخ شہر ہی

قبول اسکے ہی تاریخ لکھتا ہی

مبارک یہہ تیراں شمس زہرہ ہی

۶۴ سنہ ہجری

قطعہ تاریخ و تہنیت جشن شادی جرنیل صاحب بھادر طالع عمرہ

یا آلهی سبعة سیارة تا در گذشتن حکمران جبرئیل بر فوج طرب با و امدام ناصد و سی سال در ظل تو خالق از دش سال مسعودش رقم کردن ضرر است قبول	نور تو پر تو فکن بر سر قی مهر مبه بود لشکرشان و تحل و اسما همزه بود عمر خضر از بصره این ولد از نور مبه بود تا ازین جشن گرامی رتبه خلق آگه بود
با و تاریخ دعایه بدرگاهت قبول یا آلهی شاه و فوج عیش این نوشته بود <div data-bbox="525 1010 709 1108" data-label="Text"> <p>سنه هجری ۶۴</p> </div> تاریخ تولد شهزاده مرقد بهادر دامت	
بعثتخانه سلطان والا نشان	ولادت یافت شهزاده بلند اقبال
نوشته مسموری و بم معنوی سانش دو شنبه بود و بستی و یکم از شوال <div data-bbox="538 1619 722 1717" data-label="Text"> <p>سنه هجری ۶۹</p> </div>	
تاریخ تصنیف رساله شاهیه ستمی بحکم ختم	

<p>دشمنه یا و کار جلال اسیر را تا فائده و دشمنه ای بپیرا آرد و ملود آن رقیم دلپسیر را کافی شدت جمله صغیر و کبیر را بادی شد این ساله دل نکته گیر را گر وید رتبه ولی نقیصه حقییر را</p>	<p>آن شیرین منین که تخلص فقیر داشت کرده عروض و قافیه در فارسی رقم شاه بلند فکر پی نفع خاص عام حل معنی رساله بطوری و شاه اکون نماید حاجت تحقیق از او ستاد الفاظ کهنه اش متبدل شده ز نو</p>
<p>تایخ طبع کرد قبول اینچنین رسم ملوک و اوده نوشته اقدس فقیر را</p>	<p>۶۹ سنه هجری ایضا</p>
<p>هست مهر پین ساله شاه هست اینچنین ساله شاه</p>	<p>ای زبانه نور بحر علم شه فیض شد در جهان بخاص و بعام سال آرد و ملود دست قبول</p>

الاعمالیست این رساله شاه

سنة ۶۹ هجری

تألیف طبع مشنوی مشتمی بر دُرّة التاج که تصنیف تدبیر الدوله بجاور است

پُر بوصفِ خدایگان جهان	لله الحمد مشنوی شد ختم
صرفِ صفتش شده زبان جهان	دُرّه التاج نام مشنویت
داد و دل شاه را بیان جهان	شده در عشق شاه اسیر اسیر
آنکه در اصل هست جان جهان	عشق خود نظم کرد از سلطان
هست جان بخش و لیسان جهان	خوش ادا خوش مزاج خوش گفتار
اختِ حُسن و آسمان جهان	خلق میگوید این شهینش را
بر و باش فریدان جهان	بر زبانش زبانِ خلق نثار
مدح کرد و نکست دامن جهان	سیر این مشنوی چو حاصل شد

سال طبعش شوز طبع قبول

الاعمالیست

زیب و سه تماچ عاشقان جهان

تاریخ بنای تعمیریه دارمی باره ری سنگین اسی بقصر اعز

بقصر باغ و قصر العز از نیت خالص	شروع اسال کرده هندستان اداری
بسرور چیدن اسباب ماکرم کرده و زرشوب	به بین اینست ایدل دل با جان عزاداری
نیامد و نظر مانند این سنگین سزاخا	ندیده هیچکس با چشم خود زمینان اداری
چو رونق داد از دل شاه بهر این عزادخانه	شده مقبول شاهنشاه مظلومان عزاداری

و عانی قبول این صرع تاریخ ماکرم گفت

کند تا یک صد سی سال این سلطان عزاداری

ش ۱۲ هجری

تاریخ آمدن موبند باغبان غلیظ و سیاه تر و زرد و شنبه ماه شعبان

سیه کاریون سی آبی تپی اندهی	سواس شهرسی و ده کالی خدانی
سنی صدق نیت کی باعث شے فوڑا	و عانی شهنشاه عالی خدانی

قبول اسکے تاریخ ہی یاد کرنا
 بلای سیه کیا ہی نامے خدا سے

تاریخ ولادت شاهزاد طلال شمس عمره محل حضرت سلطان عالم خلد الله ملكه

بشبتان سردر تو شما	روشن این شمع شبستان باد
--------------------	-------------------------

سال تاریخ ضیاء بخش ولست

بجهان ماه درخشان باد

ششم هجری

تاریخ فوت نمودن شاعر بالود و نامی جناب اجه وزیر حصا وزیر طبع

بگفتند اهل هنر وای

چو خواجه وزیر از جهان رفت

بجسر نظم خوش شعر تر وای

نشان از روی اکنون نمانده

مه و سال رایاد و اید

به وقیعه بوده سفر وای

ششم هجری

ایضا

که و تمامی اهل سخن گرامی بود

زمین شعر و سخن گذشت خواجه وزیر

فصیح بود اگر چه در استخوان بندی	مگر بامد نظم شک جامی بود
بنظم بود تلمذ ز ناسخ مرقوم	که یک بزمه شاگردش نظامی بود
وزیر بود و چون سلطان ملک معنی را	بملک نظم ز فکرش خوش نظامی بود

گذشت ادب جهان را نوشت سال قبول

وزیر بادشاه شاعران نامی بود

شانه بگری

ایضا

چون ز نوی گذشت گردیده	پیش شاه شهید جانم وزیر
بود شعر شایسته دیگر	نیست ممکن کنم ثنائی وزیر
رفت چون از جهان بسوئی جان	ناکش خلق شد که مای وزیر
دل هر کس که هست موزون	پیش از در و جان گزای وزیر

سال حلت چنین نوشت قبول

بسجن شاه بود و اس وزیر

الحکم

تاریخ جنگ دین میر مرتن تہنابدارہ حاجی کم پانزدہ کس سلح ہونڈو کجال شجاعیت شد

چون زخمی شد وزیر مرزا از دنیا این سعید شد ہای

اجا

کلمہ ساش قبول ہنوش

این شیر جوان شہید شد ہای

ایضاً

بسن ہیئندہ سال آہ افسوس جوان تیر قضا را شد نشانہ

اجا

چورفت از دہر ساش گفت ہا تف

جرمی ابن جبری رفت از زمانہ

تاریخ ولادت پسر سلمہ بخانہ میر محمد علی صاحب پسر تخلص

پسر شاعری کے آج گہرین ہوا ٹکڑا متسر کا جلوہ آرا

قبول اسکی کہے تاریخ فوراً

پسر نور کا چسکا ستارا

۱۲۰۰ ہجری

تاریخ فوت و میر و حسیب که قهر و دروازه عیش باغ از آفتاب و بوی صبر و بیدار جان بجان آفرید

حیف در عالم ارواح شده میر وزیر	نوجوان بود گذشت از وطن دنیا زود
بود اسوار براسی که صبارا بگذشت	بر داور از سرائی کهن دنیا زود
عیش در باغ جان یافت حیا و آفا و آسپا	شد نجات از غم و رنج و محن دنیا زود
بود او شاعر خوش فکر درین بزم جهان	حیف خالی شد از و انجمن دنیا زود

دفعه مرد چو او سال رقم کرد قبول

در جهان رفته صبائی چمن دنیا زود

۱۲۰۰ هجری

تاریخ انتقال فقیر ساکن مننه که خود را بضرط پنجه هلاک نمود

شد گرفتار خون خویش فقیر

در دل پنجه این چه خامی رفت

از حدیث سال تاریخش

بجسم فقیر نامه رفت

۱۲۰۰ هجری

قطعه تاریخ نذر عنایت گلوبند مبارک که مخاطب بجامه حسنیت

جان عالم تو عزیز بیجهان چون میصر	ناخت عقده هر بنده الله کشاد
زخت آن آینه نور ازل هست شها	که برین دیده چو حیرت و کان پاکشاد
شاهراه کرم وجود که بود آن سدو	وسعت بهت سلطان فلک جبه کشاد
از کرم کرد گلوبند عنایت قبول	گره غنچه دل رتبه دلخواه کشاد

سال تاریخ شگفته شده کردیم رقم
سینه ماز گلوبند شهنشاه کشاد

۱۲۰۰ هجری

تاریخ طبع دیوان تنبیر الدوله منشی مظفر علیخان صاحبها و جنگ استخلص

دیوان اسیر کامل فن شد طبع از شعرستین مینانیت دیوانست

چون سیرش کرد گفت تاریخ قبول

مطبوع دل فصاحت دیوانست

۱۲۰۰ هجری

تاریخ آغاز طبع دیوان و دوازدهم ماه ذیقعد ۱۲۰۰ هجری از مصنف

الکون شروع طبع غزلها شد ای قبول دیوان مقام شمر و به شعرم مقام کذب

تاریخ در و عارضه عرض کن قبول
یا حق بکن معاف گناه کلام کذب

مصرع تاریخ و صنعت حرف منقوطة از متدارک مخبون مقطوع مربع

نسب بخشش

ایضا قطعه تاریخ و صنعت حرف مہملہ به ۱۲۰۰ هجری مذکور

سیر کلام کا مصرع سال اور لکھو اکیس سال والو اگر اسکا سال ہو درکار

ملاوہ مادہ کامل کہ دل ہو اسرور
کلام حمیر حلال اور طلسم اسطوکار

تاریخ وفات میر مظفر حسین صاحب مغفور متخلص ضمیر

بجنان رفت ز آفاق ضمیر ہستم از وصف کماش قاصر

سال تاریخ قبول اکنون گو

الحکم	آه افسوس حسینه ذاکر	
رفت حسب الحکم خالق چون عالم آه وای	ایضاً	ذاکر عالی نسب والاحسب یعنی ضمیر
الحکم	سال فوتش صدوی هم معنوی گفتم قبول شنبه و بست و سیم بود از محرم آه وای	
<p>تاریخ طبع مثنوی سنی ذکر المعصومین صلوات الله وسلامه علیهم اجمعین</p> <p>بخشش کو وانی ای قبول پنی لپی دلو ایگی هربیت گهر فردوس مین بی مثل هی دیندار و مؤمن کی لپی لازم هی سال طبع بهی مطبوع هو</p> <p>هی چارده معصوم کی بهی مثنوی روز جزا کام ایگی بهی مثنوی اول سی آخر تک بهی بهی مثنوی تاریخ کی هی مقتضی بهی مثنوی</p>		
الحکم	بهی فکر تهی ناگه صد با تفتنی ده بی مثل اب کیا هی چپی بهی مثنوی	
قطعه تاریخ وفات زکی الدوله بهادر داروغه اخبار		
اولادش چون فغان ندارد وای آه		رفته ز جهان زکی دوله بختان

هر یک از دوستان که مانوش بود	دروش درول چسان ندارد ای آه
اخبار ملک بود و قضاوت او	حالا در ملک جان ندارد ای آه
باغ و املاک داشت لیکن حالا	جنر گوردگر مکان ندارد ای آه
سال فوتش رسان بهالم تقبول	
اکنون خبر از جهان ندارد ای آه	
شش ^۲ سنه سحری	
تاریخ اختتام دیوان از مصنف	
طبع شد دیوان چون ای قبول	بهر تاریخش بدل آمد خیال
چون بفرین شاعری ناقص تریم	بشنوید ای کمالان نجوش مقال
این غنمه لهار که موزون ده ایم	طبع را از شهرتش بواجف حال
حضرت سلطان بطبعش حکم داد	شد مگر تاخیر ازین ناقص کمال
چون بصید تعجیل قطعاً حکم شد	عذر را باقی نماند آنکه مجال
جمله نظم با بعینه طبع شد	رطب یا بس ماند و دیوان بحال

نقص کیسویک طرف نسیان ما	سہو کا تب نیز باشد لا محال
الغرض تحریف لفظ از اصل خویش	عاتل از معنی کن فوراً خیال

لاجرم تاریخ طبعش گفت ایم

نقص و سہو مابین ای ذی کمال

سنہ ۱۲۷۲ ہجری

ایضاً

خاری غیرت دہ حدائق بشود
 ہر برگ شجر شک شقائق بشود
 گلہ سستہ بزم فکر شائق بشود
 معتبول سخنوران فائق بشود
 این نسخہ صاف و نظم رائق بشود
 آئینہ اسرارِ حقائق بشود

ای آنکہ با بسیاری افضالت
 سوش بوزد اگر نیم لطفت
 این خار و خسی چن کہ جمش کرم
 مگر لطف کنی حسن قبولش یارب
 از چشم بد عیب پتر و مان محفوظ
 ہر صفحہ اش از جوش صفائی مضمون

گردید چو طبع گفت تاریخ قبول

مطبوع طبایع خلاق بشود

شماره ۲۲
شماره ۲۲

ایضا متضمن مدح و شکر تیه با و شاه خلد الله ملکه و سلطنته

الحمد لله الذی رب العالمین	کز کن عیان کونین آن داد و نمود
مبعوث بر انبیا کرد از کرم	راه نجات از حشر واضح تر نمود
پیدا خواقین کرد بجهت انتظام	در ملک آنها ملک و مال و زر نمود
تخصیص شد در عدل بجهت شاه ما	گذر کرده سد باب کید و شر نمود
واجب علی سلطان عالم جان خلق	گو را خدای ما هست بر پرورد نمود
ما را با وج و رتبه تا حدی رساند	کز ما حسد این گمنبد اخضر نمود
در باغ عالم از نسیم آبرو	بودیم خس این شه گل حسر نمود
از سایه پر نور خود ظل خدا	این ذره را از مهر روشن تر نمود
از وسعت نسیم فیض آثار خود	این نقطه را بسوط اند و فقر نمود
اکنون برای شهره ما ای قبول	تا کید بجهت طبع دیوان هر نمود

<p>چون طبع را از فیض برگزسی نشاند کی بچنین عزت کسی داد از فضل خالق چون فراغت شد طبع</p>	<p>بخشید در نام آوران احقر نمود چند آنکه سلطان شهرت کتر نمود فی الفور فکر سال آن احقر نمود</p>
<p>تاریخ بجزیره آبرو با قف گفت شاه جهان این قطره را گوهر نمود</p>	<p>تاریخ شاه جهان</p>
<p>بیت</p>	<p>بیت</p>
<p>شهر یارای که از افضال تو نوبهار فیض عالمگیر شاه کیت در عهد تو کنده دل در جهان هر تلخام زهر غم بسکه در عهدت ز دل جوشد نشاط تا تو سامان کار شرع دین شدی چشم مست عشوه خیزت هر که دید</p>	<p>عشرت خاطر بعام عام شد غازه آراسنج ایام شد شکوه سنج بخت نافر جام شد از زلال عیش شیرین کام شد دور ساغر گردش ایام شد خطا باطل نقش خط جام شد جزعه حوار با دله گلفام شد</p>

آنکه شد آشفته زلف و رخت	فانغ از اندوه صبح و شام شد
خط سبز عارض رنگین تو	از برای مرغ جان گلدام شد
جان زار در دست آن ترا	از تو حاصل راحت آرام شد
نامم از دیوان ز فیض و ولست	نقش روی صفحہ ایام شد
چون سلطان المطایع طبع گشت	کامیاب از وی دل ناکام شد
رفت از عزت سرم بر امج جرج	افتخار من بنخاص و عام شد
هر بن سویم زبان شکر شاه	از کمال ذوق بر اندام شد
سز عجیب فکر تارخیش چو گشت	ناگهان دل مور و الهام شد

بی تکلف گفت تارخیش قبول

در زمانه شمس گنم نام شد

سنه ۱۲۰۰ هجری

ایضا

بشر مومن من جو خطا دیکهنا کهین اسمن	تو چاهی که نکرنا عتاب ای همفن
-------------------------------------	-------------------------------

خطا بزرگون فی خرمون کی غفوی ہی ملام | جو با کمال ہیں اونکا ہی داب ای ہمفن

برای سال ہیں نذر اب در نقط کی حروف

نیکہن غلطی حسن صواب ای ہمفن

از حروف منقوطہ ۷۲ سنہ ہجری حاصل میشوند

ایضاً اولہ از مصرع مادہ حروف نقطہ دار و رنودہ از باقی حروف بی نقطہ ۷۲ سنہ ہجری

حاصل میشوند

دیوان یہ چہ چہا ویا فیاض سلطان ہی مرا

گلشن ہی کیا مطلب ہی اب یو گلستان ہی مرا

دل کا لہو سو کہا تو کیا اب یہ دل جان ہی مرا

معنی کی آبتاب یہ ہے حیوان ہی مرا

ہو طرز نویہہ عنرم ہی مئی یزدان ہی مرا

سن بی نقطہ میں کہہ لو کارِ نمایان ہی مرا

جب تک ہیں فیض سما جش مطرب کہی خدا

کرتا ہوں اسکی سیرت تہا ہی فرحت سبب

گو جلد موزوں لیا پر فکر کی حد سی سوا


دیکھیں گی جب احباب آگوا وین یکجا ہجو

تا بیخ کا آب بہ زم فکر ساسی زم ہی

دیکھو جو اس تاریخ کو نقطہ میں کی رصدتی کرو

یہ فکر کہی کی تلف شہرہ رہی گاہ برب

<p>در این کتاب کتابخانه</p>	<p>مضمون که مصرع صدف دریا می یوانی</p>	
<p>در هندی جمع مصرع ۱۲</p>		
<p>ایضا تایخ و حروف بی نقطه مثل تایخ بالا</p>		
<p>همسری ایشان هم رنگ همنان بچار دیوانی هر هر ورق فرمان سلطان بچار پهولی جو مصرع کا شجر نزهت دین بچار یه مصرع کا آگای سال سامان بچار</p>	<p>الطاف سی سلطان کیه چند جز دیوان بلبل کو انکاهی سبکی قمری کفره کی حق ای بلبل دل بهول کر اگر گلشن تاریخ پر نقطه کل جن مین تخم تھا هر حرفه بویا گیا</p>	
<p>در این کتاب کتابخانه</p>	<p>ابن نظر اس سر پرتایخ دیکه ای ذی هنر معنی ثمر مصرع شجر جز این گلستان بچار</p>	
<p>جمع مصرع ۱۲</p>		
<p>قطعه ایضا شتلمبر مصرع تایخ که هر هر سرع و و تایخ کی بجزی کی فصلی</p>		
<p>در محله از مصلحت از سال ارنگار در حرف منقوطه این مصرع ۴۰ در حرف غیر منقوطه ۶۲ در حرف غیر منقوطه ۶۲ در حرف غیر منقوطه ۶۲ در حرف غیر منقوطه ۶۲</p>	<p>در بجزی فصلی دو مصرع گفتیم اول با بین این مصرع دیگر بگیر از با تف غیبی قول</p>	
<p>باز اینجای ختام طبع دیوان میچران از اجاب فیض خدایم که آید</p>		

از جناب سید محمد صاحب تخلص شبلیق		
تمام گشت چو دیوان شاعر بمیشل	رسید شاهد آفاق در کنار حصول	
نوشت مصرع تاریخ طبع او شایق	قبول خاطر این جهان کلام قبول	
تاریخ شروع طبع دیوان از جناب شیخ الدوله بهساور ۱۲۴۲ هجری		
از عنایات خداوند کریم کار ساز	طبع شد دیوان مطبوع جناب غنی سیر	
سال سعدی در تسمیح الامین فکر برق		
طبع شد دیوان نگین فصیح نامور		
ایضا قطعه تاریخ ختم تمام دیوان و صنعت حرف و فن و طه		
از لطف و احسان خدای حسن و کل	مطبوع شد دیوان استاد جهان	
تاریخ گفتم در حرف و نقطه	مقبول شد دیوان فخر افغان ۱۲۴۲ هجری	
تاریخ از جناب شیخ امداد علی صاحب تخلص سیر		
چهره ز نظم خسته گل معقول	از اشعار شکفته لطف گلزار حصول	
از تخم نقطه بحر گل سال دید		

	مقبول چوباغ جہلہ دیوان مقبول	
	۱۲۰۰ شمہ ہجری	
تاریخ از جناب کرامت اللہ خان صاحب متخلص بہ نسخ		
طبع گردید چو این نظم بلیغ و شیرین	ثابت گشت خداداد کمال	مقبول
	فرخ از طبع برآورده چہ سال مطبوع ہست مقبول سند سحر حلال مقبول	
	۱۲۰۰ شمہ ہجری	
قطعه تاریخ از جناب آفتاب الدولہ بجا و متخلص بہ سلق		
فصیح و قابل استاد و ماہر کامل ہین استاد کی افکی سہل فائق ہر ایک فن میں ہر اک قسم شعر میں کامل توزیب و تباہی دعویٰ نہرین باطل ملی نہ او کی یہ فکر کا کہی ساحل		جناب شاعر دی جاہ میرزا محمدی نظیر آج نہیں اونکا اس زمانی میں سخن شناس سخن سنج و نکتہ بینہ دان کہون فصیح ترین جہان اگر اونکو وہ شناسی روانی ہی طبع دہونڈہیں اگر

عروج پر ہی طبیعت بہت بلند ہی فکر	پہر عروج مضامین کی ہیں مہ کمال
وہ ایسی سحر بیان ہیں اگر کلام و نکا	نہیں تو آکی ہوں شاگرد ساکن بابل
پڑ ہیں جوابی یہ وہ معجز بیان کہی اشعار	تو جان فتنہ ہو مری کی جسم میں داخل
کلام اونکا وہ شوخ و متین رنگین ہی	سُنی سی جسکی ہو دل کو شکستے حاصل
مشاعر ہی میں نہ کس طرحی غزل چکی	ہر ایک مصرع روشن ہی مشعلِ محفل
جو حکم شاہ سی دیوان چہ چکا اونکا	کمال طبع کو میر خجی شی ہوئی حاصل
ہو ایسہ محسسی ہی ارشاد خانِ لاشان	ترا ہی قطعہ تاریخ اس میں ہو داخل
تو فکر سال قلع با نقطہ حرفت میں کی	بہت ہی سہل تھا یہ طرزِ کچھ تھا شکل

رقم کیا یہ اوس وقت کلکِ نگین نے

قبولِ خاطرِ عالم فصیح و فرحتِ دل

۱۲۰۰ ہجری

از جناب صغریٰ خان صاحب ہلوی متخلص بہیم کہ تاریخ ازین اشعار بروردہ اند
 یکی از حرف متقوط صمد ابتدا و دیگر از حرف عرض و غرض متقوط بطریق توشیح بہیم

یاد رسِ خامه مضمون نگار	باز تن را بدل بهتسار
بحر سخا چشمه احسان قبول	بهره رفیش بهجانی حصول
یاد نماند از غم لیل و نهار	یک نظر افتاد چو بر حال ار
پست و دم فست فکر رسا	بام فلک همچو تدریس برپا
یاوری طبع ز طبع و سا	یافته گنجینه ذمین و ذکا
یا بس نموده ز دل من سحر	خواهش تاریخ شده جلوه گر

خو استم و مژده کلامش بداد

باشش ز غم من سخن اوستاد

شده بحری

ایضا

ز رشک حاسدان در جوش فریاد	قبول و دو جهان مهدی علی خان
پس از استاد چون استاد	بدل از ناسخ مرحوم فیض
حیا خلق در ذواتش خدا داد	عجب صاحب کمال ماهر

تظہر کردم چو بر اشعار دیوان	ز دل آہی بلب برخاست و نریاد
نسیم اکنون بسال طبع ام گفت	باوجی آفتاب فکر استاد
قطعه تاریخ از شیخ اشرف علی صاحب متخلص بن اشرف اگر دوغ علی خان نسیم بود	
ایسر باکر محمدی علی خان	سخن از اوج فکرش یافت تزمین
ز حکم بادشہ مطبوع گردید	کلام پاک باطن ز خوش آئین
نو شتم مصرع تاریخ اشرف عجب کجینہ حسن مضامین	
۲۰ شہ ۱۲۰۰ ہجری	
ایضاً	
قبول خاطر اہل زمین باین قبول	چو طبع گشت باین و طرز سنجیدہ
نوشت خامہ اشرف برای تارخیش	
کلام ناد طبع سخن پسندیدہ	

از شیخ امیر الله صاحب متخلص بن تسلیم شاگرد اصغر پنهان میم دیوی

کلام میسر از امجدی علی خان	که دارد شهرت حسن خدا داد
گرفته آسمان اوج بیانش	ز فکر اوز زمین شعر آباد
زمان طبع فکر سال گردید	بترتیبی که باشد تازه ایجاد
چهار الف اظفار انموون نمودم	نوشتم از سر هر لفظ اعتداد

باین مصراع مطلب یافت تسلیم
بلاغت زاده همیشه استاد

سنه ۱۲۰۲ هجری

ایضاً

زهی دیوان که دل و رجوش دارد	عجب خمخانه در آغوشش دارد
ز مضموش عیان سوز جگر ما	تیه سطرش نهان دام نظر ما
سوادش رشک دو و شعله طور	بیاشش موجه از عین کا فور
حصاری گرنه از جد و کشتید	ز شوخی مصرعش از خود هر یک

دوم نظاره آمد چون مصباح	ورق شد از صفا آئینه دل
بفکر سال گشتم خود فراموش	رسید ز عقل گل این شروه دگوش

زمن بشنوسن فصل عیانست	
کلام شاعر نازک بیانست	

سنه ۱۲۹۳ هجری

تاریخ بزرگ باغی از تقیم الله انوار عجایب و در تمام جنگ استیخلاص صنعت و بینه

مقبول الدوله طبع دیوان چونمو	مطبوع طبایع شد ثایان قبول
------------------------------	---------------------------

تاریخ بزرگ و بینه گفت سحر	
مقبول قلوب همه دیوان قبول	

سنه ۱۲۹۲ هجری

از میان صغیر شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب رشک دام کمالهم

چهار کلام کهلی بوی هر گل مضمون	یهه نذر هوگی درگاه عشق مین قبول
--------------------------------	---------------------------------

کلی صغیری تاریخ طبع دیوان یهه

	تسبول ابن خلدون کی گل کلام مقبول	
	سنہ ہجری ۱۲۰۲	
قطعہ تاریخ از امر او مرزا صاحب منتخب لصلح زانشا گرو فتح الدولہ بھاؤ		
ہی جو دیوان شاعر پیشل	گل مضمون کا جس کے شہر ہے	
	کہے تاریخ طبع اسے مرزا	
	بہار گلستان شاعر اعلیٰ ہے	
	سنہ ہجری ۱۲۰۲	
از عیال مرزا صاحب تخلص بر شہزادہ گرو فتح الدولہ بھاؤ		
چہ دیوان نگین بیان طبع گشت	بہ سیرش بہار چمن شد حصول	
۱۱	بتاریخ آن گفت ہاتھ ز سرو	
	چہ بوستان شد بکفر تسبول	
	از میر مادی علی صاحب لصلح بہ بخود	
مسلو قواعد فن فیض	طبع شد کلام مقبول	

بهر شمع چو طبع مایه دارش	گنجینه جود و معدن فیض
بهر رکن و وسیع معدن لطف	بهر بیت لطیف مسکن فیض
بینند چو از نگاه انصاف	دانا دانند خبر من فیض
مانند صدف بجوهر نظمش	دارند گهر بدامن فیض
از آب در معانی او	گشته سر سبز گلشن فیض

بنحو و بنویس سال فصل

دیوان قبول معدن فیض

۶۳
فصل

ایضا

چپای کلام نصیح قبول بعد صحت و اهتمام بلیغ

یه ای بنحو و اب سال هجری تو لکبه

هو طبع کیاست کلام بلیغ

۶۲
فصل هجری

ایضا

کیا خوب ہو طبع یہ دیوان لطیف	کرتی ہیں صفت جسکی صغیر اور کبیر
کیونچن مضامین پہ نہ دیوانہ ہوں دل	دیوان کا چہرہ پری کی تصویر
دلکش نہو کس طرح یہ گلزارِ طلسم	لوحِ سرِ دیوان ہوئی لوحِ شخیصہ
کیا طور کی پتھر پہ ہوا ہی مطبوع	ظاہر ہی جو ہر صغی سی جوشِ تنویر
ہر صفحہ دلکش ہی مرقع کی طرح	ہی نور کی ہر شاہِ مضمون تصویر
فرمائی ہیں کس درد کی مضمون تمام	کرتی ہیں جو عشاق کی لہر تاثر
ہر نقطہ جو ہی دانہ تو ہر سطر ہی دلم	کس طرح نہ ہر طائرِ دل پہ نچویر
ہر مصرع عالی ہی در علم کلام	ہر بیت میں ہی قصرِ معانی تعمیر

بینجو و کرد اب سالِ سیحی میں یہ عرض
دیوان ہوا آپ کا ہمیشہ نطیر

۵۵
شعبان

قطعہ تاریخ از خواجہ حسام الدین عرف غاجان صاحبِ تصنیف ایجاو

چون بفرمان شهر گیتیستان
 شهر یار کامران و اجداد
 طبع شد دیوان مقبول ز من
 طبع زاد شاعر و الا مقام
 میرزا محمد علی خان قبول
 آنکه در عالم بزور تیغ کلاک
 معنی پیچیده هر معش
 افتخار شاعران خوش مقال
 معنی برجسته هر شعرا و
 تراوده بائی خامه اش را حریفیت
 بکه شد دبسته اوراق او
 می برد دل راز کف هر نقطه اش
 بکه عالی جمله مضمونهای اوست

شاه دوران مالک روی زمین
 آنکه با سپید زینت تاج و نگین
 با فصاحت با بلاغت همقرین
 نکته سنج و نکته دان و نکته بین
 آنکه گردون بردش ساید جبین
 کتور معنی شدش زنده بر نگین
 دلکش عالم چو زلف عنبرین
 سرور نازک خیالان گزین
 شوخی آموز غزال ملک چین
 آفرین طبع معنی آفرین
 رشته شیرازه شد حبل المتین
 همچو خال لبسرا نازنین
 شد زینش سر ازو عرش برین

مخلط مانند شیر و انگبین میشو و عشاق را خاطر نشین گشت با جلد خوش آئین مہرین	در بیاض صفحہ این شیرین کلام حرف حرفش همچو نقشِ مدعا آن گرامی نسخہ چون با حسن و زیب
عوض کرد ایجا و سال طبع او روح در جلدیت یا دیوان دین	
قطعه تاریخ از جہانگیر خاں صاحب متخلص بن یاس	
کہ ہی شعر گوئی مین وہ نکتہ زرا ہر اک شعر ہی خوبون ہی کھرا ہر اک بیت موج آب بہا زیادہ ہی اک شعر سی دوسرا	سخن سنج مہدی علی خان قبول کیا طبع دیوان عالم پسند اطافت کا دریا ہر اک بحر ہی منشائین و پچپ تر تیب ہین
اکی یاس فی اس کے تاریخ سال عجب دفتر عشق چہا پا گیا	
سنہ ہجری ۱۲۴۲	

از منشی اعظم علی صاحب متخلص بن ذره شاکر و تدبیر الدله بهاؤ

نزهی دیوان نگین گشت مطبوع مضامین تینش عشق آمیز

چنین تاریخ ساش گفت قوره

بود مقبول دل نظم دل آویز

ششده هجری

از مرزا آغا حیدر صاحب متخلص بن افسون شاکر و تدبیر الدله بهاؤ

مقبول الدله فیض چکاهی عام استادین شهو ر زمانی مین هی نام

دیوان چپا کهی به افسون تاریخ

مقبول دل و مقبول خاطر ای کلام

ششده هجری

از میرزا ادا حسین صاحب متخلص بن شتر

به دیوان بهیشل جب چپ چکا مسرت هوئی بی نهایت حصول

لکهی مین تاریخ شتر

بسوزِ مضامین حسن قبول			
۱۲۲۰ سنہ ہجری			
از عباس مرزا صاحب متخلص بن رکن شاگرد مقبول الدولہ بہادر			
حضرت کی حکم سی جو یہ یو این چن گیا		مردم کو وقت دید ہی باعث سواد کا	
تاریخ لکھی رکن نے طبعِ سلیم سے			
کیا خوب چہ چکا یہہ کلام اوستاد کا			
۱۲۲۰ سنہ ہجری			
ایضاً			
کلام فصیح چو طبع گردید		ز حکیم سلطان فلک سریری	
ارادہ سال شد بہ نہجے		شود میخ و دلپذیری	
چنین رستم کرد رکن سالت			
کلام ہمیشہ نے نظیر سے			
۱۸۵۵ سنہ عیسوی			

از محمد اله یار خان صاحب متخلص به سحاب	
چپا چکه دیوان شهرت ہوئے	عجب نور ز اس ہے کلام قبول
کہ دیکھی ہی آتا ہی آنکھوں میں نور	وہ ماہِ سما ہی کلام قبول
ہر اک مردہ دل زندہ دل ہو گیا	سیما بتا ہی کلام قبول
اسی کہی مرآتِ معنی سحاب	یہ حیرت فتنہ ہی کلام قبول
کہی سینے تاریخِ مملوئے نور	
کہ یہ پُرسیا ہے کلام قبول	
۲۲۰ شہ سحری	
قطعہ تاریخ از میر سیّدی حسن صاحب متخلص به شمشیر اگر تدبیرِ لدولہ بہاد	
چون جناب سیر امجدی علیخان قبول	حق بقدرش قطع کردہ جائزہ احسانِ سب
گفت دیوانِ فصیح آن شاعرِ دیوان پسند	شد ضمونِ شانِ دیوانِ بان و انانِ سب
اندازِ موزون جو حسنِ گلخانِ سرود	شد گلہائی مضامینِ بہتِ بتانِ سب
ربط بندش عقدہ دل بستگانِ کشتہ و صفا	بیتا و شد بیتا بروئی پر نیر و انِ سب

<p>بُست چو شبنم شیر ترا خیشند امانت نمود</p>		<p>بد بسم الله شد تاج سر دیوان سب</p>	
		۴۲	۱۲ هجری
		ایضا	
<p>طبع زاد میرزا مهدی علیخان قنول</p>		<p>در زمان حضرت سلطان عالم بحر فیض</p>	
<p>صفحه عالم گلستان شد زبستان قنول</p>		<p>طبع شد در مطبع شاهی حکیم شهنشاه</p>	
<p>بندش حسن صفادنی کینز قنول</p>		<p>بر فضا محتجم بن اردشوق عبدیت فصیح</p>	
<p>بر سر ماستدیان گشت احسان قنول</p>		<p>رہت گویم از زبانش شاعری آمد نبدین</p>	
<p>بی تکلف سانش ای شمشیر گردیده رسم</p>			
<p>طرز میر و در و سودا شد بدیوان قنول</p>			
		۴۲	۱۲ هجری
		ایضا	
<p>گفت دیوان انجور سید عشاق قنول</p>		<p>طبع رنگین ندیم شاه حجاب اوده</p>	

جمع مضمون نمود و چون کتبهای خویش	کرد هر بیت مضامین دولت معنی حصول
----------------------------------	----------------------------------

جست چون شیر سالش کلک در فصلی نوبت

رنگ عرفی رنگ سعدی داد دیوان قبول

۴۲ سنه هجری

تاریخ از پیش میر محمد بیگ صاحب تصنیف شدیم که مقبول الدوله بجا که در فون

مهمله مصرع ۴۲ سنه هجری حاصل میشود

یمنه یوان پر فصاحت و جلیب استاد کامل کا	جو مین بکها تو آب در مین ہی ایک ایک مصرع
---	--

تذکرہ لبی نقطہ فون مین تاریخ اسکی کہتا ہی

۴۲ سنه هجری

یمنه موتی کی لڑی ہی ای مبصر دیکھ ہر مصرع
--

قطعه تاریخ از فکر میر محمد صاحب پتھر تخلص شاکر و جناب حاجہ و صاحب محرم
--

بیان کیا ہو وصف جناب تببول	جو رتبہ ہی خالق نے اونکو دیا
----------------------------	------------------------------

رہی ذات کی ساتھ یارب ام	یمنہ خلق و مروت یہ حلم حیا
-------------------------	----------------------------

صفت طبع جو اد کی کیا کروں	یمنہ دیوان نمونہ ہی اک فکر کا
---------------------------	-------------------------------

غرض جانِ عالم کے جب حکم سی	بہت جلد دیوان یہ چھپ چکا
<p>پنچھرا کا سال اس طرح کرتے تھے</p> <p>یہ دیوان باغِ معانی ہوا</p> <p>۲۰ سنہ ہجری</p>	
<p>قطعہ تاریخ از فکرِ لالہ جواہر لال صاحب جوہر تخلص شاگرد جناب خاجہ وزیر صاحب جوہر</p>	
چوتھ طبع دیوانِ احسانِ ملک	بفضلِ خداداد و جونِ سؤل
<p>پئی سال جو ہر دل شاوگفت</p> <p>نہی باغِ طبعِ حیدر قبول</p> <p>۲۰ سنہ ہجری</p>	
<p>قطعہ تاریخ از محمد مرزا صاحب بے تخلص شاگرد جناب خاجہ وزیر صاحب جوہر</p>	
چھپا آج دیوانِ ہمیشہ ا و نکا	<p>جو قبولِ عالم میں احبابِ پور</p> <p>تھیں مین میں مین صفت کس کی کہوں</p> <p>ہی ایک ایک مضمون بہتری بہتر</p> <p>کری نکتہ سنج اس کے گلگشتِ انم</p> <p>رہی دور اس بلغ سی بادِ صرصر</p>

نہ اس پر ترین ہاشناسون کی نظرین	کہ یہ نظم ہی قابل اہل جوہر
---------------------------------	----------------------------

دعائیہ لکھ طبع کا سال معجزہ	یہ دیوان ہو مقبول طبع سخور
۱۱۱۱ھ	

قطعہ تاریخ از میر کاظم حسین صاحب تنویر تخلص شاگرد جناب علی و سطر صا

حب احکم ہنشد ہندستان	شد طبع کلام خاص اصحاب سخن
در نسبت ہر عروس مضمون دم فکر	باجن مقبول گشت ایجاب سخن

تنویر بسکب عقد تاریخش گفت	۱۱۱۱ھ
مقبول دل و مقبول ار باب سخن	
ایضاً قطعہ تاریخ در صنعت حرف مہملہ	

اہل علم اہل کرم والاہم	ماہ طالع مطلع مصر کلام
------------------------	------------------------

مادہ در مدح و سال آورد دل	۱۱۱۱ھ
ماہر اسرار ہر سحر کلام	

قطعہ تاریخ از فکر امیر علی خان متخلص بہ ہلال شاگرد جناب میر علی و سطر صا

تاریخ و صنعتِ حروفِ منقوطة که از سرِ صرع ماده حاصل میشود

یہہ بجای ہی دیوان کو گلشنِ جلال	لفظ معنی گل و ریحان قبولِ خوش فکر
---------------------------------	-----------------------------------

مادہ حرفِ نقطہ چٹکے نکالین کلپسین

لائی سیرای دیوان قبولِ خوش فکر

۲۳ شہ جری

ایضا

خلقِ مینِ رحمِ مینِ بیشل ہی محسنِ سیر	خالقِ عالم و دانا کو مینِ خلاق پسند
ایسی دیوان خوش انجام کو چھو ایا ہی	بستی کو جو ہی تعلیم تو شاق پسند
وہ بلاغتِ فصاحتِ تراکیب لطیف	جو مینِ بوعِ خلاق جو مینِ آفاق پسند
دلِ سی شاق ہی اس درجہ ہر صاحبِ شوق	زیب تیا ہی جو کہی اسی شاق پسند
فکرِ تاریخِ مین بیٹھا جو ہلالِ ناقص	تہا یہ منظور کوئی مادہ ہو شاق پسند

زمرہ چرخِ نی آوازیدہ می خوش ہو کر

عاشقِ اند کہو اسکو کہ ہی عشاق پسند

۱۲

ایضاً

مستبول و متبول ہی جو مشہور	محسن مالک سے مرا ہے
مستک و عسل جو نام میں ہیں	عاشق بارہ امام کا ہے
اکمل استاد فن اشعار	خوش فکر و بد یہہ آشنا ہے
کیا نام خدا ہے حسن دیوان	جملہ یہہ عروس نظم کا ہے
تاریخ اس کے نام دو ہیں	ہر ایک وہ لوح میں لکھا ہے
ارشاد کیے ہیں ایسے یہ نام	میرا ہی باب اس نے مدعا ہے
کی سیتے جو ای ہلال اب فکر	ہر مادہ نام سے لیا ہے
ہجرت فصل کی مادوں میں	تاریخ لکھو یہہ غزل پڑا ہے
اچھا چاہا پناہج الذہن	۱۲۶۲ھ ہجری ۱۲۶۳ھ فصل
بمیشل جو ہی نتایج الذہن	ہجری اسمین بھی مادا ہے
۱۸۵۶ھ عیسوی	سن عیسوی اسمین آگیا ہے

فیضان افکار حکم اشعار
۱۲۱۹ھ
سمت کا سن رقم کیا ہے

قطعه تاریخ طبع در سال هجری ۱۲۶۳ از مصنف بنابر خامنه دیوان

ز بسکه کم نهین اولاد نیک سی اشعار	مجی بھی نخت جگر اور نور دل ہی نظم
سخن سی مین کلیم کلیم کچھ کلام نهین	جول ہی واوی آئین تو طور دل ہی نظم
ہمیشہ کرتی ہیں گلگشت دل مین شاہ شعر	جودن ہشت ہی میرا تو حور دل ہی نظم
غرضکہ فکر پئی ختم سال طبع جو کی	کہ سہل و مستغ اس دم حضور دل ہی نظم

نکالا مجھے و مہلہ مین یہ مصرع	برای شاعر ما ہر سرور دل ہی نظم
-------------------------------	--------------------------------

قطعه دیگر کہ از مہلہ سن ہجری از مجھے سن فیصلی خلافت قطعہ و ان رمی آیند

شکر صد شکر کہ دیوان شدہ آخر بایر	جملہ اشعار پیر از عشق فسونگر نگرید
سرف و معنی نگین شدہ خون دل مین	نخل میر مصرع برجستہ بخون تر نگرید
وصف خوش قامتی و ہم صفت سفاکی	بھر ہر صبر ہند بندہ نگرید
خاتم فصلی ہجری سنش از یک مصرع	لیہا الناس عطا از سو داو ر نگرید
فصلی از مجھے و مہلہ سن ہجری سن را	عکس تاریخ کہ بالاست رقم بر نگرید
نیست دیوان قبول از نظرای خوش نظران	مجمع ترک خان سحر و دان در نگرید

۴۰
نکالا مجھے و مہلہ مین یہ مصرع

در مہلہ سن ۱۲۶۳ فصلی

تازہ نچھائی ختم طبع دیوان مشتمل بر قید ہر سہ حرکات چنانچہ در صنعت حرف و مکسوسہ

صد شکر کہ دیوان بہ مطبوع ہوا	تعجیل ہوئی لگی نہ کچھ اسپین دیر
ہر بیت محب کی خانہ دل میں بسی	ہر مصرع ہو گیا عد و کوششہ
ہاتھ فی صدایہ ہی کہ تاریخ جو لکھے	منہ کی طرف کوسن خامہ کو پہیر
جب غیب سی حکم یہ ہوا بھکو قبول	چاہا حرکت نہ آئی کوئی جز زیر

نگاہ مری سینے سے آواز آئی

دول غنی اقلیم کسینی کی شہر سی زیر

سنہ ۱۲۷۲ ہجری

قطعہ تاریخ دیگر در صنعت حرف و ف مضمومہ

این نظم شیرین شد	شدر و برویش شہد شور
روشن نگاہ و دوستان	چشم خود ان باد کور
ہر کس چشد شیرینیش	مشہور گردد و شہد خور
ہر نقطہ مرغوب ای تبسول	چون مندریزہ بکھر مور

در قید خدمت سال بین		
شد حسن و لطف و زور شور		
۱۲	شانه ہجری	
قطعہ تاریخ دیگر در صنعت حروف مفتوحہ		
یہ دیوان سارا ہمارا چہ آیا جلکہ کا لہو دل کا پارا چہ آیا گوارا ویا ناگوارا چہ آیا لبون کا محبت کی پیارا چہ آیا	جو سلطان مطایع کا ہی جہان ہے بڑا یا بھلا الغرض ہی یہ صیا خطا اپنی اور سہو کا تب جو کچھ تھا مناب یہ جاننا کہ تاریخ لکھن	
قبول اسکے تاریخ پر فتح کر لی		
خطا کار کا قول سارا چہ آیا		
۱۲	شانه ہجری	
این تاریخ را مصنف پیرچان صنعت و فیا کن و متحرک گفتہ یعنی از حرکت متحرکہ تمام مصرع مادہ ۱۲ شانه ہجری از حروف ساکن بہین مصرع		

حاصل میشوند و معینا از جمع نمودن یک یک حروف و از صد و هشتاد
 هر شعر این قطعه بطور شریح این مصرع بر می آید که مختصر تاریخ سنه ۵۶۱

عیسویت عیسوی تاریخ بھی سن اہل گوش

علامہ الغیب کرد تا بعد قبول	یاد آمد صنعتی که گردیدم شاد
سازم تاریخ را به بھی ترقیم	واقف از جو د تم شوند اہل سواد
یک مصرع از ہر دو قسم تاریخ	تقسیم بہ ہجری و بہ فصل افتاد
آمد ہر وزیر مع جسمم فقط	رفتہ تشدید و پیش و بد چون آزاد
یابی از حد فہای ساکن فصل	خوان از متحرکات بحری ہزار
بنیاد سنہ سوم کنم نیز بیان	ہست آن سنہ عیسوی لاری یاد
یک کلمہ صدر و ابتدا حرف بگیر	سازی موزون چو مصرعی ای چو داد
نام این صنعت نشیخ و ورین	آمد سنہ عیسوی آنہ کم شد نہ زیاد
ہنگام ظهور مصرع ہر دو سنت	لازم کہ دہندہ او این فکر استاد
گلشن دیوان و بارش از معنی نو	وان مصرع سال فرد کہ در ایجاد

<p>در مجموع سخن از این کتاب بسیار است و از آنکه عالم شود</p>	<p>شاداب شرفشان ز لب باغ بزاو قطعه تاریخ در سنه عیسوی ۵۴۸</p>	<p>در مجموع سخن از این کتاب بسیار است و از آنکه عالم شود</p>
<p>هوا بتو دهن مین خموش براب اس چین مین خموش گداپنه فن مین خموش نهوا پنجن مین خموش</p>	<p>بیت که کهای زبان یهو و یو اللین چین به تر ا اگر چه اسنجه جوش به بجسته سال پر اس زبان</p>	
	<p>میست سنون پر تکه یهو کد اس سخن مین خموش</p>	
	<p>۵۴۸ سنه عیسوی</p>	
	<p>۱۲۷۸</p>	

۸۹۱۵۲۱

قرآن

سُورَةُ ٨٩١٥٢٣١

٢٥٢٤٢

DATE	NO.	DATE	NO.